[آنریبل ریورنڈ جے جے ایم نکلس رائے]

یہ ایک فقرہ متعلقہ فقرہ استثنائیہ کے لاکھوں دیہاتیوں کیلئے بہت اہم ہے انہیں سب کمیٹیوں خصوصاً شمالی مشرقی علاقہ کی متعلقہ سب کمیٹی (جس کو میں بنگال آسام کا گردہ کہوں گا) کی سفارشات پر کل دارومدار ہو جب تک ان سفارشات کا علم نہ ہو اس وقت تک اس فقرہ اور ملزومہ فقرات استثنائیہ پر کوئی بحث غیر دانشمندانہ نا موزوں اور عجلت پسندی ہوگی، پس جناب صدر! میرا مشورہ ہے کہ ہم اس فقرہ پر بحث اس وقت تک ملتوی کر دیں جب تک رپورٹ، خصوصاً دونوں قبائلی علاقوں کی سب کمیٹیوں کی رپورٹ ہمارے سامنے نہ ہو، اس وقت ہم کو انکی سفارشات معلوم ہوسکیں گی۔

جناب صدر! میں نے کسی اور موقعہ پر اسی ایوان میں کہا ہے کہ زمینیں ہی قبائلی زندگی کے لئے باعث استحکام ہیں، ہمارے زیر نظر ایک فقرہ استثنائیہ ہے جس کے ساتھ اب ۴۴ قبائلی بالکل مستثنیٰ یا نیم مستثنیٰ علاقوں کے باشندوں کے حیات و ممات کا سوال وابستہ ہے بلکہ ان لاکھوں کے لئے بھی جو ان علاقوں کے باہر آباد رہیں مثلاً بنگال ہی کو لیجئے وہاں تقریباً ۲۰ لاکھ ادیباسی آباد ہیں جو نہ مستثنیٰ علاقوں میں ہیں اور نہ نیم مستثنیٰ علاقوں میں ان کے مسئلے بھی انہیں سب کمیٹیوں کے زیر بحث ہوں گے حالانکہ ان کا حلقہ ان علاقوں تک محدود ہے جو اصطلاحاً مستثنیٰ یا نیم مستثنیٰ علاقے کہلاتے ہیں، میرا ارادہ نہیں ہے کہ ایسی عارضی صورت حالات میں اپنی ترمیم کے پیش ہونے پر زور دوں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک وقتی فیصلہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں اگر وقتی فیصلہ صحیح لفظ ہے۔ مجھ کو بتلایا گیا کہ اس پر نظر ثانی ڈالی جائے گی لہٰذا اس وقت ہم اپنا کام بڑھا رہے ہیں اور وقت ضائع کر رہے ہیں کیونکہ ایسے اہم مسئلہ پر جس کا فیصلہ دو سب کمیٹیوں کے سفارشات پر منحصر ہوگا، فیصلہ کرنا بے سود ہے،

میری عاجزانہ رائے یہی ہے میری تشویش کسی قدر کم ہوگئی جب محرک نے "لفظ" "مناسب" کے حذف کرنے پر کوئی اعتراض نہ کیا اگر آپ میری پیش کردہ ترمیم کو بہ نظر غائر دیکھیں تو اس کے دونوں حصوں کو ملاحظہ کریں اول میں ایک بلا مشروط وعدہ ایک یقین وعدہ چاہتا ہوں خواہ اسی ایوان میں یا کہیں اور جس سے ہندوستان کے تین کروڑ ۱۹۴۱ کے مردم شماری کے مطابق ہے اور خواہ یہ صحیح ہو یا غلط مجھے اس سے بحث نہیں قبائلیوں پر صاف واضح ہو جائے کہ ادیباسیوں کا تحفظ مروجہ قوانین کے ماتحت قائم و جاری رہے گا موجودہ فقرہ سے قبائلیوں کے دماغوں میں اندیشہ پیدا ہو چکا ہے، دونوں سب کمیٹیوں کو آسام پھر جانا پڑے گا ابھی چھوٹا ناگپور کے علاقہ میں وہ نہیں گئے ہیں ادیباسی نقطہ سے پھر زور دیکر کہتا ہوں کہ زمینیں ہی ان کی زندگی کے لئے باعث استحکام ہیں اور رہنی چاہئیں، میرا خیال ہے کہ آسام کے وزیر اعظم کو میری بات ناگوار نہ گذریگی اگر میں کہوں کہ ان کو اور اس سب کمیٹی کو مستثنیٰ اور نیم مستثنیٰ علاقوں میں دورہ کرنا دشوار ہوگا، اگر پیشتر ہی سے انہوں نے وعدہ نہ کرلیا کہ اس فقرہ سے تحفظات پر کوئی اثر نہ ہوگا، مجھ سے قبل ایک آنریبل ممبر کنایتہً اس نکتہ پر زور دے چکے ہیں غلط فہمی کافی پھیل چکی ہے اگر میرے قبضہ قدرت میں ہو تو اس فقرہ کو اس وقت تک کے لئے روک لیا جائے جب تک کہ سب کمیٹیوں کی رپورٹ سامنے نہ آجائے مثلاً جہاں کہیں بھی ہم گئے ہم پر یہی زور دیا گیا کہ آئندہ سالہا سال

تک قبائلیوں کے زمینیں ان سے جدا نہیں کی جا سکیں اگر میں اس خاص تحفظ کے لئے جنگ شروع کر دوں تو بیشتر ممبر میرا مضحکہ اڑائیں گے آج ہی صبح دوران گفتگو میں میرے ایک دوست نے کہا:- "کیا تم اب تک قبائلی زمینوں کو غیر منتقلک قرار دو گے؟" اس طریقہ سے قبائلیوں کے ناگزیر مطالبوں کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے ہم مساوات کا ذکر کرتے رہے ہیں، مساوات کیسی خوش کن ہے لیکن قبائلی زمینوں کے معاملہ میں امتیاز رکھنا کا میرا مطالبہ ہوگا یہی میرے مطالبہ کی وجہ ہے کہ اس فقرہ پر بحث اس وقت تک ملتوی کر دی جائے جب تک کہ اس مخصوص سب کمیٹی کی رپورٹ جو کہ ان علاقہ کے باشندوں کے حقوق کے متعلق ہے، پیش نہ ہو یا ہم کوئی وقتی فیصلہ نہ کر لیں، میں محرک سردار ولبھ بھائی پٹیل سے اپیل کرتا ہوں کہ اس فقرہ پر مع اس کے فقرات استثنائیہ مزید بحث ملتوی کر دی جائے، اپنی ترمیم پر مزید زور ڈالنے کی اب مجھے خواہش نہیں۔

* **شری خورشید لال** (یو۔ پی: جنرل): ابھی جو کچھ کہا گیا ہے اس وجہ سے میں اپنی ترمیم (ضمیمہ دوئم نمبر ۲) پیش نہیں کروں گا۔

* **ڈاکٹر سریش چندر بینرجی** (بنگال: جنرل): حال ہی کے فیصلہ کے مطابق میں اپنی ترمیم (ضمیمہ دوئم نمبر ۱۲) موزوں وقت پر پیش کروں گا۔

* **شری خورشید لال**: میں کسی آئندہ موقعہ پر اپنی ترمیم پیش کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں یہ ترمیم فقرہ ۸ کے بعد فقرہ کی صورت میں ہے، میں رپورٹ کے ختم ہونے کے بعد اپنا پیش کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔

* **مسٹر کے۔ ایم۔ منشی**: جناب صدر! اب جبکہ فقرہ ۸ کے تمام فقرات استثنائیہ حذف ہو چکے ہیں صرف تحتی فقرہ (ھ) کا فقرہ استثنائیہ باقی ہے لیکن قبل اس کے کہ میں اس کا ذکر کروں میں تحتی فقرہ (ھ) کے متعلق اپنی ترمیم پیش کرنا پسند کروں گا۔

"(۱) کہ مندرجہ الفاظ فقرہ ۸ (ھ) میں اضافہ کر دئے جائیں:-

'تحویل یا بیع'، 'مابین'، 'حصول' و 'جائداد'

(۲) 'تک' اور 'کوئی پیشہ' کے مابین 'اختیار' بدل ڈالے جائیں۔"

ان تبدیلیوں کے بعد تحتی فقرہ یہ ہوگا:-

"یونین کے ہر شہری کو یونین کے کسی حصہ میں رہنے اور بود و باش اختیار کرنے، حصول تحویل و بیع جائداد اور کوئی پیشہ، تجارت، کاروبار یا روزگار کرنے کا حق ہوگا۔"

یعنی تمام الفاظ جو فقرہ ۵ میں سے اس ترمیم کی وجہ سے حذف کر دئے گئے تھے یہاں لکھ دئے جائیں گے مجھے معلوم ہے کہ "مناسب" لفظ کو قلم زد کرنے کی ایک اور ترمیم بھی موجود ہے، میری تیسری ترمیم کا مقصد بھی یہی ہے آخری تحتی فقرہ کے متعلق ایک ترمیم میں اشارہ تھا کہ "قبائل" کی بجائے "قبائلی علاقے" درج کیا جائے، فقرہ استثنائیہ میں لفظ "قبائل" اس وجہ سے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ ممکنات میں سے ہے کہ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

[مسٹر کھیمر ایم پنجی] قبائل سب قبائلی علاقے میں آباد نہ ہوں اور ضروری یہ تھا کہ یہ فقرات تمام قبائل پر خواہ وہ قبائلی علاقہ میں آباد ہوں یا نزدیک ہی، یا اس کے باہر، اپنے دائرہ مفہوم میں لے لیں، اس معاملہ میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں، اگر مجھے اجازت ہو تو میں یہ بتلا دوں کہ یہ فقرہ استثنائیہ میرے دوست مسٹر جے پال کے شکوک رفع کر دیتا ہے اس سے یہ کہیں نہیں ظاہر ہوتا کہ تمام موجودہ قوانین منسوخ ہو جائیں گے بخلاف اس کے فقرہ ۲ کے ماتحت یونین میں، یا اس کے کسی حصہ میں موجودہ قوانین نافذ رہیں گے جب تک کہ وہ بنیادی حقوق سے تصادم نہ کریں یا اُن کے خلاف ہوں،

* **ڈاکٹر پی، ایس، دیشمکھ** (سی، پی اور برار: جنرل): میں اس ترمیم کی جو فقرہ استثنائیہ میں سے لفظ "مناسب" حذف کرتی ہے تائید کرتا ہوں، میں اپنے دوست مسٹر جے پال سنگھ کی اس تجویز کی جو اس فقرہ کے آئندہ بحث کے متعلق ہے، حمایت کرتا ہوں، لیکن مجھ کو تحتی فقرہ کے اوّل حصّہ یعنی "یونین کے ہر شہری کو یونین کے کسی حصّہ میں رہنے اور بود و باش اختیار کرنے کا حق" کو باقی رہ جانے پر کوئی عذر نہیں، فقرہ کا بقیہ حصّہ ملتوی ہو جانا چاہیئے اس مخصوص مسئلہ میں مسٹر جے پال سنگھ کی تائید کرنے میں میرے پیش نظر چند وجوہ ہیں، جناب عالی! میں آپ کے اور اس ایوان کے سامنے عرض کر دوں کہ تمام ہندوستان خصوصاً ہندوستان کے عامۃ الناس کی امیدیں لگی ہوئی ہیں کہ ہندوستان کے دستور پر اجتماعیت کا رنگ غالب ہوگا، اگر یہ فقرہ اس صورت میں جیسی کہ یہاں پر درج ہے رکھا گیا تو عامۃ الناس کا شبہ کہ یہ کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی حقوق مستقلہ کے تحفظ سے وابستہ ہے اور اجتماعیت کے اصول پر دستور بنا منضبط نہ ہوگا مبدل بہ یقین ہو جائیگا یہ فقرہ استثنائیہ عجیب ہے، جناب عالی! میں زوردار الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہم ابتدا ہی حصول جائداد کے متعلق اقلیتوں کے گروہ کے تحفظ سے کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ ہر ایک کو علم ہے کہ ہندوستان کی آبادی کا کثیر حصّہ جو کسان اور مزدور ہیں اقلیتوں کی گروہوں کے تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔ یہ برائی اتنی بڑی ہے کہ عامۃ الناس ان کے خلاف تحفظ طلب کرتے ہیں ان بنیادی حقوق میں یا ہم انھیں اقلیتوں کے گروہوں کے خلاف تحفظ کی کوشش کر رہے ہیں جن کے خلاف کسانوں اور مزدوروں کا مطالبہ ہے لہٰذا اس ایوان سے میری استدعا ہے کہ اب اس مسئلہ پر از سر نو غور کریں حالانکہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے فرمایا ہے کہ یہ عارضی رپورٹ بالکل سچ نہیں ہے تب بھی انھوں نے اقبال کیا ہے کہ کمیٹی کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ اس پر ہر زاویہ نگاہ سے مناسب غور و خوض کر سکے، جناب عالی! صورت حالات پر بیان اور سردار پٹیل کے پیش نامے کی مندرج تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے یہ عیاں ہے کہ اس رپورٹ میں ایسی باتیں شامل ہیں جن پر دوبارہ نظر غائر ڈالنے کی ضرورت ہے جہاں تک اس فقرہ کا تعلق ہے مزدوروں کو تحفظ کی ضرورت ہے کسانوں کو تحفظ کی ضرورت ہے تاکہ جائدادوں کا غیر محدود حصول بند ہو، ساتھ ساتھ اگر اس پر بھی کہ صوبوں کو اس معاملہ میں قانون سازی کے اختیار دیئے جائیں تحقیق ہو جائے تو اچھا ہے میں اس کو خوش آمدید کہوں گا

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

میری رائے میں مرکز کو اس معاملہ میں دخل اندازی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اگر آپ مرکز میں اجتماعیت کے اصول پر عمل پیرا نہ ہوں تو آپ صوبوں میں آئندہ مستقبل میں بھی اجتماعیت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں قیود حاصل کرتے ہیں۔

* **مسٹر سومناتھ لہری**: جناب صدر! میں مسٹر جے پال سنگھ کی قبائلیوں کے لئے خاص تحفظ کی متعلقہ تجویز کا حامی ہوں، یہ لوگ پامال اور غیر ترقی یافتہ ہیں ان کے تحفظ کے لئے خاص فقرات استثنائیہ کی ضرورت ہے جیسا کہ پروفیسر شاہ نے اشارتاً کہا اجتماعیانہ رنگ کا سوال نہیں بلکہ برژوائی جمہوریت میں بھی قبائلیوں کے لئے کچھ موجودہ اور مستقبل میں بھی کچھ فقرات استثنائیہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان کا تحفظ ہوتا رہے جب تک یہ لوگ ایک اقل معیار زندگی حاصل نہ کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں مسٹر جے پال سنگھ کی تجویز کی حمایت کرتا ہوں:

* **سر یجیت روہنی کمار چودھری** (آسام: جنرل): میں اپنے آنریبل دوست مسٹر جے پال سنگھ کی ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں، میرے نزدیک یہ بجا غیر دانشمندانہ امر ہوگا اگر یہ ایوان اس تجویز کو منظور کر لے

* **مسٹر جگدیش سہائے** (بہار: جنرل): میں ضابطہ کا سوال اٹھاتا ہوں جناب صدر! کیا یہ صحیح ہے کہ مسٹر جے پال سنگھ نے اپنی ترمیم پیش نہیں کی بلکہ صرف کچھ خیالات کا اظہار کیا ہے؟

* **جناب صدر**: میرا خیال ہے کہ انھوں نے ترمیم پیش کی ہے۔

* **سر یجیت روہنی کمار چودھری**: میرا اشارہ اسی پر ہے میں اس تحریک کی تائید کرتا ہوں جس پر رپورٹ مکمل رائے لے ترمیم پیش کی ہے لیکن میں موجودہ قوانین کے متعلق خاص تحفظ والی تجویز میں چند تبدیلیاں پسند کروں گا یہ ایک ریگولیشن ہے جو چن۔ہل ریگولیشن کہلاتا ہے مجھے تعجب ہوگا اگر ایوان کو بہت سے آنریبل ممبروں کو اس کے متعلق علم ہو چن۔ہل ریگولیشن کے ماتحت پولیٹیکل افسر کو اختیارات ہیں کہ وہ جس کو خاطر خواہ نہ سمجھے حدود سے نکال دے، یہ ریگولیشن کچھ حصوں میں تو نہیں لیکن پہاڑیوں کے بیشتر حصہ میں اب بھی نافذ ہے۔ میری خواہش ہے کہ شہروں یا دیگر جگہوں میں آزادی کا اس طرح مسدود کرنا کہ لوگوں کو نکالا بھی جا سکتا ہے بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے اس ریگولیشن کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اصل قبائلیوں کا تحفظ ہو بلکہ ان کو میدانی بھائیوں سے جدا کر دیا جائے تاکہ انگریز زیادہ سے زیادہ ان کو استعمال کر سکیں:

* **آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو** (یو پی: جنرل): جناب صدر! میں اقرار کرتا ہوں کہ میں کچھ مضطرب ہو چکا ہوں مجھ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ان تمام ترمیموں کے پیش کرنے یا نہ کرنے واپس لینے اور نہ لینے کے بعد صورت حال کیا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ اس معاملہ میں دوسرے ممبروں کا کیا حال ہے لیکن میرے ذہن میں بہت اضطراب ہے کہ آخر یہ مباحثہ کس چیز پر ہو رہا ہے، جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں موجودہ صورت یہ ہے فقرہ تینوں فقرات استثنائیہ کے خارج ہونے اور چند چھوٹی چھوٹی ترمیموں کے بعد موجود ہے (ج) میں فقرہ استثنائیہ موجود ہے فرق صرف اتنا ہے کہ لفظ "مناسب" بدل دیا گیا ہے

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

[آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو]

اور چند اور تبدیلیاں کردی گئی ہیں بیشتر تقریروں کا فقرہ سے کوئی تعلق نہیں، میں نہیں جانتا کہ میں ٹھیک بھی سمجھ سکا ہوں یا نہیں، میں اس فقرہ کا یعنی اس فقرہ میں اول تین فقرات استثنائیہ فقرہ (ھ) کے فقرہ استثنائیہ میں سے لفظ "مناسب" حذف کرکے حامی ہوں۔

مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ایک دوسرے معاملہ میں بھی سراسیمگی ہے، آنریبل ممبر غالباً یہ بھول گئے کہ ہمارے زیر نظر بنیادی حقوق ہیں ہم کسی معاملہ کے متعلق قوانین وضع نہیں کررہے ہیں، بہت سی چیزیں ہمارے نوٹس میں لائی گئیں بہت سی معقول باتیں بھی جو ہمیں کرنی یا نہ کرنی چاہیئے تھیں لیکن ان سب کا دستور کے بنیادی حقوق سے کچھ تعلق نہیں، ہم ان پر علیحدہ بحث کرسکتے ہیں ہم ان کو دستور کا جز بھی بنا سکتے ہیں یا ایک قانون بھی ابھی بنایا جاسکتا ہے یہاں پر یہی سراسیمگی ہے یہی ایک دوسرے پر انطباق ہے اور اسی وجہ سے میرے نزدیک مشکلات سے دوچار ہونا پڑا، بنیادی حق کو آپ کسی مخصوص وقتی مشکل کے زاویہ نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ اس طریقہ سے کہ آپ دستور میں کیا چیز مستقل طور پر لانا چاہتے ہیں، دوسرا معاملہ پر خواہ وہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو ہم کو اس مستقل اور بنیادی اصول کے زاویہ نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ عارضی نکتہ نگاہ سے۔

مسٹر جے پال سنگھ نے ایک ترمیم پیش کی ہے جو مجھ کو معلوم ہے جس پر وہ مصر نہیں ہیں جہاں تک میرا تعلق ہے میں ان سے بالکل متفق الرائے ہوں لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس کا بنیادی حقوق سے کیا تعلق ہے میری بھی بعینہ یہی رائے ہے کہ قبائلی علاقے اور قبائلیوں کا ہر طرح سے تحفظ کیا جائے (نعرہ تحسین) اور موجودہ قوانین جن کو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں ویسے ہی رہیں بلکہ حسب ضرورت ان میں اضافہ بھی کیا جائے لیکن بنیادی حقوق کے سلسلہ میں ان کا ذکر بالکل غلط ہے، مسٹر نکلس رائے نے کئی مرتبہ مجھ سے کہا کہ میں یہاں کھڑا ہو کر اپنی موجودہ حیثیت سے نہیں بلکہ کسی دیگر حیثیت سے بیان دوں! انھوں نے عارضی حکومت اور محکمہ خارجہ کا ذکر کیا، جناب عالی! میں ایوان کی یاددہانی کردوں کہ میں یہاں عارضی حکومت کا ممبر یا محکمہ خارجہ کی انچارج ممبر کی حیثیت سے نہیں ہوں، میں یہاں یو۔پی کے عوام کا نمائندہ ہوں، میں یہ عرض کرنا پسند کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ ایوان مجھ سے متفق ہے جیسا کہ ایوان نے قرارداد "مقاصد" منظور کرکے ظاہر کردیا تھا کہ قبائلی علاقہ کا ہر ممکن احتیاط سے تحفظ کیا جائے، قبائل کے ہمارے بدنصیب برادران وطن جو بلا کسی اپنے قصور کے یا غلط سماجی پابندیوں کی وجہ سے یا ممکن ہے خود ہماری یا ہمارے آبا و اجداد اور دیگر لوگوں کی غلطیوں کی وجہ سے غیر ترقی یافتہ ہیں ہمارا ارادہ ہے ہماری سخت خواہش ہے کہ ان کی ہر ممکن امداد کریں ایسے احسن طریقہ سے اپنے عجیب و غریب پڑوسیوں سے اکثر تحفظ کریں تاکہ وہ ترقی کے راستہ پر گامزن ہوں، میں مسٹر نکلس رائے کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک اور جہاں تک مجھ کو حکومت وغیرہ کے معاملات میں مشورہ دینے کا اختیار ہوگا میں اسی کوشش میں رہوں گا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ معاملہ میری یا کسی اور کی خواہشات پر مبنی نہیں، میرے نزدیک یہی حکومت ہند کی پالیسی رہے گی اور یہ سیاسیات کا ایک مسلمہ اصول ہوگا اگر

حکومت اس مسئلہ میں گہری دلچسپی نہ لے تو بھی وہ اس اصول کے خلاف نہ عمل کریگی، پس جناب صدر، میری گذارش ہے کہ وہ تمام افراد جو قبائلی علاقے کے معاملات میں دلچسپی لینے میں پختہ یقین کر لیں کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے حق یا آزادی کے تحفظ میں ہوشیار نہیں رہتا ہے تو وہ حق یا آزادی غصب ہو جایا کرتی ہے، پس میں چاہتا ہوں کہ وہ باخبر رہیں لیکن اس کے باوجود ان کو یقین کرنا چاہیئے کہ تمام ہندوستان کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے (تالیاں)

*مسٹر کے۔ ایم۔ منشی: کیا میں درستی کی خاطر الفاظ میں چند تبدیلیاں تجویز کر دوں؟ تہذیبی بیان میں لفظ کے استعمال میں ایک خامی رہ گئی ہے "مندرجہ ذیل حقوق کے استعمال میں بقیود امن عامہ اخلاق یا شدید ناگہانی ضرورت آزادی ہوگی"۔ میں یہ لفظی تبدیلی پیش کرتا ہوں کہ "بقید شدید ناگہانی ضرورت" کی بجائے "بجز شدید ناگہانی ضرورت کے" لکھا جائے۔

*آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل: جناب صدر! میں اول میرے مسٹر منشی کی لفظی تغیر کو منظور کرتا ہوں، مجھ کو یہ بھی منظور ہے آخری فقرہ استثنائیہ میں سے لفظ "مناسب" حذف کر دیا جائے پس فقرہ اب میرا اصلی فقرہ ہوگا لیکن فقرہ (ا)، (ب) اور (ج) کے فقرات استثنائیہ حذف کر کے اور فقرہ (ج) میں وہ اضافہ کر کے جو مسٹر منشی نے تجویز کیا اور میں نے منظور کیا تھا مسٹر نکلس رائے نے قبائلی علاقہ کے متعلق کچھ فرمایا تھا۔ اب مسٹر لہری کی لفظ "تحفظ" کے متعلق ترمیم باقی رہ جاتی ہے۔

مسٹر لہری نے "یونین کے تحفظ" کے بجائے "یونین کی مدافعت" والی ترمیم پیش کی تھی میں اس کا سخت مخالف ہوں مسٹر لہری ذکی الحس ہیں، ان کو معلوم ہے کہ داخلی تحفظ خارجی تحفظ سے زیادہ ضروری ہے اس کے باوجود وہ "تحفظ" کی بجائے "مدافعت" چاہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بیرونی مدافعت تو ممکن ہوگی لیکن ملک کی اندرونی پھیل جائیگی۔ لفظ "تحفظ" عمداً انتخاب کیا گیا تھا اور وہ تبدیل نہ کیا جائے

آنریبل ریورینڈ نکلس رائے نے قبائل اور قبیلوں کے گروہ کے تحفظ میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور مسٹر جے پال سنگھ کو قبائلی علاقوں کے متعلق کچھ اندیشہ ہے۔ لفظ "قبائل" کے متعلق میرا قیاس ہے کہ یہ مناسب لفظ نہیں ہے جملہ "قبائلی علاقوں کا تحفظ" یعنی بعینہ خوش کن جملہ نہیں اس جملے سے اس قسم کا اظہار ہوتا ہے کہ گویا ہم کسی علاقے کے تحفظ کے لئے کوشاں ہیں، یعنی اگر بیرونی ہنگامہ وقوع پذیر ہو یا اس حصہ میں مداخلت بیجا کا شبہ ہو تو اس جملہ "قبائلی علاقے کے تحفظ" کے بالکل ہی مختلف معنی لئے جائیں گے

مسٹر جے پال سنگھ کو اندیشہ ہے کہ موجودہ قوانین جو قبائلیوں کے تحفظ اور مدافعت کے لئے مستعمل ہیں ہٹا لئے جائیں گے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا اندیشہ کیوں پیدا ہوا۔ ہم یہاں پر قانون سازی یا پرانے یا موجودہ قوانین کے انفساخ کے لئے جمع نہیں ہوئے ہیں اس فقرہ کا تعلق بنیادی حقوق سے ہے یہ موجودہ قوانین کی تنسیخ نہیں کرتے، موجودہ قوانین بنیادی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا جب تک کہ

---

*یہ مراد ہے تقریریں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی تھیں۔

[سردار ولبھ بھائی پٹیل]

دیے دستور کے حفاظتی بنیادی حقوق سے تصادم نہ ہو اور وے منسوخ نہ ہو جائیں لہٰذا اس کے متعلق اندیشہ کی بالکل گنجائش نہیں لیکن میں ایک اور امر واضح کر دینا پسند کروں گا کیا ان لوگوں کو جو قبائلیوں کی خاطر اتنی جدوجہد کرتے ہیں یہ مقصد ہے کہ قبائلی موجودہ کیفیت دائمی ہو جائے ؟ میرے نزدیک یہ ان کی بہتری کے خلاف ہے، میرا خیال ہے کہ ہماری کوششیں قبائلیوں کو مسٹر جے پال سنگھ کے معیار تک لانے کے لئے صرف ہونی چاہئیں نہ کہ ان کو قبائلی ہی بنا کر رکھنے کے لئے تاکہ دس سال بعد جب بنیادی حقوق دوبارہ زیرِ غور ہوں تو لفظ "قبائل" ہی غائب ہو جائے اور وہ ہمارے معیار تک پہونچ جائیں ہندوستان کی تہذیب کے یہ شایانِ شان نہیں کہ قبائلیوں کے لئے تجویزیں ہوں، قبائل کے کیا معنی ہیں ؟ اس لفظ کے کیا معنی ہیں اور کیا یہ حقیقت ہے ؟ اس کے کچھ معنی ضرور ہیں ؟ یہ لفظ ہی اس وجہ سے موجود ہے کہ غیر ملکی فرمانروا پچھلے ۱۰۰ سال سے کوشاں ہیں کہ ان کو معہ ان کے رسم و رواج اور دیگر چیزوں کے علیحدہ رکھا جائے تاکہ حکومت میں آسانی ہو، فرمانروا یہ چاہتے ہی نہ تھے کہ ان کی حالت میں کوئی تبدیلی ہو لہٰذا اسی وجہ سے ہم میں چھوت چھات، قبائل، مفاد مستقلہ اور دیگرا ور بٹے کی لعنتیں موجود ہیں، ہماری کوشش ہے کہ ان سب کو بنیادی حقوق دیئے جائیں اور یہ سب لعنتیں دور ہو جائیں لہٰذا دس برس بعد جب ہم حالات کا جائزہ لیں گے ہم امید کرتے ہیں اس لفظ کو تبدیل کر دیا جائیگا۔ ان کو تمام حفاظتی قوانین موجود ہیں لیکن ان سے کیا ان کا تحفظ ہوا ؟ ہماری یہ خواہش نہیں کہ قبائلی اپنی موجودہ حالت میں رہیں، موجودہ قوانین ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے بلکہ ہمارا کام، ہمارا عمل، ہماری نیک نیتی ان کی حفاظت کر سکیں گی۔ اس لئے میں مسٹر جے پال سنگھ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان خدشات کو دماغ سے نکال ڈالیں، آزاد ہندوستان میں ایسا کوئی واقعہ نہ ہوگا جبکہ خطرات کا بھوت منڈلا رہا ہے جیسے کہ پچھلے ۱۰۰ سال سے ہوتا رہا ہے ؛

مسٹر جے پال سنگھ : جناب صدر ! میں ضابطہ کا سوال اٹھاتا ہوں کیا میں اتنا عرض کر دوں مجھ اس قسم کے تردادت جو آنریبل سردار پٹیل نے میرے متعلق بیان کئے ہیں نہیں گھیرے ہوئے ہیں، مجھ افسوس ہے کہ انھوں نے میرے جملوں کا خود ہی استدلال کیا ہے یہ صحیح ہے کہ آپ بزہ قبائلیوں کی قسمت جاگ اٹھے وہ میرے معیار تک پہونچ جائیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہماری پالیسی ان کی زیادہ حفاظتی اور ہمدردانہ نہ ہو، مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہم دس سال بعد نظرثانی کریں گے۔

جناب صدر : میں پہلے ترمیمیں لیتا ہوں چونکہ محرک نے بیشتر ترمیمیں منظور کر لی ہیں مجھ امید ہے کہ ایوان کو بھی منظور ہیں۔

(آوازیں : ہاں) ۔۔۔۔۔ اسمبلی نے فقرات استثنائیہ ۸ (الف)، ۸ (ب)

٭ نشان سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

۸ (ج) کے حذف کرنیکی منظوری دیدی

اسمبلی نے "بجائے اسکے" کی بجائے اسکے ہوتے ہوئے جو فقرہ ۸ کے دوسری سطر میں ہے ترمیم منظور کر لی۔

*جناب صدر: اب میں ایوان میں مسٹر لہری کی ترمیم پیش کروں گا۔ ترمیم کا مقصد ہے کہ فقرہ ۸ کے اول پیرے "یونین کے تحفظ" کے بجائے "یونین کی مدافعت" لکھا جائے ترمیم شدہ جملہ یوں ہوگا

"مندرجہ ذیل حقوق کے استعمال کی آزادی ہوگی بشرطیکہ امن عامہ اور اخلاق کے مطابق ہو، یا یونین یا کسی اکائی کے اعلان کے مطابق شدید ناگہانی ضرورت نہ ہو جس سے یونین یا اس کی اکائی، جو موزوں ہو، کی مدافعت خطرہ میں ہو"

ترمیم مسترد کردی گئی۔

*جناب صدر: اب میں تحتی فقرہ (ھ) پیش کرتا ہوں، ترمیم شدہ فقرہ یوں ہوگا۔

"ہر شہری کو یونین کے کسی حصے میں بود و باش کرنے یا آباد ہونے یا حصول، تحویل، بیع جائداد اور اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی پیشہ، تجارت، کاروبار یا روزگار کا طریقہ اختیار کرنیکا حق ہوگا"

ترمیم منظور ہوگئی

*جناب صدر: اب میں تحتی فقرہ (ھ) کے فقرہ استثنائیہ کو پیش کرتا ہوں۔ ترمیم یہ ہے کہ لفظ "مناسب" حذف کردیا جائے۔

ترمیم منظور ہوگئی

*جناب صدر: اب پورا فقرہ آپ کے سامنے ہے میرے نزدیک ضروری نہیں کہ اس کو پڑھا جائے۔

ترمیم شدہ فقرہ منظور ہوگیا۔

فقرہ ۹ – حقوق آزادی

*جناب صدر: اب ہم فقرہ ۹ اٹھاتے ہیں۔

*مسٹر کے، ایم، منشی: میری تحریک ہے کہ "قوانین کا برابر کا برتاؤ" کی بجائے "قانون کے سامنے برابری" بدل دیا جائے۔

ترمیم منظور ہوگئی

*جناب صدر: فقرہ استثنائیہ کے متعلق ایک باضابطہ ترمیم ہے کہ اسکو حذف کردیا جائے پھر کچھ ترمیمیں اور بھی ہیں جن کا نوٹس دیا گیا ہے۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

دیواکر، موہن لال سکسینہ اور مہاویر تیاگی صاحبان نے اپنی ترمیمیں پیش نہیں کیں۔

*جناب صدر: اب ہمارے پیش نظر وہ ترمیم ہے جو فقرہ استثنائیہ کو حذف کرنا چاہتی ہے۔

*مسٹر کے، ایم، منشی: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ فقرہ استثنائیہ حذف کر دیا جائے۔

ترمیم منظور ہو گئی

*جناب صدر: میں ترمیم شدہ فقرہ ۹ پیش کرتا ہوں۔

ترمیم شدہ فقرہ ۹ منظور ہو گیا

*جناب صدر: اب ہم آرڈر آف بزنس کمیٹی کی رپورٹ اٹھاتے ہیں بنیادی حقوق کے بقیہ فقروں پر کل بحث کریں گے۔ اب مسٹر منشی اپنی قرارداد پیش کریں گے۔

آرڈر آف بزنس کمیٹی کی رپورٹ

*مسٹر کے۔ ایم، منشی: جناب صدر! میں مندرجہ ذیل تحریک پیش کرتا ہوں:

"تجویز کی جاتی ہے کہ کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی اپنی اس کمیٹی کی جو ۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء کی قرارداد سے مقرر کی گئی تھی تاکہ وہ اسمبلی کے آئندہ ایجنڈے کو مرتب کر کے سفارش کرے، رپورٹ پر غور کرے۔"

اس تحریک کو پیش کرتے ہوئے مجھ چند مشاہدے پیش کرتا ہیں، رپورٹ آپ کے سامنے ہے اور اب جبکہ دن ڈھل چکا ہے میں ایوان کو اسے پڑھ کر تکلیف نہ دوں گا، یہ رپورٹ، جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے، عارضی رپورٹ ہے، ہم سے امید کی گئی تھی کہ ایجنڈے پر آخری اور مکمل رپورٹ پیش کریں گے لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا، اسی وجہ سے ہماری التجا ہے کہ ایوان آخری رپورٹ بعد میں پیش کرنے کی اجازت دے، ہر ممبر پر اس کی وجہ ظاہر ہے، ملک کی سیاسی فضا تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے اور ان تغیرات کا اثر اسمبلی کے پروگرام پر بھی پڑ رہا ہے اسی وجہ سے کمیٹی کو غیر ممکن ہو گیا کہ آخری رپورٹ پیش کر سکے۔

آخری چند ہفتوں میں دو اجزا جن کی طرف آپ نے اور پنڈت جی نے اشارہ کیا ہے منظر عام پر آچکے ہیں اول تو دو صوبے پنجاب اور بنگال کی شدید بدامنی جس کی وجہ سے ان دونوں بدنصیب صوبوں کے تقسیم کا مسئلہ جس پر آپ نے اپنے ابتدائی مشاہدات میں اشارہ کیا تھا درپیش ہے اس سے اسمبلی کے پروگرام میں چند تبدیلیاں لاحق ہوں گی اور یہی ایک وجہ ہے جس کی بدولت ہم اپنی آخری رپورٹ پیش نہ کر سکے، دوسرا جزو یہ ہے کہ مسلم لیگ اب بھی اس کانسٹی ٹیوانیٹ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

اسمبلی میں نہیں آئی اور نہ کوئی امید ہے کہ اس کے خیالات میں تبدیلی ہو حالانکہ ہندوستان کی سب سے بڑی پارٹی نے ان کو دعوت بھی دی رعایات بھی دیں اور دلجوئی بھی کی۔ اس سے کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کے پروگرام میں چند ا ور تبدیلیاں ہوگئیں۔

اس کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی اور کانگریس نے مکرر کہا کہ ہماری خواہش نہیں ہے کہ ہم ملک کے کسی حصہ پر بلا اس حصہ کے باشندگان کی رضا کے کسی دستور کا نفاذ کریں اور اگر غیر رضامند علاقے تعاون کے لئے تیار نہیں تو یہ کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی ان کا انتظار نہ کریگی۔ پس ہیجنڈے کے پروگرام میں چند تبدیلیاں لاحق ہوگیئں اور اس نے ناممکن کر دیا کہ آخر تک کے لئے کوئی پروگرام تجویز کیا جا سکے۔ بلاشبہ اس کا یہ مطلب نہیں جیسا کہ میں سمجھ سکا ہوں کہ اس ایوان کا تیار کردہ دستور تمام ہندوستان کا خیال نہ رکھے ہم اسی امید پر دستور تیار کریں گے کہ ایک وقت آئیگا جبکہ غیر رضامند علاقے برضا ورغبت ہندوستان کی یونین میں شامل ہوں گے، ہم دستور اس قماش کا تیار کریں گے کہ گنہگار اور تائب فرزند کی واپسی کے لئے دروازہ کھلا رہے اس وقت جب وہ واپس آئیں گے ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے ان کے حالات پیش نظر کمیٹی کی خواہش ہے کہ آخری رپورٹ پیش کرنے کے لئے مزید وقت دیا جائے۔

دوسری وجہ جس سے کمیٹی کے وضع پروگرام پر اثر پڑا پارلیمنٹ میں حکومت برطانیہ کا ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء والا اعلان تھا اس سے وقت کی پابندی ہوگئی اسی وجہ سے کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کو اپنا کام بیش از بیش ۳۱ اکتوبر تک ختم کر لینا چاہیئے یہ پابندیٔ وقت ضروری ہے تاکہ کام تیزی سے اور جلد کیا جائے اگر ایوان یہ رپورٹ منظور کر لے تو ایک تجویز پیش کی جائیگی کہ دو کمیٹیاں مقرر کی جائیں، ان کمیٹیوں کا کام استقصائی ہوگا، یہ دونوں ساتھ ساتھ کام کریں گی ان میں سے ایک یونین کے دستور کے لئے اصول وضع کریگی اور دوسری صوبائی دستوروں کے لئے مثالی نمونہ تلاش کریگی، یہ توقع کی جاتی ہے کہ دونوں کمیٹیاں مثل اس کمیٹی کے جو قبائلی علاقہ کے لئے مقرر کی گئی ہے جون کے تیسرے ہفتہ تک اپنی رپورٹ تمام کرلیں گی لہٰذا اب پروگرام یہ ہے کہ نہ صرف مائی نوریٹیز کمیٹی اور ایڈوائزری کمیٹی بلکہ یہ دونوں کمیٹیاں بھی ایوان کے جون۔ جولائی کے اجلاس میں اپنی رپورٹیں بصورت، اگر میں ایک مشہور محاورہ استعمال کروں وہائٹ پیپر پیش کردیں گی، تب یونین اور صوبائی دستور کے مجمل خاکہ پر فیصلہ کیا جائیگا۔

تب کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کے ضوابط کے مطابق ہم کو اپنے ابتدائی فیصلے صوبوں میں بھیجنے پڑیں گے تاکہ صوبائی قانون ساز اسمبلیاں اپنے مفید مشورہ سے ہم کو فیضیاب کریں، اس میں چند ماہ لگ جائیں گے اور غالباً وسط جولائی سے وسط ستمبر کا وقفہ ان صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کو ان تجویزوں

[مسٹر کے۔ ایم منشی] کی جانچ پڑتال کے لئے درکار ہو، تب تجویز کے مطابق ہم وسط یا اواخر ستمبر میں ہمارا اجلاس ہوگا تاکہ ہم اواخر اکتوبر تک اپنا کام ختم کر سکیں اسی دوران میں دستور کے مجمل خاکہ پر فیصلہ کے بعد ہم ایکٹ کے مسودہ پر غور کرنا شروع کر دیں تاکہ اکتوبر کے اجلاس میں دستور کا مکمل مسودہ تیار ہو کر ایوان کے سامنے ہو، یہ ہمارے پروگرام کا موہوم سا خاکہ ہے اور مجھ امید ہے کہ ایوان اس کو منظور کریگا۔

* جناب صدر: آپ کو رپورٹ کے متعلق کچھ نہیں کہنا غالباً اب اسکے متعلق اور کچھ نہیں کرنا
* مسٹر کے۔ ایم منشی: ہمیں رپورٹ منظور کرنا ہے۔
* جناب صدر: میں رپورٹ کو ایوان کے سامنے ووٹوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔
* سر کے سنتھانم: اس میں ووٹ کی کوئی بات نہیں، رپورٹ ریکارڈ کر دی جائے۔
* آنریبل سری کیسی راجہ گوپالا چاریہ (مدراس جنرل) یہ ایک دوسری کمیٹی کی رپورٹ ہے، ہم اسے ریکارڈ کرتے ہیں
* مسٹر کے ایم منشی۔ مجھ کو افسوس ہے میری یہ تحریک تھی کہ ایوان ہم کو دوسری رپورٹ بعد میں پیش کرنے کے لئے اجازت دے۔ ایوان کا اس پر فیصلہ ضروری ہے۔ لہذا میں باضابطہ طریق سے اگر یہ ضروری ہے۔ ایوان کے سامنے رپورٹ پیش کرتا ہوں۔
* سر کے سنتھانم: اس سے مراد یہ ہے کہ پوری رپورٹ منظور کی گئی اب آنریبل محرک کمیٹیوں کے تقرر کے لئے تحریک پیش کر سکتے ہیں ہم کو کمیٹیوں والی تجویز منظور ہے لیکن رپورٹ کے اندر دفی مضامین یا پیرے یا اوقات پر ہم کو تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں۔
* مسٹر ایچ۔ وی۔ کامتھ: تحریک صرف پیش کرنے کی ہے نہ کہ منظوری کی۔ صرف یہ درج ہے کہ "رپورٹ پیش ہونے کے لئے ہے" منظوری کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔
* مسٹر آر کے۔ سدھوا: یہ رپورٹ محض ایوان کی اطلاع کے لئے ہے لیکن اگر ہم ایوان کا فیصلہ چاہتے ہیں تو وقت کے متعلق مجھے ایک بات عرض کرنی ہے، ظاہرا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام اکتوبر کے ختم تک ہو جانا چاہئیے ہم سب کی خواہش ہے کہ اس تاریخ تک ضرور ختم ہو جائے گو کہ بہت سے اجزاء نظر انداز نہیں کئے جا سکتے، قواعد کے مطابق دستور صوبوں میں بھیجے جائیں گے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ صوبے بھی ان تاریخوں کی پابندی کریں گے یا نہیں، میری بھی خواہش ہے کہ جدول کے مطابق دستور تیار ہو جائے لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ مقرر کردہ تاریخیں اکثر بدلنی پڑتی ہیں ہر مرتبہ تاریخ آگے بڑھا دینا نامناسب ہے، میری گذارش ہے کہ جب ہم ایک دفعہ تاریخ مقرر کر دیں ہم کو قوانین اور ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے اس تاریخ پر جما رہے لیکن موجودہ فضا میں یہی افضل معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تاریخ مقرر نہ کی جائے۔
* جناب صدر: میرے نزدیک رپورٹ ریکارڈ کی جائیگی کیا ایوان کا یہی خیال ہے؟

اسمبلی راضی ہو گئی

رپورٹ ریکارڈ کر دی گئی !

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

*جناب صدر: رپورٹ میں ایک یا دو نکات ایسے ہیں جن پر ایوان کو غور کرنا پڑیگا پہلا تو یہ ہے کہ کمیٹی دوسری رپورٹ بعد میں پیش کرنا چاہتی ہے، مجھے امید ہے کہ ایوان میرا ہم خیال ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ دو علیحدہ کمیٹیاں مقرر کی جائیں ایک تو یونین کے دستور کے اصولوں میں اپنی رپورٹ پیش کرے اور دوسری مثالی صوبائی دستور کے اصولوں پر۔

*ڈاکٹر بی۔ پٹابھی سیتارمیا (مدراس: جنرل) یہ ایک علیحدہ تحریک کی صورت میں آنا چاہیئے

*جناب صدر: کیا ہم اس کو زیر بحث لے لیں؟

*ڈاکٹر بی۔ پٹابھی سیتارمیا: یہ ایک مکمل تحریک ہوگی کیونکہ ہم کو کمیٹی کی تعداد بھی مقرر کرنی پڑے گی۔

*جناب صدر: کیا ہم اس کو ابھی زیر بحث لے لیں؟

*مسٹر آر کے سدھوا: اس تحریک کو کل پیش ہونا چاہیئے۔

*ایک آنریبل ممبر: اس کو آج بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

*جناب صدر: میں اس معاملہ میں ایوان کے فیصلہ پر عمل کروں گا۔

*چند آنریبل ممبر: اس کو آج ہی پیش ہونا چاہیئے۔

مسٹر کے۔ ایم۔ منشی: میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

"یہ اسمبلی آرڈر آف بزنس کمیٹی کی رپورٹ کے سفارشات کے مطابق تجویز منظور کرتی ہے کہ صدر مندرجہ ذیل دو کمیٹیاں نامزد کر دیں تاکہ اسمبلی کے دوسرے اجلاس تک رپورٹ پیش کریں۔

(۱) ایک کمیٹی جس کے ۱۵ ممبر سے زائد نہ ہوں اور وہ یونین کے دستور کے اصولوں پر رپورٹ دے

(۲) ایک کمیٹی جس کے ۲۵ ممبر سے زائد نہ ہوں اور وہ مثالی صوبائی دستور کے اصولوں پر رپورٹ دے"

اس سے رپورٹ کے صفحہ ۲ پر سفارشات پر عمل ہوتا ہے۔

*جناب صدر: ایوان کے سامنے تحریک ہے کہ

"یہ اسمبلی آرڈر آف بزنس کمیٹی کی رپورٹ کے سفارشات کے مطابق تجویز منظور کرتی ہے کہ صدر مندرجہ ذیل دو کمیٹیاں نامزد کر دیں تاکہ اسمبلی کے دوسرے اجلاس تک رپورٹ پیش کر دیں۔

(۱) ایک کمیٹی جس کے ۱۵ ممبر سے زائد نہ ہوں اور وہ یونین کے دستور کے اصولوں پر رپورٹ دے،

(۲) ایک کمیٹی جس کے ۲۵ ممبر سے زائد نہ ہوں اور وہ مثالی صوبائی دستور کے اصولوں پر رپورٹ دے"

*مسٹر سی۔ ایم۔ پونا چہ (کرگ): مجوزہ دونوں کمیٹیوں کے مجوزہ فرائض کے متعلق ایک مشورہ دینا ہے کیونکہ ان میں سے ایک یونین کے دستور کے اصولوں پر رپورٹ پیش کریگی اور دوسری مثالی صوبائی دستور پر۔ جناب صدر اس وقت ہندوستان میں چار چیف کمشنروں کے صوبے ہیں جو مرکزی

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

[مسٹر سی۔ ایم۔ پوناچا]

حکومت کے ماتحت ہیں، جب یونین کے دستور کے اصول تحقیق کئے جائیں گے تو اس کے واضح معنی ہوں گے کہ یہ بھی زیر غور ہوگا کہ مرکزی حکومت کے ماتحت یہ علاقہ رکھے جائیں یا نہیں، کیبنٹ مشن کے ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کے بیان نے صرف مدافعت، خارجی معاملات اور ذریعہ آمد و رفت حکومت یونین کے لئے مخصوص کئے ہیں اس بناء پر میرا خیال ہے کہ مرکزی حکومت کو کسی صوبہ، مع چیف کمشنر کے صوبوں کے، کی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں ہماری مقرر کردہ کمیٹی کو اس معاملہ پر بھی غور کر کے اپنی سفارشات دینی پڑیں گی، لہذا جبکہ یونین کے دستور کے آئندہ اصول زیر نظر ہوں گے یہ معاملہ بھی طے کرنا پڑے گا۔

دوسری کمیٹی کے فرائض یعنی مثالی صوبائی دستور کے اصول پر رپورٹ دینے کے متعلق میری رائے ہے کہ اس کے فرائض میں موجودہ چیف کمشنروں کے صوبے بھی شامل کئے جائیں تاکہ جب وہ صوبائی معاملات میں اقل رقبہ، آبادی، آمدنی، عدالت، ٹیکس لگانے، نمائندگی، حکومت اور دیگر معاملات کے اصولوں پر نظر ڈالیں گے تو ان چھوٹے چھوٹے صوبوں پر ضرور اثر پڑے گا۔ یہ عیاں ہے اور حاضرین میں سے ہر ایک پر، کہ دونوں کمیٹیاں کی موضوع تحقیق چیف کمشنروں کے صوبہ کے یکساں معاملات پر بھی غور کر سکتی ہیں۔ لہذا میری تجویز ہے کہ تین افراد کی ایک سب کمیٹی۔ ایک شخص یونین کونسٹی ٹیوشن کمیٹی کا ہو اور بقیہ دونوں مثالی صوبائی کونسٹی ٹیوشن کمیٹی میں سے ہوں، بنائی جائے جو چیف کمشنر کے صوبوں میں دورہ کر کے یہ شرحی مندرجہ بالا مدات تحقیقات کر کے دونوں کمیٹیوں کی رپورٹ مکمل کرانے میں مدد دے، اس طریقہ پر عمل کرنے سے ہم لوگ بھی سیکشن کی کمیٹیوں کے اجلاس میں اپنا کام جلد ختم کر سکیں گے سیکشن 'اے' میں دہلی اجمیر میرواڑہ اور کرگ چیف کمشنروں کے صوبے ہیں اور سیکشن 'بی' میں صرف بلوچستان تحقیقات اور مناسب سفارشات صرف فائدہ مند ہی نہیں ہوں گی بلکہ سیکشنوں کا کام تیزی سے کرنے میں مدد دیں گی۔

اپنی پوزیشن کا ذکر کرتے ہوئے میں عرض کر دوں کہ جس وقت کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کے لئے میرا انتخاب ہوا۔ میں نے رائے دہندگان سے وعدہ کیا تھا کہ کرگ کے مستقبل کا فیصلہ ہونے سے قبل کرگ کے باشندوں سے صلاح و مشورہ لیا جائیگا، سب کمیٹی کے کرگ میں دورے سے وہاں کے معاملات کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ ممکن ہوگا بلکہ رائے عامہ کو سمجھنے کا بھی ایک موقعہ مل جائیگا ان مشاہدات کے بعد میری تجویز ہے کہ ان دونوں کمیٹیوں کے موضوع تحقیقات میں چیف کمشنروں کے صوبوں کو شامل کر لیا جائے اور اس کے واسطے دونوں کمیٹیوں کی ایک سب کمیٹی جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں بنائی جائے، جناب والا! میں اب ختم کرتا ہوں۔

ڈاکٹر بی۔ پٹابھی سیتارمیا: جناب والا! میں ان دونوں کمیٹیوں کے تقرر کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کی توجہ اس نوٹس کی طرف منعطف کرتا ہوں کہ جس میں میری تجویز ہے کہ صوبوں کی از سر نو لسانیاتی تقسیم ہو۔ یہ اپنے وقت پر زیر بحث ہوگا میں نہیں جانتا ہوں کہ پارٹی کی

٭ سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

روئداد کا ذکر کرنا باضابطہ ہے لیکن انتشار وہ ہے کہ پارٹی نے نیک نیتی سے یہ قبول کر لیا ہے کہ اس معاملہ کو دونوں کمیٹیوں کے زیر بحث لایا جائے، میرے خیال میں یہ کہنا برمحل ہے کہ کمیٹیاں نہ صرف ان مسئلوں پر عمیق نظر ڈالیں گی بلکہ ان کے لئے صوبوں کی از سر نو لسانیاتی تقسیم کا مسئلہ بھی جائز ہوگا۔

* جناب صدر: کیا آپ جواب دیں گے؟

* مسٹر کے، ایم، منشی: اس کے لئے جواب کی ضرورت نہیں ؟

* جناب صدر: دو نکات پیش نظر ہیں، ایک مسٹر پونا چہ کا ہے کہ یہ کمیٹیاں چیف کمشنر کے صوبوں کی از سر نو تعمیر کی تحقیقات کرے اور دونوں کمیٹیوں میں سے ایک سب کمیٹی بنائی جائے جو مذکورہ بالا صوبوں کے مسئلہ میں مشغول رہے، دوسری تجویز ڈاکٹر پٹا بھی سیتارامیا کی ہے کہ اس کمیٹی کے موضوع تحقیق میں صوبوں کی از سر نو لسانیاتی تقسیم کا مسئلہ بھی ہو، میرا خیال ہے کہ یہ دونوں کمیٹیاں جب تشکیل پا جائیں گی، یہ تمام اور دیگر معاملات زیر نظر رکھیں گی، جوں جوں کہ یہ پیدا ہوتے جائیں گے اور مناسب وقت پر اپنی سفارشات پیش کریں گی، یہ یاد رہے کہ ہمارا مطلوب صوبوں کے لئے ایک قسم کا مثالی اور یونین کے لئے صرف دستور ہے، یہ مثالی صوبائی دستور لاتعداد لسانیاتی صوبوں پر جو قائم کئے جا سکیں یکساں طور پر منطبق ہوگا مثالی دستوروں کے لئے لسانیاتی صوبے لازم نہیں ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مسئلہ اس کمیٹی میں جو یونین کے دستور کے اصولوں کی توضیح کے لئے قائم کی گئی ہے زیر بحث آجائے اور وہ کمیٹی لسانیاتی صوبے کے قیام کے وسائل و ذرائع پیش کرے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ کمیٹی یہ سب مسائل پر غور کرے گی اور چیف کمشنر کے صوبوں کا مسئلہ بھی لازمی طور پر اس کے سامنے آجائے گا۔

* پروفیسر این۔ جی، رنگا (مدراس: جنرل): کیا اس سے مراد یہ ہے کہ فرض کیجئے دونوں کمیٹیاں اس نتیجہ پر پہونچیں کہ اس مسئلہ کا زیر بحث آنا ضروری نہیں اور لہٰذا واضح سفارشات کی بھی حاجت نہیں تو یہ ایوان۔ ۔۔۔۔۔۔"

* جناب صدر: اس قسم کا کچھ نہیں، کمیٹیاں اپنی سفارشات پیش کریں گی، ایوان کو اختیار ہو کہ سفارشات میں غلطیوں کو درست اور خامیاں دور کرے۔

اب یہ تحریک ایوان میں پیش کی جاتی ہے۔

تحریک منظور ہوگئی۔

* جناب صدر: اب اجلاس ختم ہوتا ہے اور کل صبح نو بجے سے شروع ہوگا۔

تب اسمبلی بروز جمعرات بوقت صبح ۹ بجے تک ملتوی ہوئی ۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

ضمیمہ

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا

آرڈر آف بزنیس کمیٹی کی رپورٹ

ہم کہ جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں، آرڈر آف بزنیس کمیٹی کے ممبران جسے کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کی تجویز موٴرخہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء کے ذریعے اسمبلی کے آئندہ کے کاموں کی ترتیب کے متعلق اپنی سفارشات پیش کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔

کمیٹی کے جلسے ۵ مارچ اور پھر ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۶ اپریل کو منعقد ہوئے۔ پنڈت جواہر لال نہرو جنہیں خصوصی طور پر شرکت کی دعوت دی گئی تھی، ۲۳ اپریل کے علاوہ باقی سب جلسوں میں موجود تھے۔

ملک معظم کی حکومت کے اس بیان نے جو پارلیمنٹ میں ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو دیا گیا ہے، اسمبلی کے منصب اور رفتار کار میں فوریت کا عنصر پیدا کر دیا ہے۔ اور ہماری رائے میں یہ نہایت ضروری ہے کہ دستور اختتام سال سے کافی پہلے تیار ہو جانا چاہیئے۔ ترتیب کار کی تدوین اور ایک نقشہ اوقات کی تشکیل کا کام کسی طرح آسان نہیں ہے۔ سیاسی صورت حال نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور جو تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں ان کا اثر اسمبلی کے کام پر پڑنا گزیر ہے۔ لہٰذا اس موقعے پر ہم اپنی آخری سفارشات پیش کرنے سے قاصر ہیں سوائے اس کے کہ مستقبل قریب کے متعلق چند تجاویز مرتب کر دیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ہمیں اس کے بعد ایک اور رپورٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ہمارا خیال ہے کہ اگلی مرتبہ جب ۲۸ اپریل کو اسمبلی کا اجلاس ہو، اس وقت اس کے سامنے مندرجہ ذیل کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش کی جائیں۔

(۱) ریاستوں کے معاملات پر غور کرنیوالی کمیٹی جسے ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء کو کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔

(۲) یونین کے اختیارات پر غور کرنے والی کمیٹی جسے کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کی طرف سے ۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء کو مقرر کیا گیا تھا۔

(۳) مشاورتی کمیٹی جسے ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء کو کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی کی طرف سے مقرر کیا گیا

مگر اس کی رپورٹ صرف بنیادی حقوق کے متعلق تھی۔

جب اسمبلی ان کمیٹیوں کی رپورٹ سے متعلق کارروائی ختم کرلے تو ہماری سفارش ہے کہ دو الگ الگ کمیٹیاں مقرر کی جائیں ایک یونین کے دستور کے خاص خاص اصولوں کے بارے میں رپورٹ دینے کے لئے اور دوسری ایک نمونے کے صوبائی دستور کے اصولوں پر رپورٹ دینے کے لئے۔ ہمارا خیال ہے کہ دو الگ الگ کمیٹیاں بنانے میں جن کی رکنیت ایک حد تک مشترک ہو، اور جو یونین اور صوبائی دستوروں کے باہم مشترک اصولوں پر غور کرتے ہوں ساتھ ساتھ کام کرے، بہت سے فوائد ہیں۔ ان کمیٹیوں کا کام تحقیقی نوعیت کا ہونا چاہیئے تاکہ اس سے یونین اسمبلی یا اس کے سیکشنوں کے کام، جیسی صورت حال ہو، میں سہولت اور تیزی پیدا ہو سکے۔ کمیٹیوں کے تقرر کے بعد ہماری سفارش ہے کہ اسمبلی کسی تاریخ تک کے لئے ملتوی ہو جائے جس کا فیصلہ صدر اسمبلی اپنے اختیار تمیزی سے کریں گے۔ ہم یہ لوچ دار ارادتاً رکھ رہے تو اس امر کے پیش نظر رکھ رہے ہیں کہ اسمبلی ان دشواریوں میں نہ الجھے جو قبل از وقت تاریخ مقرر کرنے سے اغلباً پیدا ہو جاتی ہیں اور کچھ اس تجربے کے پیش نظر کہ کمیٹیاں ہمہ وقت ایک اٹل نقشہ اوقات کے مطابق کام کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔

کانسٹی ٹیوینٹ اسمبلی کو اس سال آخر اکتوبر تک اپنا کام ختم کرلینا چاہیئے۔ اسمبلی کا ایک اجلاس اواخر جون یا اوائل جولائی میں ضروری ہوگا تاکہ مختلف کمیٹیوں کی رپورٹوں پر غور کیا جا سکے اور اس کے بعد سیکشنوں میں بیٹھ کر کام کرنے کا سلسلہ شروع ہوگا۔

دستور کو آخری شکل دینے کے لئے اسمبلی کا ایک اجلاس ستمبر میں بھی منعقد ہونا چاہیئے۔

کے۔ ایم۔ منشی

نئی دہلی

این۔ گوپال سوامی

۲۶ اپریل ۱۹۴۷ء

بسوا ناتھ داس

پبلیشر مینیجر آف پبلیکیشن دہلی ' انڈیا
پرنٹر مینیجر کورونیشن پرنٹنگ ورکس دہلی

جلد ۳ — پنجشنبہ

نمبر ۴ — بکم مئی ۱۹۴۷ء

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا

کی

فرد کارروائی

سرکاری رپورٹ

(اردو ایڈیشن)

فہرست مضامین

قیمت چار آنے

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا

پنجشنبہ۔ یکم مئی ۱۹۴۷ء

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا کا اجلاس کانسٹی ٹیوشن ہال نئی دہلی میں ۹ بجے صبح کے وقت منعقد ہوا۔ صاحب صدر (ڈاکٹر راجندر پرشاد) نے صدارت فرمائی۔

بنیادی حقوق پر عارضی رپورٹ

(مسلسل)

*جناب صدر:- اب ہم لوگ باقی ماندہ فقروں پر بحث شروع کریں گے۔

فقرہ ۱۰- حقوق آزادی

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل (بمبئی):- وہ فقرے اس طرح پر ہیں:-

"یونین کے تجارتی قوانین کے اندر رہ کر مختلف وحدتوں اور رعایا کا باہمی کاروبار اور میل جول آزادانہ رہے گا۔

البتہ کوئی وحدت امن عامہ، اخلاق، صحت کے مفاد کے لئے یا ہنگامی اوقات میں قانون کے ذریعہ ان پر پابندیاں عائد کر سکتا ہے۔

پیرا ۲ میں ہم نے لفظ Responsible (ذمہ دار) کو حذف کر دیا ہے۔

"مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ ہٰذا کا کوئی بھی قانون کسی ایک وحدت (یونٹ) کو کسی دوسرے وحدت سے آنے والے مال پر ویسے ہی محصول لگانے میں مانع نہ ہوگا۔ جو اس نے اپنے یہاں کے پیدا کردہ سامان پر لگائے ہیں۔"

لفظ "subject" کے بعد ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ذیل کے الفاظ بڑھا دیئے جائیں:-

and under regulations and conditions which are non-discriminatory"

(اور ایسے قواعد و ضوابط کے ماتحت جو غیر امتیازی ہوں۔)

"مزید شرط یہ ہے کہ کوئی وحدت تجارت یا مال کے قاعدوں میں ایک وحدت کو دوسرے وحدت پر ترجیح نہیں دے گا۔"

اس طرح ان چند تبدیلیوں کی تجویز کی گئی ہے۔ اور بحث و مباحثہ کو مختصر کرنے نیز ہاؤس کا وقت بچانے کے لئے میں نے ان تبدیلیوں کو بحث کے بعد درج کر لیا ہے۔ میں تحریک کرتا ہوں۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

* مسٹر کے، ایم، منشی (بمبئی) جناب صدر! میں فقرہ ۱۰ میں ذیل کی ترمیم پیش کرتا ہوں:-

"فقرہ ۱۰ کے دوسرے پیرا میں لفظ Responsible (مناسب) کو حذف کر دیا جائے"

لفظ Responsible میں ایک حد تک ابہام معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوسری ترمیم جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے:-

"فقرہ ۱۰ کے تیسرے پیرا میں لفظ Subject کے بعد یہ الفاظ جوڑ دئے جائیں۔

"and under regulations and conditions which are non-discriminatory."

(اور ایسے قواعد و ضوابط کے ماتحت جو امتیازی نہ ہوں)

اس دفعہ کا مقصد یہ ہے کہ ایک وحدت (یونٹ) کسٹم کے بعض محاصل اس طرح لگا سکتی ہے کہ درآمد کی ہوئی چیزوں کی قیمت کا تناسب خود وحدت کی تیار کردہ اشیاء کی قیمت کی سطح پر آجائے، ورنہ دوسری وحدتوں کے مال کسی خاص وحدت پر چھاپہ مارنا شروع کر دینگے۔ صرف اسی چیز کو پیش نظر رکھ کر یہ دفعہ بڑھائی گئی ہے۔ اس لئے صوبوں کو اختیار ہے کہ وہ دوسرے صوبوں سے آئے ہوئے مال پر ایسے محصول لگا سکتا ہے کہ باہر کے مال کی قیمت اس کے اپنے یہاں کی تیار کردہ چیزوں کی قیمت کی سطح پر آجائے۔ لیکن جناب والا! یہ محسوس کیا گیا کہ یہ مکمل نہیں ہوا۔ ایسے قواعد و ضوابط بنائے جا سکتے ہیں اس وحدت کی اپنی تیار کردہ چیزوں کے حق میں زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے ان الفاظ

and under regulations and conditions which are non-discriminatory"

(ایسے قواعد و ضوابط کے ماتحت جو غیر امتیازی ہوں)

" کا اضافہ کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ ایسے حالات نہ پیدا کر دئے جائیں کہ باہر کے مال کی قیمت ضرورت سے زیادہ ہو جائے۔ اس لئے اس دفعہ کا اصل منشا یہ ہے کہ کوئی ایسا قاعدہ اور ضابطہ نہ بنایا جائے جس کی رو سے کسی وحدت کے تیار کردہ مال کو دوسرے وحدتوں سے آئے ہوئے مال کے خلاف امتیاز برتا جائے۔

* سری کے سنتانم (مدراس) میں نے ترمیم کا ایک نوٹس دے رکھا ہے۔ میری ترمیم مسٹر منشی کی ترمیم کے پیش کردہ نکات کو کم و بیش پورا کرتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں مسٹر منشی کی ترمیم اس فقرہ کے ساتھ صحیح طور پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ میری ترمیم کا نکتہ یہ ہے کہ جب ایک وحدت اپنی سرحدوں کے اندر تیار کردہ مال پر محصول کے علاوہ کوئی دوسری

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

شرط عائد کرتا ہے تو اُسے اس بات پر زور دینے کا اختیار ہونا چاہئے کہ دوسری وحدتوں سے آئے ہوئے مال بھی اسی شرط کی مطابقت کریں ۔مثال کے طور پر مال کو پیک کرنے ، لیبل لگانے ، کسی مال میں استعمال ہونے والی چیزوں کا نام ظاہر کرنے اور بہت سی دیگر شرطیں ہوسکتی ہیں اور دوسرے صوبوں کے بنائے ہوئے مال کو ان معاملات میں متعلقہ صوبہ کے مال پر فوقیت نہیں ہونی چاہئے ۔مسٹر منشی کی ترمیم موجودہ صورت میں یہ تو کہتی ہے کہ ایسے قواعد و ضوابط بنائے جاسکیں گے جن میں امتیاز و تفریق نہ کی گئی ہو ۔لیکن وہ یہ نہیں بتلاتی کہ متعلقہ وحدت (صوبہ) کو دوسری وحدتوں سے آئے ہوئے مال پر یہ قواعد و ضوابط عاید کرنے کا حق ہوگا ۔اس لئے خواہ ان کی ترمیم مناسب الفاظ میں اس طرح درست کردی جائے کہ وہ اس فقرہ (کلاز) پر چسپاں ہوسکے ۔یا میری ترمیم تسلیم کرلی جائے ۔جس کا منشا یہ ہے کہ فقرہ ۱۰ کی دوسری دفعہ میں ان الفاظ the same duties and taxes کے بجائے the same regulations, duties etc. (وہی قاعدے ۔محصول اور ٹیکس) رکھ دئیے جائیں ۔میں ہر اس ترمیم کو تسلیم کرسکتا ہوں ۔جو اس بات کو صاف کردے ۔کہ ایک وحدت (یونٹ یا صوبہ) اپنے تیار کردہ مال پر عاید کی ہوئی شرطوں اور قاعدوں کو دوسری وحدتوں سے آئے ہوئے مال پر بھی اسی طرح عاید کرسکتا ہے ۔اس لئے میں یہ ترمیم پیش کررہا ہوں

٭ پروفیسر کے ۔ٹی ۔شاہ ۔(بمبئی ۔جنرل) ۔میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرنا چاہتا ۔

٭ جناب صدر ۔تو پھر ہمارے سامنے دراصل دو ترمیمیں ہیں ۔ایک وہ جو مسٹر منشی نے پیش کی ہے اور ایک وہ جو مسٹر کے سنتھانم نے پیش کی ہے ۔

٭ آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل ۔ایک چیز جس کی طرف میں ایوان کی توجہ منعطف کرانا چاہتا تھا ۔رپورٹ کا پیراگراف ۵ ہے جو مجھے یاد نہیں رہا تھا ۔پیراگراف ۵ ریاستوں کے مختلف حالات کے متعلق ہے ۔جن کے لئے اہتمام کرنا ہے ۔ہم نے رپورٹ کے پیراگراف ۵ میں یہ بات کہی ہے ۔

"لہٰذا ہمارا خیال ہے کہ یونین کے لئے ان ریاستوں سے ان کے موجودہ حقوق کی روشنی میں معاہدہ کرنا قرین عمل ہوگا ۔تاکہ انہیں کچھ وقت مل سکے جس کی مدت دستور متعین کرے گا — جس میں داخلی محاصل چنگی منسوخ کئے جاسکیں ۔اور یونین میں آزاد تجارت کا اصول قائم کیا جاسکے ۔"

مسٹر سنتھانم کی ترمیم میں مسٹر منشی کی ترمیم جو مجھے منظور ہے ، ضرورت کے مطابق ہے ۔اس لئے کہ اس کی حیثیت عمومی ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر اب مزید بحث اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔لہٰذا میں ترمیم شدہ فقرہ کو ایوان کے سامنے اس کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں ۔

تیسرے فقرہ شرطیہ میں ایک کتابت کی غلطی ہوگئی ہے ۔اور کسی یونٹ کی طرف سے " کے الفاظ غیر ضروری ہیں ۔نقرے کے الفاظ یہ ہوں گے :

٭ سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں ۔

(آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل)

"شرط مزید یہ کہ ایک یونٹ کو دوسرے پر محکمۂ مال یا محکمہ تجارت کے کسی قانون کے ذریعے کوئی ترجیح نہ دی جائے۔"

* جناب صدر۔ اب میں اس فقرے پر رائے لوں گا:

"یونین کے زیر آئین حسب منشائے ضابطہ مختلف یونٹوں کے شہریوں کے درمیان تجارت، بیوپار اور ربط ضبط کی آزادی ہوگی۔"

اس فقرہ میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔

فقرہ منظور کیا گیا۔

* جناب صدر۔ پہلا فقرہ شرطیہ "بشرطیکہ ہر یونٹ کو حق ہو کہ وہ امن عامہ، اخلاق عامہ اور صحت عامہ کے مفاد میں یا کسی ناگہانی ضرورت کے حسب اقتضا مناسب پابندیاں عاید کرنے کا حق ہو۔"

اس میں مجوزہ ترمیم یہ ہے کہ لفظ "مناسب" ساقط کر دیا جائے۔

ترمیم منظور کر لی گئی۔

* جناب صدر۔ دوسرا فقرہ شرطیہ "بشرط مزید کہ باب کی کوئی دفعہ کسی یونٹ کو دوسرے یونٹوں در آمد کردہ اشیاء پر وہی چنگی اور وہی محاصل عاید کرنے پر نہ روکے۔ جن کی خود اس یونٹ میں تیار کی ہوئی اشیاء پابند ہیں۔"

اس فقرے میں دو ترمیمیں پیش کی گئی ہیں۔ ایک مسٹر سنتھانم کی طرف سے اور دوسری مسٹر منشی کی جانب سے میں پہلے مسٹر سنتھانم کی ترمیم پر رائے لوں گا۔ ترمیم شدہ صورت میں یہ فقرہ یوں ہے:۔

"بشرطیکہ اس باب کی کوئی دفعہ کسی یونٹ کو دوسرے یونٹوں سے در آمد کردہ اشیاء پر وہی چنگی، وہی محاصل اور وہی پابندیاں عاید کرنے سے نہ روکے جن کی خود اس یونٹ میں تیار کی ہوئی اشیاء ہیں۔"

اس فقرے میں دو ترمیمیں پیش کی گئی ہیں۔ ایک مسٹر سنتھانم کی طرف سے اور دوسری مسٹر منشی کی جانب سے میں پہلے مسٹر سنتھانم کی ترمیم پر رائے لوں گا۔ ترمیم شدہ صورت میں یہ فقرہ یوں ہے:۔

"بشرطیکہ اس باب کی کوئی دفعہ کسی یونٹ کو دوسرے یونٹوں سے در آمد کردہ اشیاء پر وہی چنگی، وہی محاصل اور وہی پابندیاں عاید کرنے سے نہ روکے جن کی خود اس یونٹ میں تیار کی ہوئی اشیاء پابند ہیں۔"

مسٹر سنتھانم نے پہلے لفظ "ضوابط" استعمال کیا تھا انھوں نے اس لفظ کو "پابندیاں" کے لفظ سے بدل دیا ہے۔ فقرے کا آخری حصہ یہ ہوگا "وہی چنگی، وہی محاصل اور وہی پابندیاں عاید کرنے سے نہ روکے جو اس مال پر خود اس یونٹ میں عائد ہیں۔"

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جن کا ترجمہ انگریزی سے کیا گیا ہے۔

ایک دوسری ترمیم مسٹر منشی کی ہے۔

"بشرطیکہ اس باب کی کوئی دفعہ کسی یونٹ کو دوسرے یونٹوں سے درآمد کردہ اشیاء پر وہی چنگی اور وہی محاصل عائد کرنے سے نہ روکے جن کی خود اس یونٹ میں تیار کی ہوئی اشیاء پابند ہیں اور ایسے ضوابط و شرائط کے ماتحت تیار کی جاتی ہیں جن کی نوعیت عمومی ہے۔"

* سری ایم۔ اننتھاسیانم آینگر (مدراس۔ جنرل) میں چاہتا ہوں کہ اس میں لفظ "اسی طرح" کا اضافہ کر دیا جائے۔ ورنہ یہ فقرہ بے معنی ہو جائے گا۔

* جناب صدر:۔ (مسٹر اننتھاسیانم آینگر سے) مجھے آپ کی ترمیم موصول نہیں ہوئی۔

مسٹر کے سنتھانم کی ترمیم مسترد ہو گئی

اور

مسٹر منشی کی ترمیم منظور ہوئی

* جناب صدر:۔ تیسرا فقرہ شرطیہ "بشرطیکہ کسی یونٹ کی طرف سے ایک یونٹ کو دوسرے پر محکمہ مال یا محکمہ تجارت کے کسی قانون کے ذریعہ کوئی ترجیح نہ دی جائے۔"

یہاں ایک لفظی تبدیلی کا مشورہ دیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ لفظ "کسی یونٹ کی طرف سے" نکال دیا جائے اس لئے کہ یہ غیر ضروری ہے۔ فقرے کے الفاظ یوں ہوں گے۔

"بشرطیکہ ایک یونٹ کو دوسرے پر محکمہ مال یا محکمہ تجارت کے کسی قانون کے ذریعے کوئی ترجیح حاصل نہ ہو۔"

اب ترمیم شدہ صورت میں اس فقرے پر رائے لی جائے گی۔

فقرہ ترمیم شدہ صورت میں منظور کیا گیا۔

اب میں پورے فقرے پر ترمیم شدہ صورت میں رائے لوں گا۔ مسٹر سی۔ راجگوپالاچاریہ کا مشورہ ہے کہ پہلا فقرہ شرطیہ آخر میں آنا چاہیئے اور اس طرح ترتیب بدل دینی چاہیئے۔

* آنریبل سری سی۔ راجگوپالاچاریہ (مدراس۔ جنرل) اس کا سبب یہ ہے کہ جو پابندیاں صحت عامہ کے پیش نظر عائد کی جائیں گی، وہ یونٹوں کے لحاظ سے مختلف ہوں گی۔ اگر ہم دوسرے فقرے میں یہ کہیں کہ متاثرہ پابندیاں عائد نہیں کی جائیں گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب کہیں کوئی متعدی بیماری پھیل رہی ہوگی، اس وقت آپ کو تمام یونٹوں پر بلا استثناء وہی پابندیاں عائد کرنی ہوں گی جو کسی ایک یونٹ پر۔ یہ بات اس وقت پیدا نہیں ہوگی۔ جب آپ اس مخصوص فقرے کو پہلے رکھنے کے بجائے آخر میں رکھیں گے۔

* جناب صدر:۔ میں پورے فقرہ کو اس ترمیم کے ساتھ جو ترتیب کی تبدیلی سے پیدا ہوتی ہے، ایوان کی رائے پر چھوڑتا ہوں۔

* سری ایل۔ کرشنا سوامی بھارتی (مدراس۔ جنرل) اس صورت میں اس فقرے میں

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(مسٹر ٹی ٹی کرشنا سوامی - بھارتی)
لفظ "مزید" کا اضافہ کردینا چاہئے تاکہ فقرہ یوں ہوجائے -
"بشرطیکہ مزید کہ........"

٭ جناب صدر :- یہ ترمیم یوں ہے کہ پہلے فقرہ شرطیہ میں جو اب تیسرا فقرہ شرطیہ ہو گیا ہے لفظ "مزید" کا اضافہ کردیا جائے -

ترمیم منظور کی گئی

٭ مسٹر کے - ایم منشی :- یہ محض ترتیب کا معاملہ ہے - مجھے استدلال نہیں کرنا ہے - ایکٹ کا مسودہ تیار کرتے وقت اسے اسی طرح کردیا جائے گا -

٭ جناب صدر :- اب ترمیم شدہ فقرہ پر ایوان کی رائے لی جائے گی -

ترمیم شدہ فقرہ منظور کیا گیا -

فقرہ ۱۱ - حقوق آزادی

٭ آنریبل سردار ولبھ بھائی جے - پٹیل (بمبئی - جنرل) فقرہ ۱۱ جبری محنت سے متعلق ہے کہ :-

۲ - (الف) انسانوں کی خرید و فروخت اور
(ب) جبری محنت خواہ کسی شکل میں ہو، بمعہ بیگار اور بغیر رضا کارانہ محکومی کے سوائے اس کے کہ وہ کسی جرم کی سزا کے طور پر لی جائے جس کے لئے اس فریق کا باضابطہ طور پر مجرم قرار دیا جانا لازمی ہوگا -
اس قانون کے ذریعے ممنوع قرار دی جاتی ہے - اور اس ممانعت کی ہر قسم کی خلاف ورزی جرم ہوگی "

اس کے بعد اس کی ایک تشریح آتی ہے -

"ریاست کو مقاصد عامہ کے لئے جبری محنت عائد کرنے سے جس کے لئے نسل، مذہب، ذات یا طبقہ کی بنیاد پر کسی قسم کی تخصیص نہیں ہوگی اس ضمنی فقرہ کی کوئی چیز نہ روک سکے گی "

اب ہمیں اس پر غور و بحث کرنا ہے، اور اسے مختصر کرکے ایک جامع شکل میں لانا ہے اور بجائے دو دفعات کے ایک ہی دفعہ "انسانوں کی خرید و فروخت" میں شامل کرنا ہے -

٭ جناب صدر :- مجوزہ ترمیمات ابھی ممبروں میں گشت نہیں کرائی گئی ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ اس فقرہ میں کیا کیا تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں - میں درخواست کروں گا کہ آپ فقرہ ایوان کے سامنے پیش کیجئے - اس کے بعد ترمیمیں پیش کی جا سکیں گی -

٭ آنریبل سردار ولبھ بھائی جے - پٹیل :- تو میں یہ فقرہ ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں -

٭ جناب صدر :- مجھے اس فقرہ میں متعدد ترمیمات کے نوٹس موصول ہوئے ہیں - مسٹر منشی کی

٭ سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں -

ترمیم گشت نہیں کرائی گئی ہے اس لئے کہ ابھی صرف ۲ منٹ ہوئے، وہ مجھے ملی ہے ، لیکن پھر بھی ہمیں کام کو جاری رکھنا ہے ۔ میں پہلے دوسری ترمیمات کو لوں گا ۔

*مسٹر ایم ۔ آر ۔ مسانی (بمبئی ۔ جنرل) :۔ اس بات کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ آیا مسٹر منشی کی ترمیم کے پیش کئے بغیر دوسری ترمیموں کی تحریک کی جا سکتی ہے یا نہیں ۔ میرا مشورہ ہے کہ متفقہ ترمیم پیش کی جائے ۔

*جناب صدر :۔ مجھے کسی متفقہ ترمیم کی اطلاع نہیں ہے ۔

*مسٹر کے ۔ ایم منشی :۔ جناب صدر ! جو ترمیم میں پیش کرنا چاہتا ہوں ، حسب ذیل ہے "یہ کہ فقرہ ۲ کو مندرجہ ذیل عبارت میں تبدیل کر دیا جائے ۔

" انسانوں کی تجارت ، بیگار اور اسی قبیل کی دوسری جبری خدمات ممنوع ہیں اور اس ممانعت کی ہر قسم کی خلاف ورزی جرم ہو گی "۔

اس ترمیم کا مقصد دو یوں موضوعات کو ایک جگہ رکھنا ہے ۔ تشریح کو ساقط کر دینا چاہئے اس لئے کہ پورے جملے کو مختصر کرنے کی حالت میں ، تشریح کی مطلق کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اس فقرہ کا مقصد یہ ہے کہ بیگار کی طرح کی جبری محنت ممنوع ہو گی ۔ انسانوں کی تجارت ممنوع ہو گی ۔ لیکن دوسری نوعیت کی خدمات مثلاً تعلیمی مقاصد کے لئے کوئی خدمت یا مفاد عامہ کے سلسلے میں کوئی کام لینے کے لئے مجالس قانون ساز کی جانب سے ضوابط بنا دئے جائینگے ۔

*مسٹر پی ۔ آر ۔ ٹھاکر (بنگال ۔ جنرل) لفظ "بیگار" کو واوین کے درمیان ہونا چاہئے ۔

*جناب صدر :۔ ترمیم شدہ فقرہ بشرطیکہ ترمیم منظور کر لی جائے ، یوں ہو گی :۔

" انسانوں کی خرید و فروخت " بیگار " اور اسی قبیل کی دوسری جبری خدمات ممنوع ہیں اور اس ممانعت کی ہر قسم کی خلاف ورزی جرم ہو گی "۔

ضمنی فقرہ (ب) سے متعلق تشریح کو ساقط کر دیا گیا ہے اور اس طرح پورا فقرہ بہت مختصر اور زیادہ جامع ہو گیا ہے ۔

اس فقرہ پر متعدد ترمیموں کے نوٹس موصول ہوئے ہیں ۔ میں ممبران کو یہ ترمیمیں یکے بعد دیگرے پیش کرنے کے لئے مخاطب کروں گا ۔

*آنریبل مسٹر جگ جیون رام (بہار ۔ جنرل) اس ترمیم کے پیش نظر میں اپنی ترمیموں پر زور نہیں دینا چاہتا ۔

(ضمنی فہرست ۲ کی ترمیم ۲۷ اور ۲۸)

*مسٹر ایچ ۔ وی ۔ کامتھ (سی ۔ پی ۔ و بیرار ۔ جنرل) مسٹر منشی کی ترمیم کے ایوان میں منظور ہو جانے کی صورت میں میری ترمیم کی ضرورت نہیں رہتی (ضمنی فہرست ۲ کی ترمیم ۲۹) اگر یہ ترمیم منظور نہیں ہوئی تو اپنی ترمیم بعد میں پیش کرنے کا میرا حق محفوظ رہے گا ۔

*مسٹر ایم ۔ آر ۔ مسانی :۔ جناب صدر ! میں نے ایک ترمیم کا نوٹس دیا ہے ملاحظہ ہو ضمنی

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں ۔

مسٹر ایم۔ آر۔ مسانی)
فہرست ۲ کی ترمیم ۲۳۶ جس کا مقصد اس وسیع اختیار کے پیش نظر جو تشریح کی رو سے ریاست کو دے دیا گیا ہے، ایماندارانہ متنقی معترضین کا تحفظ ہو جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ تشریح ساقط کر دی گئی ہے۔ لہذا میں اپنی ترمیم اس موقعہ پر پیش نہیں کرنا چاہتا۔

*جناب صدر:۔ اب تجویز اور ترمیمات دونوں پر بحث ہو سکتی ہے۔

*ڈاکٹر پی۔ آر۔ امبیدکار (بنگال۔ جنرل):۔ جناب صدر! جو بات میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگرچہ (الف) اور (ب) کی ضمنی دفعات کو نئی صورت میں ڈھالنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس لحاظ سے کہ وہ اپنی قبلی شکل میں رہیں، تاہم مجھے کسی قدر شبہ ہے کہ آیا تشریح کا سقوط مشاورتی کمیٹی کے ممبران کی اکثریت کی خواہش کے مطابق ہے یا نہیں اور آیا وہ چاہتے ہیں کہ ریاست کو جبری محنت لینے کا کسی حالت میں اختیار نہیں ہونا چاہیئے؟ مسٹر ملنشی کا مشورہ ہے کہ اگر یہ فقرہ ترمیم شدہ حالت میں رہے اور "تشریح" کو ساقط کر دیا جائے، پھر بھی ریاست کو جبری فوجی خدمت عاید کرنے کا اختیار رہے گا۔ مجھے دعویٰ نہیں ہے کہ مجوزہ تبدیلی یعنی تشریح کے سقوط سے جو نتائج مترتب ہوں گے، ان پر غور کرنے کا مجھے کافی موقعہ ملا ہے، تاہم مجھے ڈر ہے کہ تشریح کے ساقط کر دینے اور فقرہ کو اسی حالت میں رہنے دینے سے جس حالت میں اسے بیان کیا گیا ہے، بہت خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔ اس لئے کہ "بیگار" بھی ایک حد تک ایسی چیز ہے جسے ریاست کی طرف سے عاید کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے، بمبئی میں چند خاص ریاستی مقاصد کے لئے لوگوں سے "بیگار" کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اگر ریاست کو "بیگار" لینے سے روکا جائے گا، تو ہر شخص کے لئے یہ استدلال پیش کرنا کہ جبری فوجی خدمت بھی "بیگار" ہی ہے، بالکل ممکن ہوگا۔ لہذا میں نہیں سمجھتا کہ اس موقعے پر فقرہ تشریح کا سقوط قرین مصلحت ہوگا۔ میں اس معاملے میں کوئی واضح طریق عمل پیش کرنے سے قاصر ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے فرض سے کافی حد تک عہدہ برآ ہو جاؤں گا اگر ایوان کی توجہ اپنے اس شبہے کی طرف مبذول کرا دوں کہ فقرہ تشریح کے سقوط سے فوجی یا سماجی مقاصد کے لئے جبری خدمت کا اصول عاید کرنے کے معاملے میں ریاست کو بہت خطرناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔ میرا مشورہ یہ ہوگا کہ اس وقت ہم فقرہ تشریح کو ساقط نہ کریں بلکہ اسے بجنسہ رہنے دیں اور اس پر اس وقت از سر نو غور کریں جب صوبوں اور ریاستوں کے دساتیر آخری طور پر مرتب کئے جائیں گے۔

*شریمتی دکشیانی ویلایودن (مدراس۔ جنرل):۔ جناب صدر! مجھے اس فقرہ کی حمایت سے بڑی خوشی ہے اس لئے کہ اس کا تعلق ایک ایسے فرقے سے ہے، انسانوں کی ایک ایسی نوع سے جو صدیوں سے ناقابل بیان مصائب آلام کا شکار رہی ہے۔ اس زمانہ میں بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں انسانوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

اس فقرہ کا ملک کے شکستہ حال لوگوں پر بہت گہرا اثر ہوگا اور ہندوستان کے آزاد ہونے پر انھیں بھی اپنی آواز اٹھانے کا موقع ملے گا - اس دفعہ سے ہندوستان کے فاسستی سماجی نظام میں ایک معاشی انقلاب آجائے گا - ملک کے غریبوں کی تمام مجبوریاں اور معذوریاں ان کی معاشی پسماندگی کا نتیجہ ہیں - بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ملک کے باشندوں کے ایک حصہ کو بغیر کسی معاوضے کے جو قوت لایموت بھی ثابت ہو سکے، کام کرنا پڑتا ہے - اور لوگ کھیتوں اور دوسری جگہوں پر رات دن محنت کرنے کے بعد جب اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے پاس پائی بھی نہ ہو - انھیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی محنت کا معاوضہ بھی مانگ سکیں، محنت خواہ دن اور رات کیوں نہ کی ہو - اگر لوگوں کو کام کے لئے بلایا جاتا ہے اور وہ اس کام پر نہیں آتے تو انھیں سزا ملتی ہے یہ ہے وہ کیفیت جو ہم صوبجات متحدہ کی طرح کے بعض صوبوں میں دیکھتے ہیں - باقی حصوں میں اگر بیگار کا چلن نہیں ہے تو اسی طرح کی دوسری پابندیاں پائی جاتی ہیں - اور لوگ معاشی اور دوسرے قسم کے استحصال کا شکار ہیں - اس ملک کے غربا ان تمام سہولیتوں اور آسائشوں سے محروم ہیں جن سے زندگی میں خوشی آتی ہے - یہ نظام تو اس سے بھی پہلے ختم ہو جانا چاہئے تھا جب صوبوں کو حکومت خود اختیاری حاصل ہوئی تھی - اس کے باوجود کہ بعض صوبوں میں اس کے متعلق قوانین نافذ ہیں یہ نظام اب بھی باقی ہے اور جو لوگ اس کے شکار ہیں، انھیں اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے میں کسی طرح بھی اظہار رائے کا حق حاصل نہیں ہے - لہٰذا جس وقت اس دفعہ کا نفاذ ہوگا اس وقت اس کی بدولت انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو جو معاشی استحصال کا شکار ہے، عافیت ملے گی جس وقت اس قسم کی معاشی لوٹ کھسوٹ ختم ہو جائے گی، اس وقت یہ غربا بھی اوپر کو اٹھیں گے اس حیثیت میں ہوں گے کہ اپنے حقوق جتا سکیں، اپنے وقار اور احترام ذات کو قائم رکھ سکیں گے اور زندگی سے اسی طرح لطف اندوز ہو سکیں جس طرح اونچے طبقے اور ذات کے لوگ - مجھے اس دفعہ کی حمایت کرکے بڑی مسرت ہے -

* مسٹر بی - کے داس (اڑیسہ - جنرل): مسٹر [illegible] نے فقرہ ۱۱ میں جو ترمیم پیش کی ہے مجھے اس کی حمایت سے بڑی خوشی ہے - مجھے اس کا نیا مسودہ منظور ہے - جناب والا! جب سے ۱۹۲۹ء سے جبری محنت کے مسئلہ کا مطالعہ کیا جا رہا ہے - جنیوا میں ۱۹۳۰ء میں جبری محنت سے متعلق جو کنونشن منعقد ہوا تھا، میں اس کا ایک ممبر تھا - ہندوستان نے ۱۹۳۰ء میں جبری محنت سے متعلق کنونشن (Forced Labour Convention) کو منظور کیا تھا لیکن ہندوستانی ریاستوں نے سوا چند کے اسے نہیں مانا - بڑی ریاستوں میں جن کے نمائندے اس ایوان میں موجود ہیں، یہ دستور اب نہیں ہے - جناب والا! ملک کے اس حصے میں جس سے میرا تعلق ہے چھوٹی چھوٹی تقریباً تمام ریاستیں جبری محنت سے فائدہ اٹھاتی ہیں - انہیں سڑکوں کی تعمیر کے لئے حکومت ہند سے امدادیں ملتی ہیں، لیکن وہ یہ رقم اپنے صرف میں

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں -

(مسٹر بی۔ داس)

لاتے ہیں۔ اور سڑکوں کی تعمیر اور مفاد عامہ کے دوسرے کام جبری محنت کے ذریعے انجام دیتے ہیں۔ ان حالات میں جناب والا، میں اس گڑبڑ یا دشواری سے مشوش نہیں۔ جس کا میرے دوست ڈاکٹر امبیڈکر نے ابھی ابھی نوٹس دلایا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ قوم کو خطرہ لاحق ہوگا، ریاست کو آگے بڑھنا ہوگا اور ہر شخص کو اپنے ملک کے لئے جبراً کام کرنا ہوگا۔ خطرہ خواہ جنگ کا ہو یا قحط کا یا خشک سالی کا۔ لیکن میں کوئی چور دروازہ کھلا نہیں رہنے دینا چاہتا۔ جو ہندوستانی راجاؤں اور نوابوں کو جبری محنت سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے۔

جناب صدر! ایک بات جس کی طرف سے مجھے اطمینان نہیں ہے، یہ ہے کہ آیا "انسانوں کی خرید و فروخت" میں عورتوں کی تجارت بھی شامل ہے یا نہیں۔ ہم میں سے بعض صاحبان نے عورتوں کی خرید و فروخت کے اس مسئلے کا گذشتہ دس سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ سے مطالعہ کیا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ اڑیسہ اور بنگال سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں عورتیں دوسرے صوبوں میں لے جائی جاتی ہیں۔ عورتوں کی خرید و فروخت بدمعاشوں اور اور جرائم پیشہ لوگوں کا باقاعدہ پیشہ بن گئی ہے۔ جو ان عورتوں کو دوسرے صوبوں میں اڑا لے جاتے ہیں۔ معلوم نہیں وہ بیچاریاں بیویاں بن کر رہتی ہیں یا بے شرمی کی زندگی گذارتی ہیں۔ ہاں اتنا ضرور معلوم ہے کہ پنجاب اور سرحد جیسے صوبوں میں مردوں کی بہ نسبت عورتیں بہت کم ہیں۔

جناب والا! قحط بنگال کے دوران میں ہمیں نہایت تلخ تجربہ ہوا ہے۔ جبکہ لاکھوں عورتیں اغوا کر لی گئیں۔ آیا یہ عورتیں دوسرے صوبوں میں لے جائی گئیں یا انہیں برطانوی فوجیوں کے لئے جو اس زمانہ میں ہندوستان کے مشرقی حصوں میں خیمہ زن تھیں، عورتیں فراہم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا، ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی تحقیق و تجزیہ سماجی کارکنوں کا فرض ہے مگر مجھے بڑی خوشی ہوتی۔ اگر "عورتوں کی خرید و فروخت" کا فقرہ میں بطور خصوصی تذکرہ کر دیا جاتا۔ ہم میں سے ان لوگوں کو جو ہندوستان کے مشرقی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں، اندیشہ ہے کہ "بنیادی حقوق" میں اس فقرہ کے باوجود بدباطن لوگ بدستور عورتوں کی تجارت جاری رکھیں گے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ سردار پٹیل مجھے یقین دلائیں کہ آیا ان کے ذہن میں کوئی ایسا قانون بنانے کی اسکیم ہے جس سے عورتوں کی تجارت کا ہمیشہ کے لئے سدباب ہو جائے۔

جناب والا! میں اس کے علاوہ ایک ضمانت ہندوستانی ریاستوں کے ان نمائندوں سے لینا چاہتا ہوں جو یہاں موجود ہیں کہ آیا وہ کم ترقی یافتہ ریاستوں کے حکام کو جبریہ خدمت کا رواج ختم کرنے پر آمادہ کریں گے جو ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منافع کا ایک ذریعہ ہے۔

*ڈاکٹر پی۔ کے سین (بہار۔ جنرل) جناب صدر! کیا میں ان دشواریوں میں سے چند

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

کی طرف اشارہ کر سکتا ہوں۔ جو اس فقرہ کی اس لنگڑی شکل میں پاس ہونے سے سامنے آئیگی۔ اس میں تو اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے اور کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس امر میں شبہ نہیں کر سکتا کہ جبری خدمت، خواہ کسی شکل میں ہو، منسوخ ہو جانی چاہیئے۔ لیکن فقرہ کی ابتدائی شکل میں چند مخصوص تشریحات تھیں جنہیں اب ساقط کر دیا گیا ہے۔ وہ تشریحات یہ ہیں "غیر رضا کارانہ محکومی کے، سوائے اس کے کہ وہ کسی سزا کے طور پر لی جائے جس کے لئے اس فریق کا باضابطہ طور پر مجرم قرار دیا جانا لازمی ہو گا۔" دنیا جانتی ہے کہ صرف ریفارمیٹری اسکولوں کے بچوں اور بورسٹال کے تادیب خانوں کے کم سن لڑکوں ہی سے جبراً کام نہیں لیا جاتا۔ بلکہ جیل کے قواعد و ضوابط کے مطابق بڑوں اور سن رسیدہ لوگوں سے بھی جو زمانہ اسیری میں ریاست کی نگرانی میں رہتے ہیں، محنت لی جاتی ہے اور یہ چیز نہ صرف صحیح اور قانوناً جائز بلکہ حقیقتاً ضروری بھی ہے۔ مگر یہ سب کچھ نہایت دشوار ہو جاتا ہے اگر ہم اس فقرہ کو ترمیمہ صورت میں رکھیں یعنی کہ "بیگار، اور جبری محنت ممنوع ہو گی اور اس ضابطے کی کسی صورت میں خلاف ورزی جرم قرار دی جائے گی۔" مجھے اپنے دوست "ڈاکٹر امبیڈکر سے اتفاق ہے کہ اس دشواری سے بچنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ فقرہ تشریح کو قائم رکھا جائے، اس صورت میں اس قسم کے معاملات فقرہ "مقاصد عامہ کے لئے" کی ضمن میں آجائیں گے اس لئے کہ جیلوں اور قید خانوں یا دوسرے اداروں میں بھی جہاں لوگ ریاست کی نگرانی میں رکھے جاتے ہیں، جبری محنت دوسرے قیدیوں کی بھلائی اور خود ریاست کی بھلائی کے لئے جائز طور پر لی جا سکتی ہے۔ اگر اس پر بھی کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے تو ہم "ان لوگوں کے معاملے میں جو ریاست کی نگرانی میں ہوں" یا اسی قسم کا کوئی اور فقرہ بڑھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ترمیم جس طرح اسے پیش کیا گیا ہے یعنی "انسانوں کی تجارت، اور بیگار، اور ہر قسم کی جبری خدمات ہیں ...."

* مسٹر کے۔ ایم منشی۔ اس میں "اسی قبیل کی دوسری" کے الفاظ بھی ہیں۔

* ڈاکٹر پی۔ کے سین۔ "قبیل" نہایت مبہم لفظ ہے۔ میں حقیقتاً یہ نہیں سمجھ سکتا کہ فقرۂ تشریح کو قائم رکھنے کی صورت میں کیا مشکلات یا اعتراض پیدا ہو سکتا ہے۔ فقرۂ تشریح نہایت بے ضرر چیز ہے اور اس کا مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ مفاد کے لئے، جیسا کہ تمام مہذب ممالک میں دستور ہے، ریاست کا شہریوں سے جبری خدمت لینا ضروری ہے اُن کی اپنی بھلائی کی خاطر بھی اور ریاست کی بھلائی کی خاطر بھی۔ لہذا میرا حقیر مشورہ یہ ہے کہ فقرۂ تشریح خواہ اس کی اصلی شکل میں یا اس میں مصلحت کے مطابق تھوڑی بہت تبدیلی کر کے منظور کر لیا جائے ورنہ طرح طرح کی پیچیدگیاں اٹھ کھڑی ہوں گی۔

* دیوان بہادر الاڈی کرشن سوامی آئر (مدراس۔ جنرل) اس مسئلے کا بغور مطالعہ کر لے کے بعد کہ فقرہ تشریح کو باقی رکھنا چاہیئے یا نہیں، میرا ذہن بالکل واضح ہے، جہاں تک پہلے ضمنی فقرہ کا تعلق ہے، اس سے جبری فوجی بھرتی ممنوع قرار نہیں پائے گی۔ کمیٹی میں مسٹر مسانی

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(دیوان بہادر الاڈی کرشن سوامی آئر)

نے اس میں ایک خاص فقرہ یہ رکھا تھا "جبری فوجی بھرتی نہیں ہوگی"، مگر وہ دفعہ حذف کردیا گیا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے کانسٹی ٹیوشن میں غلامی اور رد غلامی کے فقرات کی موجودگی کے باوجود، وہاں کی عدالت العالیہ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کو جبری فوجی بھرتی سے روکنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ جماعت وکلا نے اس معاملہ میں بین الاقوامی قانون کے مختلف مصنفوں کا مطالعہ کیا اور بتایا کہ ریاست کا وجود ہی فوجی طاقت پر منحصر ہوتا ہے اور غلامی، رد غلامی اور محکومیت کی دفعات کا مقصد ریاستہائے متحدہ امریکہ کو جبری فوجی بھرتی سے روکنا نہیں ہے۔ لہذا "بیگار اور اسی قبیل کی دوسری جبری خدمات" کے الفاظ کی تعبیر یہ ممکن نہیں کہ جبری فوجی بھرتی ریاست کے حق سے خارج ہے۔ یہ میرا خیال ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ مستقبل کی مجالس آئین ساز اس قسم کے فقرات کی رو سے جبری فوجی بھرتی کے حق سے محروم ہو جائیں گی۔ "قبیل" کا لفظ جو فقرہ میں رکھا گیا ہے، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس کے پیش نظر جبری فوجی بھرتی کا قانون نہیں ہے۔ ان حالات میں میرا خیال ہے کہ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا بہرحال یہ مطلب نہیں ہے کہ میں فقرہ تشریح کی موجودگی کا مخالف ہوں۔ کل کمیٹی میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا گیا کہ فقرہ تشریح کو قائم رہنے دینے سے دیہی معیشت اور اداروں کے کام میں آگے خاص دشواریاں پیدا ہو جائیں گی، اور اس کو حذف کر دینے سے کوئی مضرت رساں نتیجہ بھی برآمد نہیں ہوگا، لہذا کمیٹی کے اندر بحث کے دوران میں اسے حذف کر دیا گیا۔ میرے خیال میں اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ جبری فوجی بھرتی کو ریاست کی جبلی طاقت کی حیثیت سے جبری خدمت کی اس دفعہ کے سبب خلاف قانون قرار دیا جا سکیگا۔

*سری ایم اننتا سیانم آینگر: جناب صدر! جس وقت پارٹی کے جلسے میں میں نے زیر بحث فقرہ میں تبدیلی کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کی تھی، اس وقت میری بھی وہی رائے تھی جو سر الاڈی کرشن سوامی آئر کی ہے، لیکن جب میں نے اس پر دوبارہ غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اصل فقرہ ہی برقرار رہنا چاہیئے۔ میں ابھی اس کے اسباب بھی پیش کروں گا۔ اس کے اسباب یہ ہیں فقرہ میں دو باتیں کہی گئی ہیں، ایک یہ کہ انسانوں کی خرید و فروخت ممنوع ہے اور دوسرے یہ کہ جبری خدمت لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ان دونوں باتوں کے لئے تعزیرات ہند میں پہلے ہی سے دفعات موجود ہیں۔ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۰ کی رو سے انسانوں کی خرید و فروخت ممنوع ہے اور دفعہ ۳۷۴ کے ماتحت کسی شخص سے اس کی مرضی کے خلاف محنت لینا جرم ہے۔ مگر وہاں لفظ "غیر قانونی" استعمال کیا گیا ہے، لفظ "غیر قانونی" کے معنی یہ ہیں کہ کسی قانون ساز مجلس کے لئے خاص مقاصد کے پیش نظر جبری محنت کا قانون پاس کرنا قانونی امر ہو سکتا ہے مثلاً جب کسی شخص کو کسی گناہ کا مجرم قرار دیا جائے اور اسے سزا کے طور پر قید کر دیا جائے یا دیہات

*۔ سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

کے مفاد کی خاطر جب کبھی سیلاب آجاتے تو گاؤں والوں کو تالابوں وغیرہ کے شگافوں وغیرہ کی مرمت پر جبراً لگایا جا سکتا ہے۔ اس وقت جبکہ ان دفعات کو جو پہلے ہی سے تعزیرات ہند کی دفعات ۳۷۰ اور ۳۷۴ کی شکل میں قانون میں موجود ہیں، بڑھا کر بنیادی حقوق کا مرتبہ دیا جا رہا ہے ہمیں نسبتاً زیادہ محتاط ہونا چاہیئے۔ جب ہم انھیں بنیادی حقوق کا درجہ دے رہے ہیں، تو جب تک تشریحات کا اضافہ نہ کیا جاوے جن سے ریاست ان بنیادی حقوق سے مستثنیٰ قرار پائے یہ کہنا ممکن ہو سکتا ہے اور جج لوگ بھی یہ تعبیر کر سکتے ہیں کہ چونکہ ان حقوق کے معمولی قانون کے دائرے سے اخراج اور رجسٹر قوانین میں ان کے بنیادی حقوق کی حیثیت سے درج ہونے کی وجہ سے ریاست پابند ہے لہذا ایسے مقاصد کے لئے خطرے کی حالت میں بھی قانون نافذ کرنے کا حق اس کے دائرہ اختیار سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اگر اس ترمیم کے محرک مسٹر منشی کے ذہن میں یہ بات ہے کہ ریاست کو بمقتضائے وقت بمقام جبری فوجی بھرتی کا قانون نافذ کرنے سے روکنا نہیں چاہیئے تو معاملہ کو ہمیں اسی وقت صاف کر لینا چاہیئے۔ مجھے فقرۂ تشریح کو برقرار رکھنے یا خود پورے فقرہ کو اس کی اصلی شکل میں رکھنے میں کوئی اعتراض نظر نہیں آتا۔ اس میں ترمیم کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے ہمارے خیالات میں صفائی ہونی چاہیئے ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جبری فوجی بھرتی کی ضرورت یا مقامی حکومتوں یا کسی خاص یونٹ کی ضرورتوں کا لحاظ کئے بغیر کہ وہ اشخاص کو قطع نظر ان تمام باتوں کے جو بنیادی حقوق کے بارے میں کہی گئی ہیں، جبری خدمت کے طریقے پر امداد کرنے کے لئے مجبور کر سکے، ریاست کو اس کے حق سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا گیا۔ ڈاکٹر امبیدکار کے دلائل میں بڑی پختگی ہے اور میں اس ترمیم کے حق میں نہیں ہوں۔ میرے خیال میں اصل دفعہ ہی کو جیسی کہ یہ مسودے میں ہے، برقرار رہنا چاہیئے، اس چیز کی وضاحت ہمیں اور اسی وقت ہو جانی کہ آیا ہم جبری فوجی بھرتی چاہتے ہیں یا نہیں۔ اس امر کا فیصلہ جج صاحبان پر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ سر الادی کرشن سوامی آئر نے فرمایا ہے کہ امریکہ کی عدالت نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔ امریکہ کا قانون مدت ہوئی، بنا تھا اور ضرورت ہے کہ وقتاً فوقتاً اس کی مزید تشریح و تغییر ہوتی رہے تاکہ اس میں وسعت پیدا ہو سکے۔ ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ جسٹینین ضابطہ (Justinian Code) جو ۵۰ جلدوں میں ہے، اس کا ارتقا کلیات دوازدہ (وہ بارہ اساسی قوانین جو ۴۵۱ء قبل مسیح سے سنہ مسیحی کی ابتدا تک رومۃ الکبریٰ میں رائج تھے اور جن پر رومی اصول قانون مبنی ہے) سے ہوا ہے۔ عوام قانون کو وقتاً فوقتاً بدلنے کے حق میں نہیں ہوتے مگر ماہرین قانون نے تفسیر قانون کی طرح کی مختلف راہیں نکال لی ہیں۔ اور ان کے ذریعے نئے قانون بناتے رہے ہیں۔ اب جب کہ ہم ایک ضابطہ قانون وضع کر رہے ہیں تو پھر مستقبل میں ہونے والی تعبیروں پر کیوں تکیہ کریں اور فیصلہ ججوں پر کیوں چھوڑیں۔ میں ترمیم کا مخالف ہوں اور اصل دفعہ کو برقرار رکھنے کے حق میں ہوں۔

*ڈاکٹر امبیدکار - بی - آر :- جناب صدر! کیا مجھے ایک تجویز پیش کرنے کی اجازت ہے؟ ہم نے سر الادی کرشن سوامی آئر کے دلائل سُنے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی عدالت عالیہ کے فیصلوں کے مطالعے سے جس نتیجے پر وہ پہنچے ہیں، اس کے مطابق اگر فقرۂ تشریح نہ بھی ہو، جب بھی ریاست کو لازمی فوجی خدمت عاید کرنے کی اجازت ہوگی۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے بھی ان مقدمات کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے جو مجھے یقین ہے، سر الادی کے ذہن میں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مذکورہ عدالت العالیہ نے ان مقدمات کے فیصلے کے لئے جو توجیہہ پیش کی ہے، اس کے مطالعہ کے بعد وہ بھی مجھ سے متفق ہوں گے کہ جس نکتے کی بناء پر عدالت مذکور نے وہ فیصلہ دیا، یہ تھا۔ انہوں نے اپنی بنیاد اس مفروضہ پر قائم کی کہ ایک سیاسی تنظیم میں ہر آزاد شہری کا فرض ہے کہ وہ حکومت کو سہارا دے۔ اور چونکہ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ حکومت کو سہارا دے۔ لہذا جبری فوجی قانون کا مقصد اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ شہریوں کو وہ فرائض انجام دینے کے لئے بلایا جائے۔ جو ریاست کے حق میں ان پر پہلے ہی سے واجب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریاستی مقاصد کے لئے لازمی فوجی خدمت جیسے اہم موضوع کے باب میں یہ ایک حقیقی بنیاد ہے۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اس قسم کی توجیہہ پر جو ہندوستان کی عدالت العالیہ اختیار بھی کر سکتی ہے اور نہیں بھی، قناعت نہیں کرنا چاہیے۔ لہذا میری تجویز یہ ہے کہ جس طرح آپ نے ازراہ کرم شہریت والے فقرہ کو مزید غور و بحث اور تحقیق کے لئے ایک چھوٹی کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا، اسی طرح مناسب ہوگا کہ صرف اس سوال کو کہ آیا فقرۂ تشریح کو برقرار رکھنا چاہیئے یا نہیں، ایک چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس کے متعلق اپنی رپورٹ دے۔ اس وقت ایوان کے لئے ممکن ہوگا کہ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے۔

*جناب صدر :- میں سمجھتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر امبیدکار کی تجویز ایوان کے لئے قابلِ قبول ہو تو اس پر کسی مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

*مسٹر آر - کے - سدھوا (سی پی اور برار - جنرل) :- جبری فوجی بھرتی سے متعلق جو مسئلہ ہے۔ اس پر یہاں بحث ہو سکتی ہے۔

*جناب صدر :- یہاں ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ آیا ہمیں جبری فوجی بھرتی کی ضرورت ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا بنیادی حقوق کے زیر تحت جبری فوجی بھرتی ممنوع ہے یا ناجائز۔ میرا خیال ہے کہ اس سوال کو بھی اسی کمیٹی کے سپرد کرنا بہتر ہوگا جس کے سپرد دوسری دفعہ کی گئی ہے۔

ایک معزز ممبر :- پورے فقرہ ۱۱ کو؟

*جناب صدر :- جی ہاں پورے فقرہ ۱۱ کو۔

فقرہ کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں

فقرہ ۱۲:- حقوقِ آزادی

*جناب صدر:- فقرہ ۱۲

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل:- میں فقرہ ۱۲ کی تحریک کرتا ہوں۔ فقرہ ۱۲ یہ ہے
"کسی بچے کو جس کی عمر ۱۴ سال سے کم ہو کسی کارخانے، کان یا کسی دوسرے مشقت طلب کام پر نہیں لگایا جائے گا۔"
تجویز ہے کہ فقرہ تشریح کو حذف کر دیا جائے۔ اگر میں فقرہ کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرتا ہوں۔ اس کے سقوط کی تحریک ترمیم کی صورت میں کی جا سکتی ہے۔

*مسٹر کے۔ ایم منشی۔ میری تجویز ہے کہ فقرہ تشریح کو حذف کر دیا جائے۔ فقرۂ تشریح یہ ہے:-
"اس دفعہ کی کوئی بات کسی تعلیمی پروگرام یا مشغلے پر جو لازمی محنت کی متقاضی ہو، اثر انداز نہ ہوگی۔"
اس فقرۂ تشریح کا اصل دفعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا میرا خیال ہے کہ اسے حذف کر دینا چاہیے۔

*جناب صدر:- ترمیم ۳۷ مسٹر کامتھ

مسٹر ایچ۔ وی۔ کامتھ:- مجھ سے کہا گیا ہے کہ اس فقرہ کا تعلق صرف ۱۴ سال سے کم عمر کے بچوں سے ہے، اور اس لحاظ سے حاملہ عورتیں اور سن رسیدہ لوگ اس سے علیحدہ ہیں میرا اپنی ترمیم پیش کرنے کا حق کسی اور موقعے کے لئے محفوظ رہیگا۔ میں اسے اس وقت پیش نہیں کرتا۔

ترمیمات ۳۸ تا ۴۲ پیش نہیں کی گئیں

*مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا:- جہاں تک ترمیم ۴۳ کا تعلق ہے۔ وہ سب کی سب نئے فقرے ہیں۔ اور جیسا کہ ایوان نے کل فیصلہ کیا تھا۔ میں انہیں ان فقروں کے اختتام پر لوں گا۔

*جناب صدر:- ہمارے سامنے دو ترمیمیں ہیں۔ میں مسٹر منشی کی ترمیم جو فقرۂ تشریح کے سقوط سے متعلق ہے۔ ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

فقرۂ تشریح کے سقوط سے متعلق مسٹر منشی کی ترمیم منظور ہوئی

فقرہ مرتمہ صورت میں منظور کیا گیا۔

فقرہ ۱۳ - حقوق متعلقہ مذہب

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل:- میں دفعہ ۱۳ ایوان کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں یعنی
"تمام اشخاص کو امن عامہ، اخلاقِ عامہ اور صحت عامہ اور اس حصے کی دوسرے فقرے کے بشرط، یکساں طور پر آزادیِ ضمیر حاصل ہوگی۔ اور

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل)

مذہب کی پیروی، اس کے معمولات کی تعمیل اور اس کی تبلیغ کا حق ہوگا۔"

پہلی شرط۔ کرپان کا رکھنا۔ اور اسے لے کر چلنا سکھوں کے مذہب کا جزو قرار دیا جائے گا۔

دوسری شرط۔ مندرجہ بالا حق میں معاشی، تجارتی، سیاسی یا دوسری دنیوی سرگرمیاں شامل نہ ہوں گی جنہیں مذہبی شعار کے ساتھ وابستہ کیا جاسکے۔

تیسری شرط۔" مذہبی معمولات کی آزادی جس کی اس فقرہ میں ضمانت کی گئی ہے ریاست کو سماجی بہبود اور اصلاح قوانین کے نافذ کرنے سے روک نہیں سکے گی۔

میں دیکھتا ہوں کہ مطبوعہ پروگرام میں اس فقرہ کے متعلق بہت سی ترمیمیں پیش کی گئی ہیں۔ میں اپنی باری پر جب یہ تمام ترمیمیں پیش ہوچکیں گی، تقریر کروں گا اور اگر کوئی ترمیم قبول کرنے قابل ہوگی تو میں اسے منظور کروں گا۔

*مسٹر کے۔ ایم۔ منشی:- جناب صدر! میں ایک ترمیم اس مفہوم کی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آخری شرط میں لفظ "کے قوانین" کے آگے مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ کردیا جائے۔

"اور ایسے قوانین جو عامۃ الناس ہندو مذہبی اداروں کو ہندوؤں کی ہر ذات اور طبقہ کے لئے عام کرنے کی غرض سے بنائے جائیں۔"

فقرۂ تشریح کا مسودہ تیار ہوجانے کے بعد یہ سوچا گیا کہ مذہبی معمولات جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اس نوعیت کے نہیں ہونے چاہئیں جو سماجی معاملات کے متعلق مجلس قانون ساز کے قانون بنانے کے اختیار میں دخل انداز ہوسکیں۔ مندروں کو ہندوؤں کے تمام طبقات کے لئے عام کرنے کے سلسلہ میں یہ سوال اٹھا کہ آیا یہ مذہبی معمولات ہی تک محدود رہے گا؟ دقت کی اس طرح کی ترکیب سے بچنے کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ ہندو مذہبی اداروں کو عام کرنے کا مفہوم یہ نہیں ہونا چاہئے کہ مذہبی معمولات کی تعمیل ممنوع ہے۔

*جناب صدر:- اب میں ان ممبروں سے جنہوں نے ترمیمیں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے، درخواست کروں گا کہ وہ اپنی ترمیمیں پیش کریں۔

(تھوڑے سے وقفہ کے بعد)

جیسا کہ میں دیکھتا ہوں، اس دفعہ کے متعلق کوئی ترمیم پیش نہیں کی گئی، میں اس پر ایوان کی رائے لوں گا۔

*مسٹر ایچ۔ جے کھانڈیکر (سی۔ پی اور برار جنرل) اگر اس فقرہ پر مسٹر منشی کی ترمیم منظور کرلی جاتی ہے تو ضروری ہوگا کہ لفظ "عام پرستش گاہ ہوں" کی تعریف کردی جائے۔ جب تک یہ نہ ہوگا، لوگوں کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہوگا کہ کون سی جگہ عام پرستش گاہ کہی جاسکتی ہے۔ ایسی

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

جگہوں پر بھی جہاں ہر طبقہ کے لوگوں کو داخلے کی اجازت دی گئی ہے، پامال طبقہ کے آدمیوں کو گھسنے نہیں دیا جاتا۔ ایسی حالت میں بھی جبکہ کسی مخصوص مندر کے بارے میں تحریری ریکارڈ موجود ہوتا ہے کہ اس میں پامال طبقہ کے لوگوں کو پوجا کرنے کی اجازت ہے، پجاری لوگ ان کو روک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذاتی مندر ہے اور اچھوتوں کے لئے عام نہیں ہے۔ لہذا جناب صدر! اگر "عام پرستش گاہوں" کی تشریح کر دی جائے گی تو پھر کوئی دشواری نہیں رہ جائے گی۔ میرا مشورہ ہے "عام پرستش گاہوں" کی تشریح ہونی چاہئے۔

* جناب صدر:۔ کیا میں معلوم کر سکتا ہوں کہ یہ لفظ کون سے فقرہ میں آیا ہے:

* مسٹر ایچ۔ جے۔ کھانڈیکر:۔ تیسری تشریح میں۔

* جناب صدر:۔ مجھے تو اس میں یہ الفاظ نظر نہیں آتے۔ اس میں "عام پرستش گاہ" کا ذکر نہیں ہے۔

* مسٹر ایچ۔ جے۔ کھانڈیکر:۔ میں "عامۃ النوع مذہبی اداروں" کی تشریح چاہتا ہوں۔

* جناب صدر:۔ مسٹر کھانڈیکر لفظ "عامۃ النوع مذہبی اداروں" کی تشریح چاہتے ہیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اس سے کون سے مذہبی ادارے مراد ہیں۔

* سری ایل۔ کرشنا سوامی بھارتی:۔ دفعہ کے الفاظ یہ ہیں "۔۔۔۔۔۔ اور اس 'باب' کی دوسری شرائط" وہ یوں ہونے چاہئیں "۔۔۔۔۔۔ اور اس 'حصے' کی دوسری شرائط"

* آنریبل سردار ولبھ بھائی جے۔ پٹیل:۔ لفظ "باب" کو "حصے" سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مجھے مسٹر منشی کی ترمیم منظور ہے۔ اور میں ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس نہایت متنازعہ فیہ معاملے سے اتفاق کیا جس کے لئے کمیٹی میں ہمیں کئی دن صرف کرنے پڑے اور جسے متعدد کمیٹیوں سے گذرنا پڑا۔ اختلاف رائے تو ہو سکتا ہے مگر ہم نے بہ حیثیت مجموعی اپنی سی ہر ممکن کوشش کی کہ ہر طبقہ کے لوگوں کا خیال رکھیں۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ یہ دفعہ ترمیم کے ساتھ منظور کی جائے۔

* جناب صدر:۔ پہلے میں تشریح ۱۳ سے متعلق ترمیم پر ایوان کی رائے لوں گا۔ ترمیم یہ ہے "کہ آخری شرط میں لفظ "کے قوانین" کے آگے حسب ذیل الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے" ایسے قوانین جو عامۃ النوع ہندو مذہبی اداروں کو ہندوؤں کی ہر ذات اور طبقہ کے لئے عام کرنے کی غرض سے بنائے جائیں"

ترمیم منظور کی گئی

* جناب صدر:۔ اب میں ترمیمہ فقرہ پر ایوان کی رائے لوں گا۔

ترمیمہ دفعہ منظور کی گئی۔

* جناب صدر:۔ اب ہم فقرہ ۱۳ کو لیں گے۔

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

فقرہ ۱۴ حقوق متعلقہ مذہب

* آنریبل سردار ولبھ بھائی جے۔ پٹیل :۔ میں فقرہ ۱۴ کی تحریک کرتا ہوں۔

"ہر مذہبی فرقہ کو حق ہوگا کہ وہ مذہبی امور میں اپنے معاملات کا بندوبست خود کرے، عام قانون کے ماتحت جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر قبضہ رکھے۔ اسے حاصل کرے، اور اس کا انتظام کرے۔ اور مذہبی یا خیراتی مقاصد کیلئے ادارے قائم کرے اور ان کی کفالت کرے۔"

اس میں ایک ذرا سا اضافہ بطور ترمیم تجویز کیا گیا ہے جسے مسٹر منشی پیش کریں گے۔ میں اس دفعہ کو ہاؤس کے سامنے اس کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں۔

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی :۔ جناب صدر! میری ایک ترمیم ہے کہ فقرہ ۱۴ میں لفظ "فرقے" اور "کو" کے درمیان "یا اس کے ایک حصے" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے۔ محسوس یہ کیا گیا کہ صرف لفظ "مذہبی فرقے" کا استعمال ہو سکتا ہے کہ کسی فرقے کے ایک حصہ کو اس تحفظ سے محروم کر دے۔

* سری کے۔ سنتھانم :۔ "عام قانون" سے کیا مراد ہے؟

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی۔ کسی مخصوص آئین کے علاوہ ملک کا ایک عام قانون ہوتا ہے جب لفظ قانون کا استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کسی یونٹ کا قانون یا یونین کا قانون بلحاظ اس طاقت کے جس کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ یونین کے موضوع سے متعلق ہے تو یونین کا قانون ہے، اور اگر کسی یونٹ کے موضوع سے متعلق ہے تو یونٹ کا قانون ہے۔

* جناب صدر:۔ کیا یہاں لفظ "عام" کی کوئی خاص اہمیت ہے؟ قانون تو بہر حال قانون ہے۔

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی۔ مقصد یہ تھا کہ قانون سازی کا کوئی منتخبہ اصول شامل کیا جائے بعض قوانین انسانوں کے بعض مخصوص طبقات کے لئے خاص ہوتے ہیں۔ اگر ہاؤس کی خواہش ہے کہ "عام قانون" کے بجائے "قانون" کہا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

* چند معزز ممبران :۔ "'قانون' کے ماتحت"

* جناب صدر:۔ مسٹر سنتھانم، ایک ترمیم آپ کے نام سے پیش ہونی ہے۔ ترمیم ۱۳۲

* سری کے سنتھانم :۔ جی نہیں جناب۔ میں اسے پیش نہیں کرتا۔

* جناب صدر :۔ مسٹر راجگوپالاچاریہ، آپ کے نام بھی ایک ترمیم درج ہے۔

* آنریبل سری سی۔ راجگوپالاچاریہ۔ جی نہیں، جناب صدر۔

* جناب صدر :۔ اب فقرہ اور اس کے متعلق ترمیم، دونوں پر بحث ہو سکتی ہے۔

* سری ایم۔ اننتھاسیانم آینگر۔ میں لفظ "عام" کے ترک کا مخالف ہوں۔ یہ لفظ مقامی یا خاص قوانین کی ضد ہے۔ جن کی تعزیرات ہند میں تعریف کر دی گئی ہے کہ ان (مقامی یا خاص قوانین) کا تعلق کسی مخصوص موضوع یا برطانوی ہند کے کسی خاص حصے سے

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

ہے۔ کسی مذہبی ادارے کی طرف سے حقوق اور جائداد کی تحصیل پر کسی خاص قانون کے ماتحت پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ مقامی اور خاص قوانین کی تعریف قانون فقرات عامہ (General Clauses Act) میں موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فقرہ کے مصنفین اس لفظ کو شامل کرنے میں صحیح راستے پر تھے۔

* دیوان بہادر سر الادی کرشن سوامی آئر:- قانون فقرات عامہ اور تعزیرات ہند کا اطلاق ہمارے دستور کی تعبیر پر نہیں ہوگا۔ جب ہمارا دستور آخری طور پر مرتب ہو جائے گا۔ اس وقت ہمیں اس میں تعبیر سے متعلق ایک فقرہ رکھنا ہوگا۔

* مسٹر ایچ۔ وی۔ کامتھ:- میں سر الادی کی تقریر کا ایک لفظ بھی نہیں سن سکا۔

* جناب صدر:- سر الادی کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ قانون فقرات عامہ اور تعزیرات ہند کا اطلاق ہمارے دستور پر نہیں ہوگا لہذا انہیں اہمیت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

* مسٹر دھریندر ناتھ دت (بنگال-جنرل):- اگر "ہندوستان کا موجودہ قانون" کے الفاظ رہیں گے تو قانون فقرات عامہ کا اطلاق ہوگا۔

* جناب صدر:- آپ کو سر الادی سے اختلاف کرنے کی آزادی ہے۔

* آنریبل سری سی راجگوپال اچاریہ- قطع نظر اس کے کہ الفاظ کی تبدیلی کس طرح ہونی چاہیے۔ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ یہ خصوصی حق جو ہم مذہبی فرقوں کے دے رہے ہیں، ہر اس قانون کے جو نافذ ہوگا، زیر تحت ہونا چاہیے لہذا فقرہ میں صرف لفظ "قانون" ہونا چاہیے نہ کہ قانون کا کوئی جزو۔

* سری ایم۔ اننتا سیانم آینگر- ہم ان دفعات کو جنرل قوانین میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، پھر ان اصطلاحی اعتراضات کے کیا معنی؟

* جناب صدر:- حقیقت یہ ہے کہ موضوع پر بحث ہو چکی ہے اور اگر کوئی چیز رہ گئی ہے تو مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی (The Drafting Committee) اس پر غور کر لے گی۔

اب میں مختلف ترمیمات پر رائے لوں گا- پہلی ترمیم جس پر رائے لی جائے گی یہ ہے کہ لفظ "فرقے" اور "کو" کے درمیان "یا اس کے ایک حصہ" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے۔ فقرہ کا یہ حصہ یوں ہوگا- "ہر مذہبی فرقے یا اس کے ایک حصہ کو حق ہوگا کہ وہ مذہبی امور میں اپنے معاملات کا بندوبست خود کرے، عام قانون کے ماتحت جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر قبضہ رکھے، اسے حاصل کرے اور اس کا انتظام کرے- اور مذہبی یا خیراتی مقاصد کے لئے ادارے قائم کرے اور ان کی کفالت کرے۔"

ترمیم منظور ہوئی

* جناب صدر:- دوسری ترمیم لفظ "عام" سے متعلق ہے کہ اسے حذف کر دیا جائے۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

ترمیم منظور ہوئی

*جناب صدر:- ترمیم شدہ فقرہ یوں ہوگا:-

"ہر مذہبی فرقے یا اس کے ایک حصہ کو حق ہوگا کہ وہ مذہبی امور میں اپنے معاملات کا بندوبست خود کرے، قانون کے ماتحت جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر قبضہ رکھے اسے حاصل کرے اور اس کا انتظام کرے اور مذہبی یا خیراتی مقاصد کے لئے ادارے قائم کرے اور ان کی کفالت کرے"

میں ترمیم شدہ فقرے پر ہاؤس کی رائے لوں گا۔

ترمیم شدہ فقرہ منظور کیا گیا

فقرہ ۱۵- حقوق متعلقہ مذہب

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل:- فقرہ ۱۵- "کوئی شخص محاصل کی ادائیگی کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا- محاصل جن کی آمدنی کسی خاص مذہب یا فرقے کی کفالت یا ترقی کے لئے خصوصی طور پر صرف ہو"

میرا خیال ہے کہ اس فقرہ میں کوئی ترمیم تجویز نہیں کی گئی ہے اور میں یہ فقرہ ہاؤس کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں۔

*جناب صدر:- چونکہ اس دفعہ میں کوئی ترمیم نہیں ہے- لہذا میں اس پر ہاؤس کی رائے لونگا۔

دفعہ ۱۵ منظور کی گئی-

فقرہ ۱۶- حقوق متعلقہ مذہب

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل:- یہ فقرہ مشاورتی کمیٹی میں منظور ہو چکا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ اسے کمیٹی میں واپس بھیجدینا چاہئے- اس لئے کہ اس میں کچھ دشواریاں ہیں اور مشورہ دیا گیا ہے کہ اسے کمیٹی میں واپس جانا چاہئے- ایوان اس پر متفق ہے۔

*جناب صدر:- تو آپ اس امر کی بھی طور پر تحریک کیجئے۔

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل:- میں اس امر کی بھی تحریک کرتا ہوں۔

"کسی شخص کو جو کسی ایسے سکول میں حاضر ہوتا ہو جو بالیات عامہ کے خرچ پر چلتا ہو یا اس سے امداد حاصل کرتا ہو اس امر کے لئے مجبور نہیں کیا جائیگا کہ وہ اسکول میں دی جانے والی مذہبی تعلیم میں شرکت کرے یا اس سکول کی عمارت میں ہونے والی کسی مذہبی عبادت میں حاضر ہو"

*جناب صدر:- ہاؤس کی رائے پر اس فقرہ کو مشاورتی کمیٹی کے پاس واپس بھیجا جاتا ہے۔

فقرہ ۱۷- حقوق متعلقہ مذہب

*آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل:- فقرہ ۱۷

"ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیلی جو جبر یا ناجائز اثر کے ماتحت عمل

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

میں آئے گی۔ قانون کے نزدیک مسلّم نہیں ہوگی"۔

* مسٹر کے۔ ایم منشی۔ جناب صدر! میں اس فقرہ میں مندرجۂ ذیل ترمیم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

"یہ کہ فقرہ ۱۷ مندرجۂ ذیل فقرہ سے بدل دیا جائے:۔

"کسی شخص کی کوئی تبدیلی مذہب جو دھوکے، جبر یا ناجائز اثر کے ماتحت عمل میں آئے گی، یا کسی نابالغ کی جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو، تبدیلی مذہب قانون کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہوگی"۔

اصل دفعہ میں جس کی تحریک کی گئی ہے یہ اضافہ کئے گئے ہیں:۔

اولاً لفظ "دھوکا" "جبر" اور "ناجائز اثر" کے ساتھ بڑھا دیا گیا ہے۔ دوسری چیز نابالغ کی تبدیلی مذہب سے متعلق ہے۔ درحقیقت یہ چیز دوسری کمیٹیوں میں سے ایک میں کسی نہ کسی شکل میں تجویز کی گئی تھی۔ اور عام خیال یہ ہے کہ یہ دفعہ اس شکل میں باقی رہنی چاہئے "کسی نابالغ کی جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو، ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیلی قانون کے نزدیک مسلّم نہیں ہوگی"۔ قانوناً قابل تسلیم نہ ہونے کا اثر صرف اس معنے میں ہوگا کہ اس کے باوجود کہ دھوکے، جبر یا ناجائز اثر کے ماتحت تبدیلی مذہب عمل میں آئے، یا کوئی شخص نابالغی کے زمانہ میں مذہب تبدیل کرلے، وہ قانون کی نظر میں اپنے سابقہ مذہب سے وابستہ سمجھا جائیگا اور اس کے قانونی حقوق پر اس کی تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس تجویز کے پیچھے خیال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی تبدیلیٔ مذہب دھوکہ یا ناجائز اثر کے ماتحت یا نابالغی کے زمانہ میں عمل میں آتی ہے تو اس کی قانونی حیثیت میں چند خاص تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اور بعض حقوق سے اُسے محروم ہونا پڑتا ہے، اس تجویز کا اثر صرف یہ ہوگا کہ یہ حقوق بجنسہ وہی رہیں گے جو اس وقت تھے جب دھوکہ یا ناجائز دباؤ کے ماتحت اس شخص کی تبدیلی مذہب واقع ہوئی تھی اور نابالغ کے معاملہ میں یہ کہ جس لمحہ اُسے دوسرے مذہب میں لایا گیا۔ اگر معزز اراکین کی خواہش ہو تو میں پوری دفعہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ پورا فقرہ اس صورت میں رکھا گیا ہے:۔

"کسی شخص کی کوئی تبدیلی مذہب جو دھوکے، جبر یا ناجائز اثر کے ماتحت عمل میں آئے گی، یا کسی نابالغ کی جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو، تبدیلی مذہب قانون کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہوگی"

* شری بیت لوہنی کمار چودھری (آسام۔ جنرل) کیا میں آپ سے لفظ "ناجائز اثر" کی تشریح کی درخواست کرسکتا ہوں؟ یہ اس مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے جو قانون معاہدہ میں قائم کیا گیا ہے یا عام مفہوم میں ہے؟

* مسٹر کے۔ ایم منشی:۔ میرے لئے یہ کہنا مشکل ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ "دھوکہ"، "ناجائز

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

*مسٹر کے۔ ایم۔ منشی
دُنیا اور قانون کے تمام نظاموں کے نزدیک دھوکہ ہے۔ "جبر" اور "ناجائز اثر" کے درمیان بلحاظ ان کے مفہوم کے جو ہندوستان اور دوسرے ممالک میں لئے جاتے ہیں کوئی فرق نہیں ہے۔ ممکن ہے دونوں میں فرق کی معمولی سی جھلک ہو، مگر آزاد ہندوستان ان لفظوں کی اپنی الگ تعریف مقرر کرے گا بلکہ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں، وہ اس مفہوم سے مختلف نہیں ہوگی جو آکسفورڈ ڈکشنری میں دیا گیا ہے۔

*شری پھول سنگھ (صوبہ جات متحدہ۔ جنرل) مسٹر منشی کی ترمیم کے پیش نظر میری ترمیم ٹھیک نہیں بیٹھے گی۔ لیکن میرا مشورہ یہ ضرور ہے جناب صدر، کہ جبر کے ماتحت عمل میں آنے والی تبدیلئ مذہب کو جرم قرار دینا چاہئے۔ میں مسٹر منشی کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس مفہوم کی ایک ترمیم پیش کریں۔

*آنریبل جگجیون رام:۔ میں اپنی ترمیم (ضمنی فہرست ۲ کی ترمیم ۱۲) پیش نہیں کرتا۔

*جناب صدر:۔ ضمنی فہرست ۲ کی ترمیم ۱۳

*مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا:۔ یہ ایک بالکل نیا فقرہ ہے۔ اُسے بعد میں لیا جاسکتا ہے۔

*مسٹر ایف۔ آر۔ اینتھونی (بنگال۔ جنرل) جناب صدر! میری ترمیم بالخصوص مسٹر منشی کی ترمیم کے متعلق ہے "یعنی نابالغ کی جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو" فقرہ کے اس حصہ میں میں ان الفاظ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں "سوائے اس حالت کے کہ جب والدین یا پسماندہ ماں یا باپ نے مذہب تبدیل کر لیا ہو اور بچہ اپنے سابقہ مذہب سے وابستہ رہنا نہ چاہتا ہو" کم و بیش یہی شکل تھی جس میں اقلیت سب کمیٹی نے اس مخصوص فقرہ کو منظور کیا تھا۔ اس پر بہت طویل بحث ہوئی تھی اور محسوس کیا گیا تھا کہ فقرہ کی یہ شکل جس میں میں نے اسے رکھنے کی درخواست کی ہے۔ ان مفادوں کو بہترین طریقے سے پورا کرے گی۔ جن پر ہم اس وقت غور کر رہے تھے۔

مجھے اس سے اتفاق ہے کہ مذہب کی وہ تبدیلی جو جبر، دھوکہ یا ناجائز اثر کے ماتحت عمل میں آئے۔ قانوناً تسلیم نہیں کی جانی چاہیئے۔ مجھے جناب صدر، اس سوال سے محض اصول کی بنا پر دلچسپی ہے میری قوم تبلیغ نہیں کرتی۔ ہم کسی کو اس کے مذہب سے اپنے مذہب میں تبدیل نہیں کرتے۔ اور ہم خود اس مذہب میں کسی دوسرے مذہب سے تبدیل ہو کر آئے ہیں۔ مگر جس شدت اور اصرار کے ساتھ لاکھوں عیسائی اپنے مذہب کی تبلیغ کے حق کا احساس رکھتے ہیں۔ میری اس کی دل میں قدر ہے۔ میں اس ایوان کی اکثریت والی پارٹی کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس نے "اسے (مذہب کو) پھیلانے۔ اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا" کے الفاظ کو ان کی نزاع دیگر قومیت کے باوجود باقی رکھا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس اہم بنیادی حق کو ——— جسے عیسائی حقوق میں شاید اہم ترین بنیادی حقوق تصور کیا جاتا ہے ——— ایک ہاتھ سے دینے کے بعد اس فقرہ شرطیہ کے ذریعے کہ "یا کسی نابالغ کی جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو"

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

واپس نہ لیجئے۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر آپ یہ مخصوص شرط لگائیں گے، یا نا بالغ کی تبدیلی مذہب کو ممنوع قرار دیں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ خود تبدیلی مذہب کے حق میں پابندی لگا رہے ہیں۔ آپ فی الواقعہ مذہب تبدیل کرنے کا حق ہی ختم کر دیں گے۔ اس لئے کہ اس کا کیا حشر ہوگا؟ ایک واحد بالغ عورت جس کے بچے ہوں گے۔ خواہ اس کا احساس کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو۔ اس کے یقین میں کتنی ہی گہرائی کیوں نہ ہو کبھی عیسائی مذہب اختیار نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ اس دفعہ کی رو سے آپ اسے اس کے بچوں سے علیحدہ کر دیں گے۔ اس دفعہ کے ماتحت آپ کہیں گے کہ اگرچہ والدین عیسائیت میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ وہ بچوں کی پرورش و پرداخت اپنے مذہب کے مطابق نہیں کر سکتے۔ گویا آپ خانگی زندگی کی جڑ کھود دیں گے۔ یقین مانئے۔ یہ قانون قدرت اور عدل کے بالکل منافی ہے۔ تبدیلی مذہب کے بارے میں آپ کو جو شبہات ہیں۔ آپ ان پر شوق سے قائم رہیے۔ تبلیغ کے نام سے آپ کو جو کد ہے۔ اسے آپ خوشی سے باقی رکھئے۔ مگر ایک مرتبہ جب آپ نے اس کی اجازت دے دی ہیں آپ سے پر زور کہوں گا کہ خانگی زندگی کی جڑ نہ کھود دیجئے۔ یہ وہ حق ہے۔ جو دنیا کے ہر حصے میں تسلیم کیا گیا ہے ——— والدین کا اپنے بچوں کی پرورش و پرداخت اس مذہب کے مطابق کرنے کا حق۔ جو وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اختیار کریں۔ آپ کو تحفظات حاصل ہیں۔ آپ نے قانون بنا دیا ہے۔ کہ تبدیلی مذہب بذریعہ جبر، تبدیلی مذہب بذریعہ فریب اور تبدیلی مذہب بذریعہ اثر نا جائز قانون کی نظر میں مسلم نہیں ہوگی۔ میں تو ایک قدم آگے چلا گیا ہوں۔ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں جو کیفیت ہے اس کے برعکس میں بچے کو اختیار تمیزی دے رہا ہوں۔ بشرطیکہ وہ سن تمیز کو پہنچ گیا ہو ——— کہ وہ چاہے تو اپنے سابقہ مذہب پر قائم رہ سکتا ہے۔ الفاظ یہ ہیں "اور بچہ اپنے سابقہ مذہب سے وابستہ رہنا چاہتا ہو" اگر ماں اور باپ دونوں نے مذہب تبدیل کر لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کی عیسائیوں کی حیثیت میں پرورش و پرداخت کریں۔ لیکن اگر بچے سن تمیز کو پہنچ چکے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ والدین تبدیلی مذہب کے باوجود وہ عیسائیوں کی حیثیت میں پرورش نہیں پانا چاہتے۔ تو اس قید کے ماتحت جو میں نے تجویز کی ہے۔ ان کی پرورش و پرداخت عیسائی مذہب کے مطابق نہیں ہوگی۔

میں نے اس مقصد سے "پسماندہ ماں یا باپ" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ اگر آپ ماں اور باپ دونوں کی قید لگاتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ فرض کیجئے۔ ایک بیوہ عیسائیت اختیار کر لیتی ہے۔ اگر وہ اپنے بچوں کی پرورش و پرداخت عیسائی مذہب میں مطابق کرنا چاہتی اور اگر بچے خود چاہتے ہیں کہ ان کی پرورش و پرداخت عیسائیت کے مطابق ہو۔ تو آپ اس پر پابندی لگاتے ہیں۔ اگر آپ لفظ "پسماندہ ماں یا باپ" استعمال نہیں کرتے پھر اگر باپ جس کی بیوی نہیں ہے۔ عیسائیت اختیار کرتا ہے اور بچے بھی چاہتے ہیں کہ ان کی پرورش و پرداخت عیسائیوں کی طرح ہو۔ تو اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ ماں اور باپ حیات نہیں ہیں۔ لہذا باپ اپنے بچوں کو اپنے مذہب کے مطابق نہیں پال سکتا اور وہ خود بخود ان سے بے تعلق ہو جائیگا۔

میں جانتا ہوں کہ اس ایوان کے بعض حلقوں میں تبدیلی مذہب کے اس سوال کو محسوس کیا جاتا ہے۔ مگر میں آپ سے اپیل کروں گا کہ حق تبلیغ کو تسلیم کر لینے کے بعد آپ اس حق کو بھی اصول کنبہ پروری اور عدل اور قانون قدرت کے اصول کے حسب اقتضا تسلیم کر لیں۔

* مسٹر پی۔ آر۔ ٹھاکر۔ میں پسماندہ طبقہ کا ایک فرد ہوں۔ بنیادی حقوق کی یہ دفعہ میری قوم کے نقطۂ نظر سے نہایت اہم ہے۔ آپ جانتے ہیں جناب والا کہ اس نقلِ مذہبی کا شکار بالعموم پسماندہ طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے مبلغین اس طبقہ کے لوگوں کے پاس جاتے ہیں، ان کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انھیں طرح طرح کے بہلا دے دے کر اپنے مذہب میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ میں مسٹر منشی سے وضاحت چاہوں گا کہ آیا دھوکے، میں یہ تمام باتیں شامل ہیں یا نہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس دفعہ کا مسودہ از سر نو ترتیب دیں تاکہ اس میں اس نوعیت کا فریب بھی آ جائے اور پسماندہ طبقوں پر اس کا استعمال نہ ہو سکے۔ میں بہرحال ان چیزوں کو دھوکہ سمجھتا ہوں۔

* آنریبل ریورنڈ جے۔ جے۔ نکولس رائے (آسام۔ جنرل) جناب صدر، مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ یہ فقرہ جس شکل میں مشاورتی کمیٹی سے آیا ہے، کافی ہے اور اس میں کسی ترمیم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ترمیم اس بات کی متقاضی ہے کہ ایک نابالغ کو جس کی عمر ۱۲ یا ۱۴ سال سے ۱۸ سال تک ہو، اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ عمر کی قید قانون کے نزدیک صحیح ہو سکتی ہے مگر یہ کہ ۱۸ سال سے کم عمر کا نوجوان خود کے متعلق کوئی ایقان نہیں رکھتا، غلط ہے۔ مسئلے کے اس پہلو پر مناسب غور و خوض ہونا چاہئے۔ تبدیلیٔ مذہب کا ایک روحانی پہلو بھی ہوتا ہے جس کی طرف ایوان کو توجہ کرنی چاہئے۔ تبدیلیٔ مذہب کا ایک معنی صرف یہی نہیں ہو سکتے کہ کوئی شخص اپنے مذہب کی شکل تبدیل کر کے کسی دوسرے مذہب کی شکل اختیار کر لے یا دوسرے مذہب کا نام رکھ لے۔ جیسے کوئی ہندو عیسائی ہو جائے، بلکہ تبدیلیٔ مذہب کی روحانی حیثیت بھی ہوتی ہے یعنی وہ ارتباط جو انسان کی روح کو خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایوان کو یہ پہلو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنا مذہب مادّی مصالح کے پیش نظر بدل لیتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو روحانی تحریک کے زیر اثر مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ اگر ایک لڑکا محسوس کرتا ہے کہ اس کا خدا اسے دوسرا مذہب اختیار کرنے کے لئے حکم دے رہا ہے تو اسے ایسا کرنے سے کوئی طاقت باز نہیں رکھ سکتی۔ وہ نوجوان جو روحانی نقطۂ نظر سے اپنا مذہب بدل کر دوسرا مذہب اختیار کرنا چاہیں، ان کے باطن کو اپنے قانونی دیجئے اور اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کے لئے اس حق کا استعمال کرنے سے روکنا نہیں چاہئے۔ جناب والا، میں جانتا ہوں کہ تاریخ عیسائیت میں ایسے بہت سے نوجوان گذرے ہیں، اور بہت سے نوجوانوں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جنھوں نے عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے ایمان کی خاطر مرنے اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے اور ہیں۔ خود میں نے اپنا مذہب اس وقت تبدیل کیا جب میری عمر ۱۵ سال کی تھی جب میں نے خدا کی آواز سنی کہ وہ مجھے بلا رہا ہے۔ اس وقت میں موت کے لئے بھی تیار تھا۔ اسی وقت میں اپنی روح میں جلوہ فرما خدا کی آواز کی اطاعت کے بہانے

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

علاوہ ہر چیز سے بے نیاز تھا۔ ایک ایسے نوجوان کو جس کے سامنے اس طرح کی ربانی آواز ہو، اپنا مذہب بدلنے اور دوسرا نام اختیار کرنے سے قانون کے ذریعہ کیوں روکا جائے۔ جب کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ ایسا کرنے کیلئے اس کے اوپر خدا کی روح کا اثر پڑ رہا ہے۔ اور وہ اس کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہے۔ نابالغوں کے متعلق ترمیم کا یہ حصہ غلط ثابت ہوتا ہے جب ہم اس پر روحانی نقطۂ نظر سے غور کرتے ہیں ضمیر کے نقطۂ نظر سے میرا خیال ہے۔ کہ بارہ سال سے اٹھارہ سال تک کی عمر کے نوجوان کو رضائے الہی کے مطابق عمل کرنے سے باز رکھنا سخت غلطی ہے۔ یہ چیز ان نوجوانوں کے ضمیر کو بالکل کچل دے گی۔ جو رضائے الہی کے مطابق کسی مذہب پر چلنا چاہتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر میں اس ترمیم کا مخالف ہوں۔ دفعہ کو اسی حالت میں رہنے دینا چاہیئے۔ جس حالت میں یہ پہلے تھی۔ ایسے بچوں کی تبدیلی مذہب کے متعلق جن کے والدین نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ مسٹر انیتھونی قانونی اور دوسری حیثیتوں سے بحث کر چکے ہیں۔ ہاں بعض مخصوص نابالغ ایسے ہو سکتے ہیں کہ انہیں اپنے عقیدے پر اگر ان کا کوئی عقیدہ ہو — چلنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اور انہیں ان کے اپنے عقیدے کے خلاف کوئی عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جانا چاہیئے ایسے نوجوانوں کو قانون آخر کیوں نہ اجازت دے جو اپنی مرضی سے خود اپنا سابقہ قانونی مرتبے سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے؟ انہیں اپنا مذہب تبدیل کرنے سے کیوں روکا جائے؟ ان کے ضمیر دل کو کیوں کچلا جائے؟ جناب صدر، یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جس پر ہاؤس کو غور کرنا چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ آزادی نوجوانوں کا بنیادی حق ہے۔ ایسا کوئی قانون وضع نہیں کرنا چاہیئے۔ جس کا عمل روحانی محرکات کے خلاف ہو۔ ہندوستان، خاص طور پر، مذہبوں کا ملک ہے۔ ایسا ملک جہاں مذہبی آزادی حاصل ہے اگر یہ ترمیم ہاؤس میں منظور ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ شیطانی محرکات کو روکنے کے لئے قانون بنانے کی دھن میں ہم نے اس حقیقی مذہبی آزادی کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ جو اس ملک کے ہر نوجوان کو حاصل ہونی چاہیئے۔ لہذا میں سرے سے اس اصول ہی کا مخالف ہوں کہ نوجوانوں کو مذہبی عقیدے کے معاملے میں اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرنے کی اجازت نہ دے کر انہیں پابند کر دیا جائے۔ میرا مشورہ ہے جناب صدر، کہ مسٹر انیتھونی کی ترمیم میں ان الفاظ "یا ماسوا اس حالت کے کہ جب نابالغ خود اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہتا ہو" کا اضافہ کر دیا جائے۔ اس وقت مجھے اس ترمیم پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ میں مذہب کی ہر ان تبدیلی کا مخالف ہوں جو جبر، دھوکہ یا ناجائز اثر کے ماتحت عمل میں آئے۔ جب ہم ان برائیوں کے خلاف قانون بنائیں، اس وقت ہمیں محتاط ہو کر اس امر پر نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ قانون کہیں نوجوانوں کے ضمیر دل کو نہ کچل دے۔ کہ ان کو بھی آزادی کی ضرورت ہے۔

آنریبل شری پرشوتم داس ٹنڈن۔ سبھاپتی جی۔ جو بھاشن یہاں ہمارے عیسائی بھائیوں کی طرف سے ہوئے ہیں۔ انہیں سن کر مجھے بہت اچنبھا ہو رہا ہے۔ ان میں سے کچھ نے اس بات کی چرچا کی۔ کہ ہم لوگوں نے یہاں اس سبھا میں یہ منظور کر لیا ہے کہ ہر ایک کو اپنے دھرم کے پھیلانے کا اور دوسرے دھرم سے اپنے دھرم میں لانے کا ادھیکار ہے۔ ایک دھرم سے دوسرے دھرم میں لانا اور اس طرح کے کام کے پیچھے پڑنا ہم کانگریس والوں کو انچت لگتا ہے۔ اور ہم اس کے حمایتی نہیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس بات کے پیچھے پڑنا تاکہ ایک آدمی کو دوسرے دھرم میں لایا جائے۔ فضول کی بات ہے۔ لیکن کیول کچھ لوگوں کے اندر دھ

(آنریبل شری پرشوتم داس ٹنڈن)

سے جنہیں ہم راشٹر یہ کاموں میں اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ بات سویکار کر لی۔ اب اس کے بعد یہ کہنا کہ ان کو ادھیکار رہے کہ وے چھوٹے چھوٹے بچوں کو دوسرے دھرم میں لائیں۔ یہ چیز کیا ہے۔ کیا بات ہے۔ مجھے بہت تعجب ہوتا ہے۔ جو اٹھارہ سال سے نیچے کا بچہ ہے۔ اس کو بھی آپ سمجھا بجھا کر اس کا دھرم پریورتن کرا سکتے ہیں۔ مگر وہ کچھ بدھی کا بالک ہے اور یہ کام سادھارن ریت سے اور قانونی نگاہ سے جائز نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ اٹھارہ برس کا بالک ایک اپنی سو روپیہ کی کوٹھری کسی کے نام لکھ دے تو وہ ناجائز ہے لیکن ہمارے بھائی اگر کہتے ہیں کہ اس کو اتنی بدھی ہے کہ وہ اپنا دھرم پریورتن کر سکتا ہے یعنی دھرم کی قیمت سو روپیہ کی کوٹھری سے بھی کم ہے۔ اچت یہ ہے کہ بالک کی جب سمجھ بوجھ پکی ہو جائے تب ہی وہ ضابطے سے دھرم پریورتن کر سکتا ہے۔

ہمارے ایک بھائی نے یہ کہا کہ ہم نے دائیں ہاتھ سے عیسائیوں کو جو دیا ہے وہ بائیں ہاتھ سے چھین رہے ہیں۔ یدھی ہم ان کو یہ ادھیکار نہیں دیتے کہ جو بچے اپنے ماتا پتاؤں کے ساتھ ہیں۔ ان کا دھرم پریورتن وے ماتا پتاؤں کے دھرم پریورتن کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہم نے ان کو داہنے ہاتھ سے جو چیز دی تھی وہ یہ کہ وے ایمانداری کے ساتھ سمجھ بوجھ کے سہارے اور لوگوں کے وچار بدل کر انہیں اپنے دھرم میں لا سکیں۔ (Coercion Framed under influence) یہ تینوں لفظ آپ نے اپوادھ کے روپ میں منظور کئے۔ یہ بڑی عمر کے لوگوں کے لئے ہیں لیکن چھوٹے بچوں کے لئے یہ لفظ نہیں لگتے۔ ان کو کسی دھرم سے دوسرے دھرم میں لانا ہر حالت میں (Coercion) یا (Under influence) ہے۔ آپ میرا مطلب سمجھئے۔ چھوٹے چھوٹے بچے کیسے دھرم بدل سکتے ہیں۔ ابھی ان کو بدھ نہیں ہے۔ وے آپ کی شاستری بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اگر وے دھرم پریورتن کرتے ہیں تو وے کسی نہ کسی اثر سے کرتے ہیں۔ اور یہ اچت نہیں ہے۔ اگر کوئی عیسائی کسی ہندو بالک کو اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ دیا کا برتاؤ کرتا ہے۔ تو یہ ممکن ہے کہ وہ ہندو بالک اس کے ساتھ رہنا پسند کرے۔ اسے ہم نہیں روک رہے ہیں۔ لیکن دھرم پریورتن وے ٹھیک عمر پانے پر ہی کر سکتا ہے۔ اگر ماتا پتا دھرم پریورتن کرتے ہیں تو کیوں ضروری ہے کہ بچے کا دھرم بھی انہیں کے ساتھ جائے۔ اگر ماتا پتا کا اثر اس کے اوپر ہے تو جب بچہ بڑا ہو گا تب وہ دھرم پریورتن کر سکتا ہے یہ میرا کہنا ہے۔

آپ کی انومتی سے کچھ شبد انگریزی میں بھی کہنا چاہتا ہوں جس سے ہمارے وے بھائی جو میری ہندی بانی نہ سمجھے ہوں وے بھی سمجھ لیں۔

٭ جناب صدر۔ مجھے حیرت ہے کہ چند عیسائی دوست اس انداز میں نابالغوں کی تبدیلی مذہب کا مطالبہ پیش کر رہے ہیں۔ ہم نے تبدیلی مذہب کا حق مان لیا ہے۔ میں یہ بات بڑی صفائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ عام طور پر ہم کانگریسی اسے کسی طرح مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ لوگ نہایت استقلال کے ساتھ دوسرے مذہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے پھریں۔ مگر اس کے باوجود ہم اپنے عیسائی دوستوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں ـــــ عیسائی دوست جن کی خواہش ہے۔ کہ ان کو

٭ سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

عیسائی بنانے کا حق ملنا چاہیئے۔ اور ہم نے ان کے اصرار پر تبلیغ کا فارمولا منظور بھی کر لیا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ ہم اس کے مخالف ہیں۔ مگر تاہم ہم نے اسے تسلیم کر لیا ہے۔

* مسٹر سی۔ ای گبن۔ (سی پی و بہار جنرل) : یہ بالکل غلط ہے۔

* آنریبل شری پرشوتم داس ٹنڈن۔ جناب صدر! میں ایک کانگریسی کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ بیشتر کانگریسی تنقید کرنے کے اس طریق کو پسند نہیں کرتے۔ (گڑبڑ) مگر اپنے عیسائی دوستوں کو اپنے ساتھ لینے کی خاطر..........

* مسٹر سی۔ ای گبن۔ مجھے ایک اعتراض ہے، جناب صدر۔

* آنریبل شری پرشوتم داس ٹنڈن۔ اعتراض کوئی نہیں ہو سکتا۔ اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔

* مسٹر سی۔ ای گبن۔ میں نہیں سمجھتا جناب صدر کہ مقرر کو تمام کانگریسیوں کی طرف سے بولنے کا حق حاصل ہے۔

* چند معزز اراکین۔ کیوں نہیں۔

* جناب صدر۔ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

* شری پال کرشن شرما۔ (صوبجات متحدہ جنرل) مقرر کو بیشتر کانگریسیوں کی طرف سے بولنے کا بالکل حق ہے۔ وہ بلا کسی شک و شبہ کے اس کے مجاز ہیں۔

* آنریبل شری پرشوتم داس ٹنڈن۔ میں کانگریسیوں کو اپنے دوست سے زیادہ جانتا ہوں۔ مجھے ان کے احساسات کا زیادہ اندازہ ہے بہ نسبت اپنے دوست کے جنہیں شاید ہی کبھی اس کا موقعہ ملا ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان میں سے بیشتر "تبلیغ" کے اصول کے مخالف ہیں۔ مگر ہم نے لفظ (تبلیغ) کو اپنے عیسائی دوستوں کے لحاظ سے قائم رکھا ہے۔ مگر اب یہ مطالبہ کہ نابالغوں کی تبدیلی مذہب کا حق بھی تسلیم کر لیا ہے، میرے خیال میں جناب صدر! زیادتی ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ والدین جن کے چند بچے ہیں، کوئی اور مذہب اختیار کر لیں، لیکن پھر یہ کیوں ضروری ہے کہ وہ بچے بھی جو ابھی مذہب کو نہیں سمجھتے۔ نو مذہب کی حیثیت سے دیکھے جائیں میری گذارش ہے کہ یہ بالکل ضروری نہیں ہے۔ رہا ان کی پرورش و پرداخت کا سوال، تو اس کے لئے قانون ولایت ہے۔ ان کی دیکھ بھال کے لئے دوسرے ولی مقرر کئے جا سکتے ہیں اور پھر بڑے ہونے پر اگر وہ سمجھیں گے کہ عیسائیت ان کے لئے زیادہ مناسب ہے، تو انہیں آزادی ہوگی کہ اسے قبول کر لیں۔ اس قدر گذارش تو میری اپنے عیسائی دوستوں سے تھی۔

جناب والا! ہو سکتا ہے کہ وکیلوں اور قانون دانوں کی طرف سے کچھ مشکلات آ جائیں۔ مگر اس معاملہ میں کون سی قانونی دشواری ہے؟ ولایت کا عام قانون اس کی نگرانی کرے گا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ نابالغوں کو تبدیلی مذہب کی اجازت نہیں ہو سکتی، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر والدین دوسرا مذہب قبول کر لیں اور ان کے کچھ بچے ہوں جن کی دیکھ بھال کرنی ہے تو ملک کا قانون ان کی دیکھ بھال کرے گا۔ آپ ہمیشہ ولایت کا قانون بنا سکتے ہیں۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں۔ جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(آنریبل شری پرشوتم داس ٹنڈن)۔
اور اگر ضرورت ہو تو اس میں اس مطلب کے لیئے اضافے کرسکتے ہیں تاکہ اس قسم کے حالات میں نابالغوں کی دیکھ بھال ہوسکے۔ لہٰذا جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ اس ترمیم کو جو مسٹر منشی نے تجویز کی ہے، پاس کرنے میں کوئی قانونی دشواری پیش آسکتی ہے۔ میں مسٹر منشی کی ترمیم کی پُرزور حمایت کرتا ہوں۔

(مسٹر ڈی۔ این۔ دت۔ تقریر کرنے کے لیئے کھڑے ہوئے)

* شری رام ناتھ گوئینکا (مدراس۔ جنرل) جناب صدر! میں ایک اعتراض پیش کرنے کے لیئے کھڑا ہوا ہوں۔

* جناب صدر:۔ مگر اعتراض پیش کرنے کے لیئے مسٹر دت آپ سے پہلے کھڑے ہوچکے ہیں۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت (بنگال۔ جنرل) میرے کھڑے ہونے کا مقصد سابقہ مقرر کی حمایت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

* جناب صدر:۔ میں نے سمجھا آپ کوئی اعتراض اٹھانا چاہتے ہیں۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت۔ جی نہیں جناب۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں اٹھانا ہے۔

* جناب صدر:۔ تو براہ کرم ذرا انتظار کیجیئے۔ جی مسٹر گوئینکا۔

* شری رام ناتھ گوئینکا۔ میرا اعتراض جناب صدر! یہ ہے کہ فقرہ ۱۳ کے تحت جو ہم پاس کرچکے ہیں۔ تمام اشخاص یکساں طور پر آزادی ضمیر کے مستحق ہیں۔ لفظ "تمام اشخاص" میں لازماً وہ سب لوگ آجاتے ہیں جو کم از کم سن تمیز کو پہنچ چکے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سن تمیز کو پہنچنے سے پہلے ان کی عمر ۱۸ سال کی ہوجانی چاہیئے۔ ایک شخص سن تمیز کو بارہ، پندرہ، سولہ یا سترہ سال کی عمر میں بھی پہنچ سکتا ہے۔ اگر ہم دفعہ ۱۷ منظور کرتے ہیں۔ اور ۱۸ سال کی قید لگاتے ہیں۔ تو یہ چیز فقرہ ۱۳ سے متضاد ہوگی۔ ہم نے فقرہ ۱۳ میں "تمام اشخاص" کہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضمیر کی آزادی ۱۸ سال سے پہلے بھی حاصل کرسکیں گے۔ لہٰذا اگر ہم فقرہ ۱۷ ابھی منظور کرتے ہیں اور عمر کے لیئے ۱۸ سال کی قید لگاتے ہیں تو یہ فقرہ ۱۳ کے منافی ہوگا۔ جو ہم لوگ ابھی ابھی پاس کرچکے ہیں۔

* جناب صدر۔ لیکن اعتراض کس بات پر ہے؟

* شری رام ناتھ گوئینکا۔ اس بات پر کہ یہ چیز فقرہ ۱۳ کے منافی ہوگی۔

* جناب صدر:۔ یہ معاملے کے حق و باطل ہونے کی بات ہے۔ آپ یہ نہیں کہتے کہ ہاؤس میں اس مسئلہ پر بحث نہیں ہوسکتی۔ اس لیئے کہ یہ بے جوڑ بات ہے۔

* شری رام ناتھ گوئینکا۔ میرا کہنا ہے کہ ترمیم قاعدہ میں نہیں ہے۔

* جناب صدر:۔ کون سی ترمیم؟

* شری رام ناتھ گوئینکا۔ جو مسٹر منشی نے پیش کی ہے۔ اگر آپ مجھ سے اس بات میں اتفاق رکھتے ہیں کہ انسان سن تمیز کو ۱۸ سال سے پہلے بھی پہنچ سکتا ہے۔ تو یہ ترمیم خلاف قاعدہ ٹھیرتی ہے۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

میرا اعتراض جناب صدر یہ ہے کہ مسٹر منشی کی ترمیم خلاف قاعدہ ہوگی۔

* شری مہابیر تیاگی۔ (صوبجات متحدہ۔ جنرل) مگر مسٹر منشی کی عمر اس سے زیادہ ہے۔

* سری رام ناتھ گوئینکا۔ یہ مسٹر منشی کے ۱۸ سال سے اوپر ہونے کا سوال نہیں ہے۔ (قہقہہ)

* جناب صدر۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر گوئینکا نے جو اعتراض اٹھایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فقرہ ۱۳ کے ماتحت پہلے ایک فیصلہ کر لیا ہے۔ لہذا ہاؤس مسٹر منشی کی ترمیم پر غور کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ مگر میرا عقیدہ یہ ہے کہ ہاؤس کو اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے کا ہر وقت اختیار ہے۔

* سری رام ناتھ گوئینکا۔ بے شک جناب صدر! لیکن جب تک فقرہ ۱۳ اپنی شکل میں موجود ہے یہ ترمیم خلاف قاعدہ ہوگی۔

* مسٹر کے۔ ایم منشی۔ جناب صدر! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

* جناب صدر۔ جی ہاں۔

* مسٹر کے۔ ایم منشی۔ جناب صدر! میرا خیال ہے کہ مسٹر گوئنکا کو ترکیب الفاظ کے میدان میں کچھ کہنے کی جرأت نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اگر آپ فقرہ ۱۳ کے الفاظ پر غور فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا مفہوم یہ ہے:

"تمام اشخاص کو، امن عامہ، اخلاقِ عامہ اور صحت عامہ اور اس حصے کی دوسرے شرطیہ فقروں کے بشرط، یکساں طور پر آزادی ضمیر حاصل ہوگی۔ اور مذہب کی پیروی اس کے معمولات کی تعمیل اور اس کی تبلیغ کا حق ہوگا"۔

یہ فقرہ بحیثیت مجموعی اس حصے کی دوسرے فقروں کا پابند ہے اور اگر ہاؤس اس فقرہ کو منظور کرتا ہے۔ تو وہ آزادی اس مخصوص فقرہ کی پابند ہوگی۔ یہ معاملہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

* شری ایم۔ اننتھا سیانم آینگر۔ جناب صدر! مسٹر گوئینکا نے اس نقطۂ اعتراض سے مجھے ایک مختلف نقطۂ نظر سے اختلاف ہے۔ اس نقطۂ اعتراض کے محرک نے کہا ہے کہ آئین اُن اشخاص کی تبدیلی مذہب پر اعتراض نہیں ہے جو سنِ تمیز کو پہنچ چکے ہیں۔ مگر سنِ تمیز کی کسی جگہ تعریف نہیں کی گئی ہے۔ لہذا اس اسمبلی کو آزادی حاصل ہے کہ وہ سنِ تمیز ۱۸ سال کی عمر کو قرار دے۔ اس استدلال کے پیش نظر اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں اٹھتا اور نہ اس نقطۂ اعتراض میں کوئی بات ہی ہے۔

* جناب صدر:۔ میرا خیال ہے کہ یہ ترمیم قاعدے کے مطابق ہے۔ اب ہم تجویز اور ترمیم دونوں پر بحث کر سکتے ہیں۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت: جناب صدر! میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ فقرہ ۱۷ بنیادی حقوق کی کمیٹی میں نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ مجھے خوشی ہے کہ اگر یہ پورے کا پورا فقرہ حذف کر دیا جائے مجھے اس فقرہ کے بنیادی حقوق کے ذیل میں شمار کیئے جانے کے اسباب معلوم ہیں؛ اس لئے کہ ہم لوگ موجودہ ماحول میں کام کر رہے ہیں۔ مگر چونکہ یہ فقرہ بنیادی حقوق کی فہرست میں شامل

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کیگئی ہیں۔

(مسٹر ڈی۔ این۔ دت)

کیا جانے والا ہے، لہٰذا جناب صدر، ہمیں دیکھنا ہوگا کہ مسٹر منشی کی ترمیم منظور کی جائے یا مسٹر اینتھونی کی۔ مسٹر اینتھونی چاہتے ہیں کہ نابالغوں کا یہ حق کہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جانے پر جو مذہب چاہیں، اختیار کریں، قائم رکھا جائے، بالکل اسی طرح جیسے مسلمان بچوں کو شادی کے معاملے میں انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے کہ بالغ ہونے پر وہ شادی کو منسوخ کر سکتے ہیں۔ جسے زمانہ بلوغت کے انتخاب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اسی طرح کا حق ان بچوں کو بھی دیا جائے جن کے والدین نے مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ بالغ ہونے پر بچے کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اعلان کر دے کہ وہ اپنا سابقہ مذہب سے وابستہ رہے گا یا اپنے والدین کے مذہب پر چلے گا جنہوں نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے۔ میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ بچے کو بالغ ہونے پر یہ حق کیوں نہ دیا جائے۔ اگر وہ پہلے ہندو تھا تو بالغ ہونے کے بعد وہ بالکل بجا طور پر اعلان کر سکتا ہے کہ وہ ہندو رہے گا۔ ——— اگر اس کے والدین نے عیسائیت قبول کر لی ہے، ——— عیسائی بن کر رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ حق چھیننا نہیں چاہئے۔ یہ حق دیا جانا چاہیئے۔ رہا یہ سوال کہ کس طرح دیا جانا چاہیئے تو یہ مسودہ ترتیب دینے والی کمیٹی کے فیصلے پر منحصر ہے۔ اس سبب کے پیش نظر جناب صدر، میرا مشورہ ہے کہ پورا فقرہ مسودہ ترتیب دینے والی کمیٹی کے پاس جانا چاہیئے بلکہ اس سے بہتر یہ ہوگا کہ اسے بنیادی حقوق کی کمیٹی کے پاس بھیجا جاوے۔ یہ طے کرنے کے لئے کہ آیا یہ فقرہ باقی رہنا چاہیئے یا نہیں، یا اگر باقی رہنا چاہیئے تو کس طور پر؟

اور قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں، میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر ٹنڈن کا یہ کہنا کہ کانگریسیوں کی اکثریت لفظ "تبلیغ" کو فقرہ ۱۳ میں شامل کرنے کے حق میں نہیں تھی، صحیح نہیں ہے۔ کل جب اس مسئلے پر بحث ہوئی تھی، اس وقت اکثریت لفظ "تبلیغ" کو باقی رکھنے کے حق میں تھی۔ لہٰذا مسٹر ٹنڈن کا خیال صحیح نہیں ہے۔

*سری لکشمی نرائن ساہو (اڑیسہ۔ جنرل) جناب صدر! میں اس فقرہ کو بنیادی حقوق میں شامل کرنے کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ مگر میں ابتداء ہی میں عرض کر دوں کہ مجھے ایک شبہ یہ ہے کہ اقلیت کسے کہا جائیگا؟ میرا خیال ہے کہ یہ شبہ آخر میں دور کیا جا سکتا ہے۔ آجکل جو حالات ہیں، میں ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ مدنا پور کے ضلع میں جس کی نصف آبادی اڑیا بولنے والے لوگوں کی ہے، اس زبان کو ۱۸۹۱ء سے لیکر ۱۹۳۱ء تک کس طرح ختم کیا گیا ہے۔ یہ بات ثابت کرنے کے لئے میں مردم شماری کے اعداد و شمار پیش کروں گا۔ ۱۸۹۱ء میں مدنا پور کے ضلع میں اڑیوں کی تعداد ۶ لاکھ تھی۔ دس سال کے بعد ۱۹۰۱ء میں یہ تعداد تین لاکھ سے بھی کم رہ گئی گویا ۶ لاکھ سے گھٹ کر یہ تعداد ۳ لاکھ کے لگ بھگ رہ گئی۔

*جناب صدر: مسٹر ساہو! ہمارے سامنے اس وقت زبان کا سوال نہیں ہے۔ ہم فقرہ ۱۷

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

پر بحث کر رہے ہیں۔ جو مذہب سے متعلق ہے نہ کہ فقرہ ۱۸ سے

شری لکشمی نرائن ساہو :- میں نادم ہوں۔

*ریورنڈ جروم ڈی۔ سوزا (مدراس۔ جنرل) :- جناب صدر بحث افسوس ہے کہ اس بحث نے وہ پہلو اختیار کر لیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خالصتاً اقلیتوں کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس میں اس قدر شدت اور جوش پیدا ہو گیا ہے کہ جس کا ہم میں سے بہت سے لوگوں کو سخت رنج ہے۔ جناب والا! جس وقت کمیٹی میں اس مسئلے پر بحث ہوئی اُس وقت اقلیتوں کے سوال سے قطع نظر، ہمارے سامنے سر الادی جیسے مسلم الثبوت اور مستند حضرات کی طرف سے قانونی مشکلات جن سے یہ مسئلہ اٹا ہوا ہے، پیش کی گئی تھیں جہاں تک اقلیتوں کے حقوق کا تعلق ہے، میں بھروسہ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس انداز میں اس ایوان نے فقرہ ۱۳ کو پاس کیا ہے وہ اقلیتوں کے حق میں اس قدر اطمینان بخش اور ہمت فزا ہے کہ اس سے زیادہ مستحکم ضمانت کے لئے مطالبہ کرنے یا جھگڑنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اس طرز عمل کا تقاضہ یہ ہے کہ اقلیتیں اسی رویئے کا ثبوت دیں اور مجھے اُمید ہے کہ آئندہ کے تعلقات اور بحث مباحثوں میں اسی مخلصانہ رویئے کی کارفرمائی ہوگی۔ میں مسٹر اینتھونی کے نقطۂ نظر کی قدر کرتا ہوں کہ یہ اصول، در خاندان کے حق و اختیار کا ایک وسیع المتوع سوال ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اسی نقطۂ نظر کے ماتحت بول رہا ہوں۔ نابالغوں کی تبدیلی مذہب کے اس مسئلہ کا اثر نہ صرف یہ کہ اقلیتوں کے مقابلہ میں اکثریتوں پر پڑے گا بلکہ خود اقلیتوں کے درمیان بھی ایک کے مقابلہ میں دوسرے پر پڑے گا —— کلیسائی اور پروٹسٹنٹ ہونے کی حیثیت سے ایک عیسائی جماعت کے مقابلہ میں دوسری عیسائی جماعت پر دعلی ہوا۔ مگر ایک انسان کو اپنے خاندان پر جو اختیار حاصل ہوتا ہے، اس کے پیش نظر تمام فرقوں کے لئے چند مخصوص حقوق کی ضمانت میرے خیال میں ضرور ہونی چاہئے اور ان کو بنیادی حقوق کی فہرست میں جگہ دینی چاہئے۔ ان بنیادی حقوق میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے وضاحت کے ساتھ خاندان کا تحفظ یا اس کی حوصلہ افزائی یا استحکام ہو سکے اور میرے خیال میں اس موقعے پر در اصل اس کی ضرورت بھی نہیں ہے اسلئے کہ یہ حق قابل دادرسی نہیں ہے۔ چند ایسے دساتیر بھی ہیں۔ جن میں خاندان کے تحفظ اور حوصلہ افزائی کے لئے ریاست کی رضا کا واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ دوسرے حصہ میں، ان بنیادی حقوق کے ذیل میں جن کی نوعیت ناقابل دادرسی حقوق کی ہے، خاندانی زندگی کے دستور اور اس سے متعلق حقوق و مراعات کے متعلق اس قسم کا کوئی نہ کوئی اعلان یا اظہار پسندیدگی ضرور کیا جائے گا۔ اس باب میں یہ خیال قائم کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں اس قسم کے اعلان کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے درمیان خاندانی احساس کی شدت عام ہے! ہمارے یہاں صرف انفرادی یا واحد خاندانوں کا رواج نہیں ہے بلکہ مشترکہ خاندان کا چلن ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ اس پہلو پر اب

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(ریورنڈ جروم ڈی سوزا)
تک جو بحث ہوئی ہے وہ ایک حد تک اسی مشترکہ خاندان کے نظام کے پس منظر سے متاثر تھی۔
مجھے یقین ہے کہ ٹنڈن جی ——— اگر مجھے آن کا حوالہ ان کا نام لے کر دینے کی اجازت ہے —— جس وقت تو مذہب والدین کے نابالغ بچوں کے متعلق ارشاد فرما رہے تھے، اس وقت ان کا تصور مشترکہ خاندان کی روشنی میں کام کر رہا تھا جس میں لوگ اس قسم کے بچوں کو لے لینے اور انہیں پالنے پوسنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہم انھی بچوں کے لئے قانون وضع کر رہے ہیں، لہذا ہمیں کوئی اہتمام اس قسم کا کرنا چاہئے کہ جو آگے چل کر والدین ——— ماں اور باپ دونوں یا ان میں سے ایک ——— کے اختیار کا تحفظ کرتا ہو بالخصوص جیسا کہ مسٹر اننتھسائنم ایینگر نے فرمایا، ان بچوں کے معاملے میں جو ہنوز آغوش مادر میں ہوں انھیں ماں یا باپ سے چھین لینا جوان کا جزو زندگی ہوتے ہیں، جو جسمانی اور قانونی دونوں حیثیتوں سے ان کے منسلک ہوتے ہیں۔ اپنے قانون میں ایک ایسے عنصر کو داخل کرتا ہے جو یقیناً خاندان کی تقدیس اور اختیار کے تصور کو کمزور کر دے گا۔ میں جناب والا! اس بنیاد پر اور ساتھ ہی ساتھ ان قانونی پیچیدگیوں کے پیش نظر جن کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے ——— میرا مطلب ہے، وہ پیچیدگیاں جو ان بالغوں کی موت، شادی، حقوق وراثت وغیرہ کے سلسلے میں پیدا ہوں گی ——— مسٹر منشی کی مجوزہ ترمیم کا مخالف ہوں: ایک شادی ہی کی مثال لے لیجئے۔ شادی ۱۸ سال سے پہلے جائز قرار دی گئی ہے۔ مسٹر منشی نے بڑی ہوشیاری سے وضاحت کی ہے کہ نابالغ بچوں کو ان کے والدین کے پاس جانے سے نہیں روکا جائے گا۔ لیکن اگر ان کی شادی ہوتی ہے تو وہ کس قانون اور کس مذہب کی روایات کے ماتحت عمل میں آئے گی؟ اگر وہ اپنے اس عقیدے اور مذہب کی تقلید کرتے ہیں۔ جو ان کے والدین نے اختیار کیا ہے، خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا عیسائی، تو اس وقت شادی کے جواز و عدم جواز کا سوال اٹھے گا۔ اگر ہم ان تمام باتوں سے بالکل ہی قطع نظر کر لیں جن کے دوران میں جیسا کہ میں نے کہا مجھے افسوس ہے کہ ہم نے خواہ مخواہ کے جوش اور اشتعال کو راہ دی، اس کے باوجود ان قانونی اور عدالتی دشواریوں کا انبار لگ جائے گا۔ ویسے تو میں مسٹر اننتھسائنم کی تحریک کا حامی ہوں مگر اس سے زیادہ میں اپنے پیشرو کے مشورے کی حمایت کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے ایوان سے درخواست کی ہے کہ اس دفعہ کو مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیج دیا جائے تاکہ اس کے الفاظ کو احتیاط کے ساتھ ناپ تول لیا جائے۔ اس پر اس ایوان میں بالکل اسی طرح از سر نو غور کیا جا سکتا ہے جس طرح ہم نے چند اور متنازعہ فیہ مسائل پر غور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ میرا مشورہ ہے اور میں درخواست کروں گا . . . .

* آنریبل مسٹر بی۔ جی۔ کھیر (بمبئی۔ جنرل) آپ اسے اس کمیٹی کے سپرد کر سکتے ہیں جو صدر نے مقرر کی ہے۔

* ریورنڈ جروم ڈی سوزا: مجھے یہ مشورہ منظور ہے۔ میں اس پر اس سے زیادہ واضح طریقے

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

پر بحث چاہتا ہوں۔ میری تجویز ہے کہ اسے صدر کی مقرر کردہ کمیٹی میں واپس جانا چاہیے۔

* مسٹر آر۔ کے سدھوا۔ میں اسے کمیٹی میں واپس بھیجے جانے کا مخالف ہوں۔

* جناب صدر۔ میرے پاس متعدد ممبران کی ایک فہرست ہے جو اس موضوع پر بولنا چاہتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس ترتیب سے میرے پاس درخواستیں آئی ہیں۔ ممبران اس کے مطابق میری طرف آنکھیں جمائے بیٹھے ہیں۔ لہٰذا اب میں شری الگورائے شاستری سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

شری الگورائے شاستری۔ ایک علاقہ Excluded Area کر کے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ خاص لوگوں کے کام کرنے کے لیے ایک area of Criminal Tribes بنا دیا گیا ہے اور اسی قسم کے دوسرے رقبے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ کچھ Missionary اتھارٹی لوگوں کے لئے ۳۴۶ گرجوں کے علاقے ہیں اور دوسرے ایسے ہی جنگلی علاقوں میں جہاں ایسی جاتیاں ہیں۔ جو پرانے دھرم کو مانتی ہیں۔ جہاں ہندو مشنری کام بھی نہیں کر سکتے۔ کہ اپنا وچار کر سکیں۔

Partially Excluded area ہے جہاں کام نہیں کیا جا سکتا۔ سرکار کی یہ دردشت نیتی تھی۔ ہم کو اس سے نجات ملنی چاہیے۔ دیوٹن نے اپنی Census of India 1930 نامی مردم شماری کی رپورٹ میں کہ آسام میں ۳۰۰ فیصدی عیسائی آبادی Christian Population بڑھی اور وہ اس لئے کہ ہندو سماج میں کچھ خرابیاں تھیں۔ اسی کی وجہ سے دھرم بدلوانے والے لوگ گڑبڑی کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو موقعہ ملتا ہے کہ وہ مذہب کو تبدیل کریں۔ سوبھاٹ کیٹ نے اپنی پستک The Census of India ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں لکھا تھا کہ ایک دھرم کے لوگ دوسروں کو ہٹانے جا رہے ہیں۔ ان میں جو خرابیاں ہیں ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور ہر طرح سے لالچ دے کر کچھ بڑے آدمیوں کو سمجھا بجھا کر دھرم پریورتن کر لیتے ہیں۔ یہ جو کام شروع ہوئے ہیں۔ انہی کی وجہ سے آج کتنا دکھائی پڑتی ہے۔ عیسائیوں نے ہندوستان کی پچھڑی ہوئی جاتیوں کی سیوا کا جو کام کیا ہے۔ انہیں میں نے پڑھا ہے۔ میں نے پچھڑی ہوئی جاتیوں میں ان کا کام دیکھا ہے۔ اور شردھا سے میرا سر جھک جاتا ہے۔ کہ کس طرح سے انہوں نے کام کیا ہے۔ اگر وے سیوا بھاؤ سے کام کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا لیکن ایک Scavenger ہے۔ بھنگی ہے۔ اور ایک ذات جسے چرم کار کہتے ہیں۔ یدی ان پچھڑی ہوئی جاتیوں میں کوئی جھگڑا کسی زمیندار یا بڑے آدمی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تو اس جھگڑے میں صلح کرنے کے مقابلے میں میں نے دیکھا ہے کہ زمیندار کے ساتھ ہوئے۔ اس جھگڑے کا ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں دکھ تھا۔ ہم نے اس کو اور بڑھا دیا یا پوری نیت سے کام لے کر دھرم پریورتن کرانے والے لوگ ان جھگڑوں کو بڑھاتے ہیں دبانے نہیں۔ سمجھتے نہیں۔ اسی طرح دوسرے دھرم کے لوگ ہمارے جھگڑے بڑھاتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی آبادی اور سنکھیا بڑھانی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب چمار، بھنگی اور دوسرے دبے ہوئے لوگوں میں سے ماں باپ کو Convert کیا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ ان کے بچے بھی Convert ہو جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ زمینداروں اور اونچی ذات کے لوگوں کے ساتھ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(شری الگو رائے شاستری)
غریب اور پچھڑی ہوئی ذات کے لوگوں کو جھگڑوں میں کبھی بھی صلح کرانے کی نیتی سے کام دھرم
پرورتن کرانے والا نہیں لینا۔ کیوں آپس میں لڑتے ہو وہ اُن سے کبھی بھی یہ نہیں پوچھنا کہ سنسکرت
میں ایک اشلوک ہے

ما بھراتا بھراترم دوکشن ما سوا سارسنت سوا ما
سمینچہ سپر تو بھوتوا واچا ودت بھدریہ

چاہئے تو یہ کہ لوگ اگر آپس میں لڑتے ہوں تو ہم ان سے پریم سے باتیں کریں کہ تم بھائی
بھائی ہو بہن بہن ہو آپس میں کیوں لڑتے ہو۔ اس پرکار انہیں سمجھائیں۔ پیغمبروں نے
فرشتوں نے، نیتاؤں نے اور رہنماؤں نے یہ بات کہی ہے مگر آج یہ نہیں ہوتا۔ آج
ہم موقعہ دیکھتے ہیں کہ گنجائش ہو چور دروازہ سے گھسنے کے لئے ہم جانتے ہیں اور کہتے ہیں
تم کہاں کس چکر میں ہوئے ہو تمہاری ترقی کا راستہ یہ نہیں ہے۔ ہر آدمی اس میں دیکھ
سکتا ہے کہ کس طرح سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اکثریت کے لوگوں Majority com-
munity. کو پامال کرنے کی نیتی اختیار کی گئی ہے۔ بدیشی حکومت پر Foreign Burea-
ucracy. یہاں کام کرتی رہی ہے۔ اور اس طرح خود پرست گروپ قائم کرتی رہی ہے جس سے یہ مضبوطی
کے ساتھ یہاں حکومت قائم رکھ سکے۔ آج اگر ہم اس بنیاد کو ختم نہیں کرتے تو ہم مولک ادھیکار کس کو دینے
جا رہے ہیں۔ ان نابالغ بچوں کو جو گود میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ انہیں زمین کے اوپر کے
درخت کی طرح سے جانے دیں گے تو ہم ناانصافی کریں گے اس کے لئے کتنے ہی کھلاوں میں
دلیلیں کی جاتی ہیں کہ اس میں نہیں آنی چاہئے ہم جانتے ہیں دباؤ سے دھرم پرورتن کو ہم
نہ روک سکے تو یہ انیائے ہوگا۔ مجھے اختیار ہے کہ میں دھرم پرورتن کروں میں ایشور پر
وشواس رکھتا ہوں کل مجھے معلوم ہو کہ ایشور ایک مذاق ہے انسانی دماغ کا ایک فتور ہے
تو میں ناستک واد میں جا سکتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ہندو دھارمک وشواس جھوٹے
ہیں تو میرے پکے ہوئے بال ٹوٹے ہوئے دانت یہ عمر اور سوچنے کی طاقت سب نے مجھے
مجبور کیا ہے کہ میں دھرم بدلوں لیکن میرا نابالغ بچہ میری سکھائی ہوئی باتوں کو دہرانے لگے تو
کیا اس کو بھی یہ حق آپ دیں گے۔

پوجیہ ٹنڈن جی نے بڑے مارمک شبدوں میں کہا کہ سو روپے کی جائداد ایک نابالغ
لکھ دے تو وہ ناجائز ہے مگر ایک نابالغ بچہ ماں باپ کے ساتھ اپنے دھرم کو چھوڑ کر دوسرے
دھرم میں چلا جائے تو یہ ناجائز نہیں کتنی بری بات ہے۔ اور بھولے بھالے بالکوں پر برا اثر
ڈالتا ہے اسی پرکار آبادی پر اثر ڈالنے کی نیتی سے آپ کا تعصب بڑھتا گیا ہے۔ اور بدیشی
حکومت یہاں پر آبادی گھٹا بڑھا کر اس کے دوارا حکومت کر سکے اسی لئے مختلف جاتیوں
کی آبادی کے اوسط کو بدلا گیا ہے۔ جان بوجھ کر یہ تمام باتیں میں کہتا ہوں لیکن میرا کوئی
آکشیپ کسی پر نہیں ہے یہ خود مردم شماری یا جن گنا کا پامال ہے۔ اس پامالی کو نے کر

حکومت کے دماغ پر ایک چیز کام کرتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اس طرح کا انوپادہ آبادی میں سے اس طرح کا تناسب ہو تاکہ ایسے تناسب کے آدھار پر وہ جھگڑے پیدا کرے۔ اور جھگڑے پیدا کر کے آبادی یا جن سکھیا کے ایک بھاگ کو دوسرے بھاگ سے لڑاتی رہے اور اس لڑائی کے آدھار پر اپنا راج مضبوط کرتی رہے۔ ان سبھی خراب طریقوں کو دور کرنے کے لئے مسٹر منشی کا یہ سنشودھن ہے اور اس سے زیادہ اچھی بات نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اکثریت کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اقلیت کو دبائے نہیں۔ ہم سب کا آدر اور مان کرتے ہیں اور پورا موقعہ دیتے ہیں۔ کہ اپنے دھرم کا آپ پرچار کیجئے اور جو آدمی آپ کے خیال کے ہو جائیں انہیں اپنے دھرم میں خوشی سے لیجئے۔ انہیں آپ اپنے اندر لیجئے۔ لیکن انہی کو لیجئے جن کا ہضم کرنا مناسب ہو۔ نامناسب طریقے سے ہضم کر کے ٹھیک نہیں کریں گے۔ جو نابالغ ہیں۔ آپنے انہیں گود میں لیا۔ وہ کچھ جانتے نہیں۔ انہیں آپ ایک تھوڑا سا کپڑا اور ایک روٹی کے لئے اور ایک ننھے سے کھلونے کے لئے للچا کر ان کی ساری زندگی کو پامال کر رہے ہیں۔ اور بعد میں انہیں پچھتانا پڑتا ہے کہ انہیں موقعہ نہیں ملا کہ وہ اپنے کو اپنی مرضی کے دھرم میں رہتے۔ ہم رواداری برتنے کو تیار ہیں۔ میں خود دھرم پروِرتن کے لئے تیار ہوں اگر کوئی Argument کر کے وچار کو میرا بدلے لیکن میں اپنے نابالغ بچے کو لے کر دھرم پروِرتن کر دوں۔ یہ ادھیکار مجھے نہیں ہونا چاہیئے۔ کم سے کم ایک خاص عمر تک کے بچوں کے لئے نابالغ بچے کون ہیں۔ اس سمبندھ میں لکھا ہے کہ وہ بچے جو بارہ سال کے نیچے ہیں۔

شری ایچ۔ وی۔ کامتھ۔ Underteen includes under nineteen.

شری الگو رائے شاستری۔ بہرحال ایسی ہو جائے اور ٹھیک لیکن یہ نہ ہو تو کم سے کم ایک سال کی چھوٹ دے کر تو نابالغ کی عمر ٹھیرا لیئے۔ جو بالغ اور نابالغ کی عمر کی حد مقرر ہے وہ مذہبی معاملوں میں کیوں نہیں رکھی جاتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا پروت سادھن یا پرلوبھن ہو گا۔ لوگوں کو دھرم بدلنے میں جب کہ ان کے بچے چھوٹ جائیں گے میں نے سنا ہے کہ جاپان کے گھروں میں ایک آدمی ایک Religion کا پالن کرتا ہے۔ اور اس کا لڑکا دوسرے دھرم کو مانتا ہے۔ مذہب کے معنی کیا ہیں۔ ماں کیا اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ اس لئے کہ اس کا مذہب بدل جائے۔ اگر ماں کا پریم سچا ہے تو وہ اپنے بچے کو دودھ پلائے گی۔ دودھ کے ساتھ کیا مذہب بھی بدل دیا جائے۔ ہم ماں کی گود سے بچے کو چھینتا نہیں چاہتے لیکن یہ حق بچے کو دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس کے مذہب کا ریکارڈ ہو گا۔ مردم شماری کی کتابوں میں اور سرکاری کاغذوں میں تب جب وہ بالغ ہو جائے گا۔ اور تب جب وہ خود اعلان کرے گا کہ ہم اس مذہب کو مانتے ہیں۔ ہم اسے اس سنشودھن سے اتنا حق دیتے ہیں۔ کہ ماں باپ کے ساتھ کی ضرورت ان کے بچوں کو ہے۔ انہوں نے سمجھداری سے مذہب بدلا ہے تو اپنے بچوں کو پڑھائیں لکھائیں۔ پرنتو ان بچوں کا مذہب تب ماننا چاہیئے۔ جب وہ بالغ ہو کر یہ اعلان کریں کہ ہمارا مذہب کیا ہونا چاہیئے کیا نہیں۔ یہ اس سنشودھن کی منشا ہے اور میں

(شری الگو رائے شاستری)
اس کی تائید کرتا ہوں۔ اور پرزور مخالفت کرتا ہوں۔ ان خیالات کی جن میں کہا گیا ہے کہ
ان بچوں کو یہ حق نہ دیا جائے۔
شری جگت نرائن لال۔ سبھاپتی جی۔ میں نے یہ آشا کی تھی کہ کلاز ۱۳ کے سیو کار ہو
جانے پر کسی بھی مائنورٹی کو اس ہاؤس میں عذرداری یا ابجکشن کرنے کا موقعہ نہیں رہے گا۔
کلاز ۱۳ کہتا ہے کہ۔

"All persons are equally entitled to freedom of conscience, and the right freely to profess, practice and propagate religion subject to public order, morality of health and to the other provisions of this Chapter."

یہ farthest limit تک گیا ہے۔ ساری کے موڈرن ورلڈ کے اچھے
سے اچھے جو کانسٹی ٹیوشن ہیں ان کانسٹی ٹیوشن کو اگر اٹھا کر دیکھیں۔ تو آپ کو پتہ چلے گا کہ
کہیں بھی یہ پروپیگیٹ کرنے کا رائٹ کینیڈ نہیں کیا گیا ہے۔ اگر Swiss Con-
federation کے Article نمبر ۵۰ کو آپ دیکھیں تو آپ پائیں گے "The
free excercise of religion is guaranteed with in limits compatible with public order and morality." ہیں وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر
Free Irish State
(2)I. Article 44 Sub-Clause کو آپ دیکھیں تو وہاں دیا گیا ہے۔

Freedom of conscience and the free profess-tion and practice of religion are, subject to public order and morality, guaranteed to every citizen, Union of the

Constitution کا جو ہے اس کے اگر آرٹیکل ۱۲۴ کو آپ دیکھیں گے تو پتہ چلے گا

"In order to ensure to citizens freedom of conscience, the church in the U.S.S.R. is seperated from the state, and the school from the church freedom of religious worship and freedom of anti-religions propaganda is recognised for all citizens."

ان ورلڈ کے ڈیموکریٹ کانسٹی ٹیوشن کے کلاز جہاں تک Freedom of pro-

fessing religion کا سوال ہے۔ آپ کے سامنے پیش کروں تو بہت طویل ہو جائے گا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اور ادھک سمے آپ کا اس سمبندھ میں برباد کروں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ وہ ہاؤس مائنورٹی کے لئے جس "Farthest Limit" تک جا سکتا تھا وہ گیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس ملک میں چند مائنورٹی ایسی ہیں جن کا right to Propagate. اس لمٹ تک پہونچ جاتا ہے۔ جس سے بہت دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ میں ان ڈیٹیلز میں نہیں جانا چاہتا۔ میرے پہلے جو صاحب بول گئے ہیں۔ انہوں نے اس سمبندھ میں بہت کچھ باتیں کہی ہیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ اتنا ہی کافی ہونا چاہئے۔ جب شری ٹنڈن جی نے یہ کہا کہ اس ہاؤس کے بہت سے کانگریس مین کے وچاروں کو سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ right to Propagate. ہم رکھنا نہیں چاہتے تھے تو انہوں نے سچ مچ ہم میں سے بہتوں کے وچاروں کو سامنے رکھا تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ اگر مائنوریٹی کو فیل کرانے کا خیال نہیں نہ ہوتا کہ جو میجوریٹی ہے وہ مائنورٹی جو ابھی تک وہ اپنے right to Propagate جو آئے کرتے آرہے ہیں اور جہاں تک تک انہیں اپن جو آئے کرنا چاہتے تھے اس کی ہم کوشش کرنا نہیں چاہتے تو ہم اس right to Propagate. نہیں کرتے۔ میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ جو مائنورٹی کی اور سے زور دیتے ہیں ان کو یہیں تک سنتوش رہنا چاہئے اور اس سے زیادہ کے لئے زور دینا ضرورت سے زیادہ ہوگا۔ اور وہ میجوریٹی کی جیسی دوستی کا ناجائز فائدہ اٹھانا ہوگا۔ اور یہ بہت افسوسناک بات ہوگی اور ہمارے لئے اس حد تک جانا مشکل اور ناممکن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر منشی نے جو امنڈمنٹ ہاؤس کے سامنے رکھا ہے وہ right to Propagate. کرنے کے بعد بہت ضروری ہے اس لئے ہاؤس کو ضرور منظور کرنا چاہئے۔ بہت سے آرگیومنٹ ہاؤس کے سامنے ابھی تک پیش کئے جا چکے ہیں اس لئے میں ان آرگیومنٹ پر پھر کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ میں صرف اتنے شبدوں کے ساتھ منشی صاحب کے شبدوں کا سمرتھن کرتا ہوں۔

* ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکار:- جناب صدر! مجھے افسوس ہے کہ میں مسٹر منشی کی ترمیم سے جو نابالغ بچوں کی تبدیلی مذہب سے متعلق ہے، اتفاق نہیں کر سکتا۔ دقت کی جو اصلی شکل ہے اس سے غالباً ایوان کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ نابالغ بچوں کی تبدیلی مذہب کا یہ سوال نہ بنیادی حقوق کی سب کمیٹی میں زیر غور آیا، نہ اقلیتوں کی سب کمیٹی میں اس پر غور ہوا اور نہ مشاورتی کمیٹی میں۔ میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سوال پر مفصل بہ توجہ صرف کی گئی ہے اور اس کے ہر پہلو کو جانچا گیا۔ اس سوال کو ہر پہلو سے جانچنے

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکار)

اور ان تمام مشکلات کو سمجھنے کے بعد جو سامنے آئیں، مشاورتی کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی کہ اس فقرہ کو اسی صورت میں قائم رکھنا چاہئے جس میں اسے پیش کیا گیا ہے۔

جناب والا! میرے ذہن میں یہ مشکل اس قدر واضح ہے کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ مسٹر منشی سے اپنی ترمیم ساقط کرنے کے لئے درخواست کی جائے۔

بچوں کے باب میں ان کی بابت ممکن شکلیں متصور کی جاسکتی ہیں۔ سب سے پہلے وہ بچے آتے ہیں جن کے والدین اور سرپرست موجود ہیں۔ پھر وہ بچے ہیں جو یتیم ہوگئے ہیں، جن کے والدین اور سرپرستوں میں سے ان الفاظ کے قانونی مفہوم میں کوئی نہیں ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ یہ دفعہ جو ۱۸ سال سے کم عمر کے بچوں کی تبدیلی مذہب کو ممنوع قرار دیتی ہے، پاس کردیتے ہیں تو ان بچوں کا کیا ہوگا جو یتیم ہوگئے ہیں۔ کیا اُن کا کوئی مذہب نہیں رہے گا؟ کیا انہیں کسی قسم کی مذہبی تعلیم نہیں ملے گی جو کوئی دوسرا شخص جسے اُن سے ہمدردی ہے، دے سکتا ہے؟ مجھے ایسا معلوم ہورہا ہے کہ اگر مسٹر منشی کے الفاظ میں یہ فقرہ منظور کرلیا جاتا ہے کہ ۱۸ سال سے کم عمر کے بچوں کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یتیم بچے جن کا کوئی قانونی سرپرست نہیں ہے، کسی قسم کی مذہبی تعلیم نہیں پاسکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ صورت حال ایسی نہیں ہے جس کی پیش بینی سے اس ایوان کو مسرت حاصل ہوگی، لہٰذا مسٹر منشی کی مجوزہ ترمیم کے عمل سے اس طبقے کو مستثنیٰ کرنا لازمی ہوگا۔

اب بچوں کی دوسری نوعیت پر غور کیجئے یعنی وہ بچے جن کے والدین اور سرپرست موجود ہیں ان کے بھی دو طبقے ہوسکتے ہیں۔ وضاحت کی غرض سے مناسب ہوگا کہ ان دونوں پر الگ الگ غور کیا جائے۔ پہلا طبقہ ان بچوں کا ہے جنہیں انکے والدین اور سرپرستوں کے علم اور اُن کی رضامندی سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا اُن بچوں کا جن کے والدین نے مذہب تبدیل کرلیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ ایسے بچوں کی تبدیلی مذہب جن کے قانونی سرپرست موجود ہیں، اگر سرپرست کی لاعلمی میں اور اس کی مرضی کے خلاف عمل میں آئے، ممنوع قرار دینی چاہئے۔ یہ میرے نزدیک جائز اور معقول تجویز ہے کسی شخص کو جو کسی بچے کو تبدیل کرنا چاہتا ہے، جس کے والدین اور سرپرست موجود ہیں، جنہیں کو قانوناً اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے بچوں کے مذہبی عقیدے کی تعلیم اور نگرانی کریں، یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ وہ والدین کو اُن کے حق سے محروم کردے ——— اس حق سے کہ اُنہیں اپنے بچے کی تبدیلی مذہب کا علم ہو اور وہ اُن کی رضامندی سے عمل میں آئے۔ یہ میں سمجھتا ہوں اتنی صاف و سادہ بات ہے جس پر کسی قسم کا اعتراض عائد نہیں ہوسکتا۔

مگر جب ہم دوسرے مقدمے پر غور کرتے ہیں یعنی جب والدین مذہب تبدیل کرلیں اور ہمیں ان کے بچوں کے متعلق سوچنا پڑے تب ہمارا واسطہ یوں کہئے ایک زبردست چٹان سے پڑتا ہے اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ والدین کو تبدیلی مذہب کا اختیار ہے اسلئے کہ وہ بالغ ہیں اور ۱۸ سال

کی عمر سے اوپر کے ہیں، تاہم ۱۸ سال سے کم عمر کے نابالغ بچے ہرچند کہ وہ ان کے بچے ہیں، مذہب تبدیل کرنے کے مجاز نہیں ہو سکتے، تو اس وقت جس سوال پر ہمیں غور کرنا ہوگا، یہ ہے کہ ہم اُن بچوں کے لئے کیا مند و بیت کریں گے؟

فرض کیجئے ایک باپ عیسائی ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک بچہ مر جاتا ہے۔ باپ عیسائی مذہب میں آجانے کی وجہ سے اس بچہ کی تجہیز و تکفین عیسائی طریق عمل کے مطابق کرتا ہے۔ کیا اس باپ کا بچے کو عیسائی طریق عمل کے مطابق تجہیز و تکفین کرنے کا عمل قانون کی نظر میں جرم قرار پائے گا؟ مان لیجئے کہ ایک نو مذہب باپ کے ایک بیٹی ہے وہ اس کی شادی عیسائی رسوم کے مطابق کرتا ہے تو اس شادی کے کیا نتائج ہوں گے۔ اس شادی کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ کیا وہ شادی قانوناً جائز ہے یا جائز نہیں ہے؟

اگر آپ یہ نہیں چاہتے کہ بچوں کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیل کیا جائے تو آپکو سرپرستی کے باب میں ایک دوسرے قسم کا قانون وضع کرنا پڑے گا تاکہ والدین اپنے بچوں کی مذہبی زندگی کو اپنے حقوق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر متاثر کرنے سے باز رکھے جا سکیں۔ جناب والا، میں ایوان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ اس صورتِ حال کو منظور کر لیں گے کہ ایک پانچ سال کے بچے کو اس کے والدین سے محض اس بنیاد پر الگ کر لیا جائے کہ انھوں نے عیسائیت یا کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہے جو ابتداءً ان کا مذہب نہیں تھا؟ میں ان مشکلات کا ذکر ایوان پر یہ ثابت کرنے کے لئے کر رہا ہوں کہ انھی دشواریوں سے بنیادی حقوق کی سب کمیٹی کو بھی دوچار ہونا پڑا تھا، اقلیتوں کی کمیٹی کو بھی اور مشاورتی کمیٹی کو بھی۔ اور انھی کے پیش نظر ہم اس منزل پر پہنچے کہ اس تجویز کو مسترد کر دیا جائے۔ ہمارا یہ فیصلہ کہ اس تجویز کو سرے سے ساقط کر دینا ہی بہتر ہوگا اسی احساس کے سبب تھا کہ اس تجویز کو کہ ۱۸ سال سے کم عمر کے بچوں کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا، مان لینے کی صورت میں بہت سے جھگڑے کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس کے بے شمار بُرے نتائج مرتب ہوں گے۔ (ہیر۔ ہیر) صرف اتنی بات سے کہ بنیادی حقوق کے فقرہ ۱۷ میں اس قسم کا کوئی حوالہ نہیں ہے، مجالس آئین ساز کے لئے جب وہ اپنا کام شروع کریں گی، اس باب میں ضوابط نافذ کرنے سے کوئی رکاوٹ نہیں پڑے گی۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ اس فقرہ کو مزید غور و خوض کے لئے کمیٹی میں واپس بھیجنے سے کوئی بہتر نتیجہ نہیں نکلے گا۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے کہ جو لوگ اس مسئلہ کے متعلق مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں وہ اس پر از سر نو غور کر لیں مگر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ تینوں کمیٹیوں نے اس عنوان پر اپنی بہترین توجہ صرف کر دی ہے۔ لہٰذا میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس تمام صورت حالات کے پیش نظر بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ اس فقرے ہی کو سرے سے ساقط کر دیا جائے۔ ہاں اگر اس قسم کا کوئی فقرہ رکھا جائے کہ کوئی بچہ جس کے قانونی سرپرست موجود ہوں گے، اسے اس کے والدین کے علم میں لائے بغیر اور ان کی مرضی کے خلاف ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیل نہیں کیا جا سکیگا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ چیز میرے نزدیک اس معاملے میں کافی ثابت ہوگی۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل :- جناب صدر، یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے دشواریوں سے پاک کہا جائے، اور نہ اس نزاع میں کسی قسم کی شدت کو راہ دینے سے کوئی فائدہ ہے۔ اس ملک میں یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہاں پوری پوری بستیوں کے مذہب تبدیل کر دئے جاتے ہیں۔ اور یہ تبدیلیاں جبراً بھی عمل میں لائی جاتی ہیں اور ناجائز اثرات کے ماتحت بھی۔ اور اس حقیقت پر بھی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا کہ بچوں کو بھی تبدیل کیا گیا ہے، اُن بچوں کو بھی جن کے والدین موجود تھے، اور ان کو بھی جو یتیم ہو گئے تھے۔ اس وقت ہمیں ان اسباب اور محرکات کی کرید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جن کے زیر اثر یہ تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ لیکن اگر ان حقائق کو تسلیم کر لیا جائے تو ہم لوگوں کو جنھیں اس ملک میں رہنا ہے اور ایک قوم کی تعمیر کے لئے کوئی حل تلاش کرنا ہے۔ اس حل کی تلاش میں اس نزاع کو بڑھانا نہیں چاہئے۔ مگر ان حالات میں ہمارے لئے سب سے اچھی کون سی راہ ہوگی؟ لوگوں کے مختلف نقطہ ہائے نظر ہو سکتے ہیں۔ اور مختلف فرقوں کے نقطہ ہائے نظر میں باہم اختلاف ہونا ناگزیر ہے۔ مگر جیسا کہ ڈاکٹر امبیدکار نے فرمایا، اس مسئلے پر تینوں کمیٹیوں میں غور و خوض ہو چکا ہے۔ اور اس کے باوجود کوئی ایسا حل نہیں نکل سکا جو سب کے لئے قابل قبول ہو۔ آئیے ایک اور کوشش کر لی جائے اور اس بحث کو ختم کر دیا جائے جو ہر شخص کے لئے باعث اطمینان نہیں ہوگی۔ لہذا اسے مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیجدینا چاہئے۔ ہم مخالفین کو ایک اور موقعہ دینگے۔

* جناب صدر:- کیا میں یہ سمجھوں کہ ایوان کی خواہش ہے کہ اس فقرہ کو مزید غور و بحث کے لئے مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیجدینا چاہئے؟

فقرہ کو مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیجا گیا۔

فقرہ ۱۷ ـــــــ ثقافتی اور تعلیمی حقوق

* آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل :- اب میں فقرہ ۱۷ کی تحریک کرتا ہوں۔

"(۱) ہر یونٹ میں اقلیتوں کو اُن کی زبان، رسم الخط اور تمدن کے معاملے میں تحفظ حاصل ہوگا اور اس سلسلے میں کوئی ایسا قانون یا ضابطہ نافذ نہیں کیا جا سکتا جو جابرانہ یا متعصبانہ طور پر عمل پذیر ہو۔

(۲) کسی اقلیت کے خلاف خواہ اس کی بنیاد مذہب پر ہو، یا زبان پر یا قومیت پر سرکاری تعلیمی اداروں کے داخلہ میں کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جائیگا اور نہ کوئی مذہبی تعلیم اُن کے اوپر لازماً عائد کی جائے گی۔

(۳) (الف) تمام اقلیتیں، خواہ اُن کی بنیاد مذہب پر ہو یا قومیت پر یا زبان پر اپنے منشا اور پسند کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کرنے اور اُن کا انتظام کرنے کے معاملے میں ہر یونٹ میں آزاد ہوں گی۔

(ب) ریاست اسکولوں کو امداد دینے وقت اقلیتوں کے اہتمام میں چلنے

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

والے سکولوں کے خلاف خواہ ان اقلیتوں کی بنیاد مذہب پر ہو یا
قومیت پر یا زبان پر، کسی قسم کا امتیاز نہیں برتے گی۔"

میں اس فقرہ کو ایوان کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں۔

* شری موہن لال سکسینہ (صوبجات متحدہ۔ جنرل) جناب میں آپ کی اجازت سے اس بات کی تحریک کروں گا کہ اس فقرہ کو نظرثانی کے لئے مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیج دیا جائے اس میں بعض پہلو ایسے ہیں جن پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے اور بہ حیثیت مجموعی یہ کہیں بہتر ہوگا کہ پورا فقرہ کمیٹی میں نظرثانی کے لئے بھیج دیا جائے۔

* جناب صدر: مسٹر موہن لال سکسینہ کی تحریک ہے کہ یہ فقرہ مشاورتی کمیٹی کے پاس نظرثانی کے لئے واپس بھیج دیا جائے۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت:۔ فقرہ ۱۵ کے ضمنی فقرہ ۱ کے ماتحت کہا گیا ہے کہ "ہر یونٹ میں اقلیتوں کو ان کی زبان، رسم الخط اور تمدن کے معاملہ میں تحفظ حاصل ہوگا اور اس سلسلے میں کوئی ایسا قانون یا ضابطہ نافذ نہیں کیا جائے گا جو جابرانہ یا متعصبانہ طور پر عمل پذیر ہو" میں اس سلسلے میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی مخصوص یونٹ میں ....

* جناب صدر:۔ آپ فقرہ کے حسن و قبح کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔

* مسٹر ڈی این۔ دت:۔ میں اس کے حسن و قبح پر گفتگو نہیں کر رہا ہوں، میں وضاحت چاہتا ہوں۔

* مسٹر کے ایم۔ منشی:۔ میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

* جناب صدر:۔ مسٹر موہن لال سکسینہ کی ایک تحریک ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ فقرہ کمیٹی کے پاس واپس بھیج دیا جائے۔ اگر یہ تحریک منظور کر لی جاتی ہے تو کسی ترمیم کے پیش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت:۔ مجھے نہیں معلوم کہ آیا وضاحت کے لئے میری درخواست فقرہ ۱ کے کمیٹی کے پاس واپس بھیج دینے کے باوجود پوری ہوگی یا نہیں۔ اگر آپ مجھے بولنے کی اجازت دیں ....

* جناب صدر:۔ اگر ایوان کی خواہش یہ ہے کہ دفعہ کو مشاورتی کمیٹی کے پاس واپس بھیج دینا چاہئے تو پھر کوئی بحث منتج نہیں ہوگی۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت:۔ اگر ایوان کا ارادہ ہے کہ یہ فقرہ واپس بھیج دیا جائے گا تو مجھے تقریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں کوئی ترمیم نہیں پیش کر رہا ہوں۔

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی:۔ اگر مسٹر موہن لال سکسینہ کی تحریک منظور ہو جاتی ہے تو کسی ترمیم کا پیش کرنا کار آمد ہوگا؟ اگر اسے منظور کر لیا جاتا ہے تو کوئی ترمیم پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

* آچاریہ جے۔ بی۔ کرپلانی (صوبجات متحدہ۔ جنرل) اگر بحث مباحثے کے بعد ہم دیکھیں کہ اس میں کوئی بہت پیچیدہ قسم کی دشواری ہے تو ہم اسے مشاورتی کمیٹی میں بھیج سکتے ہیں، لیکن

---

* ستارہ دار تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(آچاریہ جے۔ بی۔ کرپلانی)
اگر کوئی بڑی دشواری نہیں ہے اور ایوان عملاً متفق ہے تو ہم اس کو لے کر آگے چل سکتے ہیں۔

*متعدد ممبران:۔ یہ ٹھیک ہے۔
*جناب صدر:۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان اس فقرہ پر بحث کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اب ترمیمیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ سب سے پہلے ہم مسٹر موہن لال سکسینہ کی ترمیم کو لیں گے۔
*مسٹر کے ایم۔ منشی:۔ میری تحریک ہے کہ فقرہ ۷ اسکے ضمنی فقرہ (۲) کو مشاورتی کمیٹی کے پاس واپس بھیجدیا جائے۔ بہت سے ممبران کا خیال تھا کہ اس فقرہ پر اس بحث کی روشنی میں جو اس سلسلے میں ہوئی، از سر نو غور کرنا چاہئے۔
*جناب صدر:۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ترمیمیں ہیں جن کے لئے مجھے نوٹس دئے گئے ہیں۔ میں ان معزز ممبران سے اپنی اپنی ترمیمیں پیش کرنے کی درخواست کروں گا۔
*سری وی۔ سی۔ کیشو راؤ:۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا۔ (ضمنی فہرست ۱ کی ترمیم ۵۶)
*ڈاکٹر سریش چندر بنرجی (بنگال۔ جنرل):۔ اس ترمیم کے پیش نظر کہ ضمنی فقرہ ۲ مشاورتی کمیٹی کے پاس واپس بھیجدیا جائیگا، میں اپنی ترمیم کے پیش کرنے میں کوئی مقصد نہیں سمجھتا۔ لہذا میں اسے پیش نہیں کرنا چاہتا۔
*سری کے سنتھانم:۔ میں اپنی ترمیم نہیں پیش کرتا (ضمنی فہرست ۱ کی ترمیم ۵۸)
*شری بھول سنگھ:۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کر رہا ہوں۔
شری الگورائے شاستری:۔ میں خود نہیں کرنا چاہتا ہوں۔
*ڈاکٹر سریش چندر بنرجی:۔ مسٹر منشی نے مجھے جو یقین دلایا ہے، اس کے پیش نظر میں اپنی ترمیم پیش نہیں کر رہا ہوں۔ (فہرست کی ترمیم ۵۲)
*آنریبل شری جگجیون رام:۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کر رہا ہوں (ضمنی فہرست ۱ کی ترمیم ۵۳)
*مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا:۔ میری ترمیم یعنی ترمیم ۵۴ ایک نیا فقرہ ہے۔ اسے بعد میں لیا جاسکتا ہے۔
* مسٹر ڈی۔ این۔ دت:۔ ترمیم ۵۵ کا مقصد نئے فقرے شامل کرنا ہے۔ انھیں بعد میں لیا جاسکتا ہے۔
*جناب صدر:۔ ان تمام ترامیم کے متعلق جن کا مجھے نوٹس دیا گیا تھا، کارروائی ہو چکی۔ وہ پیش نہیں کی جارہی ہیں۔ اب مسٹر منشی کی ترمیم اور پورے فقرہ پر عام بحث ہوسکتی ہے۔ ایک تجویز یہ ہے کہ پورا فقرہ کمیٹی کو واپس بھیجا جائے۔ اور ترمیم یہ ہے کہ صرف ضمنی فقرہ (۲) بھیجا جائے۔
*شری مہاویر تیاگی:۔ جناب صدر! میں مسٹر موہن لال سکسینہ کی تحریک کی تائید کرنے کھڑا ہوا ہوں۔ ان کی تجویز صرف یہ ہے کہ یہ فقرہ مشاورتی کمیٹی کو واپس بھیجا جائے۔ میرا خیال ہے۔

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

جناب والا کہ ہم لوگ اس دستاویز کو بہت معمولی سمجھ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے معاملات ہیں جیسے یہ تمدنی اور تعلیمی حقوق ہیں۔ ہم صرف انھی باتوں کے متعلق کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں جو افراد سے متعلق ہوں، اور اقلیتوں کے سوال کو بہتر ہوگا کہ آئندہ آنے والی حکومتوں کے اوپر چھوڑ دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم مستقبل کی حکومتوں کے ہاتھ پاؤں ضرورت سے زیادہ باندھ رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم انھیں حالات اور زمانے کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیں۔

جناب والا! تمدن اور تعلیم کے سلسلے میں اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت کرنے کے سوال پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مستقبل میں ایسے مواقع سامنے آ سکتے ہیں جب یونین سے وابستہ حکومتیں دوسرے یونٹوں سے گفت و شنید کریں گی اور معلوم کرنا چاہیں گی کہ جن یونٹوں نے یونین میں شامل ہونے کا فیصلہ نہیں کیا ہے، ان کے یہاں کی اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ فرض کیجئے کہ یونین سے وابستہ حکومتیں اس فقرہ مثلاً کے ماتحت اقلیتوں کے معاملے میں ایک متعینہ پالیسی کی پابند ہو جاتی ہیں، تو وہاں کے لوگ یہ جاننے کی ضرورت محسوس کریںگے کہ دوسرے یونٹوں کی اقلیتوں پر جنھوں نے یونین میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے، اور پاکستان سے یا ہندوستان کے کسی دوسرے حصے سے تعلق رکھتی ہیں جس نے علیحدہ رہ کر اپنی تنظیم کی ہے کیا گزر رہی ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اقلیتوں کے سوال کے بارے میں ہم یہاں کوئی فیصلہ نہ کریں بلکہ اسے اس وقت تک کے لئے چھوڑ دیں جب ہمیں صاف اور صریح طریقے پر معلوم ہو جائے کہ ہندوستان ایک واحد یونٹ کی شکل میں رہیگا یا اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اگر بٹوارہ ہونا ہے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ دوسری طرف دوسرے یونٹوں میں اقلیتوں کے بارے میں کیا فیصلے ہو رہے ہیں۔ لہٰذا یہ سوال اتنا آسان نہیں ہے کہ اسے اس وقت حل کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پورا ایوان میری اس گزارش پر متفق ہوگا کہ بہتر یہی ہے کہ ہم اس سوال کو اس وقت تک کے لئے معلق رکھیں جب ہمیں واضح طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ ہندوستان کی آخری ہیئت کیا ہوگی اور دوسرے یونٹ اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر میں مسٹر موہن لال سکسینہ کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں کہ اس دفعہ پر غور و خوض التوا رکھا جائے۔

مسٹر سیٹھ گووند داس:- سبھاپتی جی۔ جو دستاویز لوگوں کے سامنے ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی ایسی دھارا نہیں ہے جس سے یہ کہا جا سکے کہ اس کے اوپر بحث ملتوی ہو سکتی ہے۔ مہاویر تیاگی نے یہ کہا کہ ابھی ہم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہندوستان ایک رہنے والا ہے یا اس کے ٹکڑے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کارن سے وے یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو ایڈوائزری کمیٹی میں بھیج دینا چاہئے انہیں کارنوں سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں آج پاس کر دینا چاہئے۔ پاکستان یا ہندوستان ایک رہنے والے ہیں یا ہندوستان کے ٹکڑے ہونے والے ہیں اس کا ایک بھوت سا ہمیں لگ گیا ہے اور جب کوئی سوال ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اس کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(شری سیٹھ گوبند داس)

جس سمے پنڈت جواہر لال جی نہرو نے اپنا پرستاؤ پیش کیا تھا اس سمے اس کا سمرتھن کرتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا کہ ہم کو اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ ہمارے مسلم لیگ کے بھائی اس ودھان پرشد میں آتے ہیں یا نہیں اور انہیں وجوہات سے میں یہ پھر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمکو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ ہندوستان ایک رہنے والا ہے یا ہندوستان کے ٹکڑے ہونے والے ہیں۔ ہم ہندوستان کو اکھنڈ چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان ایک رہے۔ ہمیں اپنا کوئی کام بھی روکنا نہیں ہے۔ میں تو منشی جی کے سدھار کے بھی خلاف ہوں کیونکہ مجھے تو اس سارے کلاز میں ایسی کوئی بھی چیز نہیں دکھائی دیتی جو کسی فرقہ یا کسی ذات کے خلاف ہو جیسا میں نے کہا ہے کہ آگے ہندوستان کا کیا ہونے والا ہے جس پر نگاہ نہ رکھتے ہوئے ہمارا کیا فرض ہے اور اس ودھان پرشد میں کیا ہونا چاہیئے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اس پرستاؤ کو پاس کرنا چاہیئے۔

* مسٹر ڈی۔ این۔ دت :- جناب صدر! فقرہ ۱۸ کا ضمنی فقرہ یہ ہے :-

"ہر یونٹ میں اقلیتوں کو ان کی زبان، رسم الخط اور تمدن کے معاملے میں تحفظ حاصل ہوگا اور اس سلسلے میں کوئی ایسا قانون یا ضابطہ نافذ نہیں کیا جا سکتا جو جابرانہ یا متعصبانہ طور پر عمل پذیر ہو۔"

اس ذیل میں میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کروں گا۔ فرض کیجیے ایک یونٹ میں مختلف قومیتیں بستی ہیں اور مختلف رسم الخط استعمال کرتی ہیں۔ اور وہ یونٹ ایک قانون بنانا چاہتی ہے کہ مختلف مروجہ رسم الخطوں کے بجائے صرف ایک رسم الخط ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اس یونٹ کو ایک ایسا قانون بنانے کی ضرورت ہوگی جو اقلیتوں کو متاثر کرے اور ہونا بھی یہی چاہیئے کہ یونٹ کا ہر کے بہبود کے لئے صرف ایک ہی رسم الخط ہو۔ لیکن اگر بنیادی حقوق کے ماتحت اس یونٹ کو اس کی اجازت نہیں ہوتی ہے تو اس کے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔ میں یہ تو تجویز نہیں کر سکتا کہ اس فقرہ کی کیا زبان ہونی چاہیئے جس کے ماتحت اس قسم کے قوانین نافذ کئے جا سکیں تاکہ پورے یونٹ کے بہبود کے لئے ایک زبان ہو جائے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس معاملے کو بھی بنیادی حقوق کی سب کمیٹی کی مسودہ مرتب کرنے والی کمیٹی کے پاس بھیج دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ بہت بنیادی مسئلہ ہے۔ اقلیت کو اس کا حق ضرور ملنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یونٹ کو بھی اختیار ملنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کا قانون نافذ کر سکے۔ کہ پورے یونٹ یا صوبہ کی ایک زبان ہونی چاہیئے۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ اس معاملہ پر بنیادی حقوق کی سب کمیٹی کو یا خود سردار جی کو غور کرنا چاہیئے۔

* مسٹر روہنی کمار چودھری : جناب صدر! میں ایوان کی توجہ فقرہ ۱۸ کے فقرہ ضمنی ۲ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔

"(کسی اقلیت کے خلاف خواہ اس کی بنیاد مذہب پر ہو یا زبان پر یا قومیت پر سرکاری تعلیمی

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

اداروں میں داخلے میں کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ نہ کوئی مذہبی تعلیم ان کے اوپر لازماً عاید کی جائے گی۔"

اس کا تعلق لازمی مذہبی تعلیم سے ہے۔ اس سے پہلے فقرہ نمبر ۱۶ کہ اس کا بھی تعلق اسکولوں میں دی جانے والی مذہبی تعلیم میں شرکت سے ہے۔ اس ایوان کی رائے سے مشاورتی کمیٹی میں بھیجی جا چکی ہے۔ لہذا اس فقرہ کو بھی اسی مشاورتی کمیٹی کے پاس بھیج دیا جانا جو فقرہ نمبر ۱۶ پر غور کرے گی قرین عقل ہوگا

مزید براں جناب والا میری رائے ہے کہ اس فقرے کے دوسرے ضمنی فقرات بھی بے ضرر اور مشکلات سے پاک نہیں ہیں جیسا کہ بظاہر یہ نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ضمنی فقرہ (۱) کو لیجئے۔ جو رسم الخط سے متعلق ہے۔ ہمارے صوبے کے بیشتر قبائلی باشندے اپنا اصلی رسم الخط بھول گئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے آسامی زبان اور رسم الخط اختیار کر لیا ہے۔ مگر ابھی حال میں ان کے اوپر رومن رسم الخط تھوپا گیا ہے۔ اور اب ان میں سے بیشتر ہندی رسم الخط اختیار کرنے پر راضی ہیں۔ اگر مذکورہ فقرہ اپنی اصلی شکل میں قائم رہنے دیا گیا تو وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔

اس کے بعد اب ضمنی فقرہ ۳ (ب) پر غور فرمائیے۔ اگر یہ فقرہ یوں ہی رہتا ہے۔ تو اس کی وجہ سے امدادی رقوم کی مناسب تقسیم سے زبردست خلل واقع ہوگا۔ لہذا بہ حیثیت مجموعی میرا خیال ہے کہ فقرہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھیجنے کے بجائے پورے فقرہ کو مشاورتی کمیٹی کے حوالے کرنا زیادہ قرین عقل ہوگا

* سری براج کرشن بوس (اڑیسہ۔ جنرل) جناب صدر۔ میری رائے ہے کہ فقرہ نمبر ۱۸ جس صورت میں کہ اسے سردار پٹیل نے پیش کیا ہے۔ اور اس پر مسٹر منشی کی ترمیم دونوں پر غور اسی وقت ہونا چاہیے۔ اور اس معاملے میں خود ایوان کو کوئی فیصلہ کرنا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے فقرات کو مشاورتی کمیٹی کے پاس واپس بھیجنے کی باقاعدہ تحریک جاری ہے اور برابر چلتی جا رہی ہے۔ لہذا اب ہمارے لئے سوا اس کے اور کوئی چارہ کار ہی نہیں رہ گیا ہے کہ ہر چیز کو مشاورتی کمیٹی میں بھیج دیا کریں ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے۔ کہ مشاورتی کمیٹی سے گذرنے سے پہلے یہ فقرہ دو اور کمیٹیوں یعنی اقلیتوں کے حقوق کی سب کمیٹی اور بنیادی حقوق کی سب کمیٹی سے گذر چکی ہے۔ فقرہ نمبر ۱۸ جو ہمارے زیر غور ہے اس قدر بے ضرر اور سادہ ہے کہ اسے مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیجنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس سے پہلے اور فقرات منسلک ہیں۔ ایک یہ ہے کہ زبان، رسم الخط اور تمدن کا تحفظ ہونا چاہیے۔ اور کوئی بھی ایسا قانون یا ضابطہ نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ جو جابرانہ یا متعصبانہ طور پر عمل پذیر ہو۔ اگر ہم ہندوستان کے لئے ایک رسم الخط چاہتے ہیں جیسا کہ مسٹر دت نے مشورہ دیا ہے۔ تو اس سے دشواریاں پیدا ہوں گی۔ اور اگر کوئی یونٹ اپنے یہاں ایک مشترک رسم الخط رائج کرنا چاہے تو اس کے سامنے بھی اس ضمنی فقرہ کے منظور ہونے سے دشواریاں لاحق ہو جائیں گی۔

جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ اس ضمنی فقرہ کو اسی طرح قائم رکھا جائے جیسی کہ پیش کی گئی ہے محض اس لئے کہ اس وقت جب کہ ہم اپنا پہلا آزاد دستور مرتب کر رہے ہیں۔ اگر ہم زبانوں اور رسم الخطوں کو ختم کرنے کا سوال اٹھاتے ہیں تو اس سے ہمارے سامنے لاتعداد پیچیدگیاں اور

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(شری راج کرشن بوس)

بے شمار دشواریاں اور غلط فہمیاں راہ پا جائینگی۔ اور ایسے وقت میں جب کہ ہمیں دوسری لاتعداد دشواریوں کا سامنا کرنا ہے۔ چند اور کا اضافہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ پہلے ضمنی فقرہ کو اسی طرح رہنے دیا جائے۔ جس طرح یہ اصل مسودے میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ضمنی فقرہ (۳) (الف) آتا ہے۔

"تمام اقلیتیں خواہ ان کی بنیاد مذہب پر ہو یا قومیت پر یا زبان پر اپنے منشا اور پسند کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کے معاملے میں ہر یونٹ میں آزاد ہوں گی۔"

جناب والا۔ یہ ایک ایسا حق ہے جسے میرے خیال میں کوئی ملک نہ چھین سکتا ہے۔ اور نہ اسے چھیننا چاہیئے اور تمام دنیا کو چاہیئے کہ اقلیتوں کا یہ حق تسلیم کریں۔ یہ امر بھی اس قدر سادہ اور صاف ہے کہ اسے مشاورتی کمیٹی میں بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب ضمنی فقرہ (۳) (ب) کو لیجیئے جو یوں ہے :-

"ریاست، اسکولوں کو امداد دیتے وقت اقلیتوں کے اہتمام میں چلنے والے اسکولوں کے خلاف، خواہ ان اقلیتوں کی بنیاد مذہب پر ہو یا قومیت پر یا زبان پر کسی قسم کا امتیاز نہیں برتے گی۔"

یہ بھی اسی طرح بالکل صاف سا سوال ہے۔ اگر کوئی اقلیت کسی یونٹ یا یونین کے کسی حصہ میں اپنا ذاتی کوئی اسکول قائم کرنا چاہتی ہے، تو ظاہر ہے۔ آپ اسے ایسا کرنے سے روکیں گے نہیں نہ کوئی ایسا قانون بنائیں گے جس کی رو سے انہیں اتنا معمولی حق بھی نہ ملے۔ اور اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے وہ تمام دعوے کہ آپ اقلیتوں کو تحفظ دینا چاہتے ہیں، فریب بن کر رہ جائیں گے۔ لہذا میں نہیں سمجھتا کہ فقرہ ۱۸ کو معہ اس کے ضمنی تمام فقروں کے مشاورتی کمیٹی میں واپس بھیجنے کی کوئی ضرورت ہے، البتہ اس سلسلے میں ایک معزز ممبر نے ایک بات کہی ہے۔ کہ اقلیتوں سے متعلق تمام معاملات پر غور و خوض اس وقت تک اٹھا رکھنا چاہیئے۔ جب تک ہمیں پاکستانیوں کا ارادہ نہ معلوم ہو جائے اور یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اپنے علاقوں میں وہ اقلیتوں کو کیا کیا حقوق دینے والے ہیں۔ تو جناب والا! یہ سمجھ بھی جانتے ہوئے کہ مسلم لیگ کی طرح کے لوگ جو ہندوستان کی آزادی کے مخالف ہیں، ہمارے حصول آزادی میں اڑنگا لگانے کے لئے تاخیر کی پالیسی اختیار کر رہے ہیں، اگر ہم اپنا کام اٹھا رکھتے ہیں تو سمجھ لیجیئے، یہ کام قیامت تک اسی طرح پڑا رہے گا۔ یا جب تک وہ لوگ اپنے لئے کوئی فیصلہ نہ کر لیں۔ اگر فرض کیجیئے وہ لوگ ان معاملات کے متعلق جون ۱۹۴۸ء کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو کیا ہم اس طرح کے صاف اور سادہ معاملات کے بارے میں اپنے فیصلوں کو ملتوی کر دیں؟ اور اس وقت تک ملتوی رکھیں جب تک وہ لوگ ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کر لیں؟ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس قسم کے معاملات کے متعلق فیصلے کرنے میں تاخیر کرینگے تو بیوقوفی کرینگے۔ لہذا فقرہ ۱۸ کو جیسا کہ سردار پٹیل نے پیش کیا ہے مسٹر منشی کی ترمیم کے ساتھ منظور کر لینا چاہیئے۔

*ڈاکٹر ٹی۔ آر۔ اطبیدکار:۔ جناب صدر! مجھے ان ترمیمات پر ــــ مسٹر منشی کی ترمیم پر بھی اور مسٹر نیاگی کی ترمیم پر بھی ــــ بڑی حیرت ہے، مجھے اس کا اعتراف ہے۔ میری گذارش یہ ہے کہ یہ نہیں بتایا گیا کہ آخر فقرہ ۱۸ کو کیوں کمیٹی میں واپس بھیجنا چاہئے۔ اس تجویز کی حمایت میں صرف ایک استدلال جو کسی کی سمجھ میں آسکتا ہے، پیش کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ اقلیتوں کے حقوق کی نوعیت اضافی ہونی چاہئے یعنی یہ کہ ہمیں انتظار کرنا اور یہ دیکھنا چاہئے کہ اقلیتوں کو پاکستان اسمبلی میں کیا حقوق دئے جاتے ہیں، قبل اس کے کہ ہم ہندوستان میں اقلیتوں کو دئے جانے والے حقوق کا تعین کریں۔ جناب والا! بصد ادب احترام اس قسم کے کسی خیال پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ اقلیتوں کے حقوق کی نوعیت مطلق ہونی چاہئے انھیں اس خیال اور مصلحت سے مشروط نہیں ہونا چاہئے کہ دوسری پارٹی اپنے حلقۂ اختیار میں اقلیتوں کو کیا حقوق دے سکتی ہے اگر ہم دیکھیں کہ جن اقلیتوں سے ہمیں دلچسپی ہے، اور جو ایک دوسری ریاست کے زیر اقتدار رہتی ہیں، انھیں وہ حقوق نہیں دئے گئے ہیں جو ہم نے اپنے زیر اقتدار رہنے والی اقلیتوں کو دے رکھے ہیں، تو اس وقت ریاست کا کام ہوگا کہ وہ اس معاملے کو سفارتی طریقۂ کار کے ماتحت طے کرے اور دیکھے کہ ان زیادتیوں کا تدارک ہوتا ہے یا نہیں، مگر قطع نظر اس سے کہ دوسرے کیا کرتے ہیں، ہمیں میرے خیال میں وہی کرنا چاہئے جو ہمارے نزدیک حق ہے اور ذاتی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ فقرہ ۱۸ میں جن حقوق کا ذکر کیا گیا ہے، وہ وہ حقوق ہیں جن کا مطالبہ کرنے کا، عام اس سے کہ ان کی راہ میں کیا مصلحتیں حائل ہیں، ہر اقلیت کو حق ہے۔ پہلا حق جو ہم نے دیا ہے یہ ہے کہ انہیں اپنی زبان، اپنا تمدن اور اپنا رسم الخط اختیار کرنے کا اختیار ہوگا۔ ہم نے کہا ہے کہ "مذہب اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر سرکاری تعلیمی اداروں میں داخلے کے معاملے میں کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جائے گا" ہم نے کہا ہے کہ "کوئی اقلیت اپنے حسب منشا کسی قسم کا تعلیمی ادارہ قائم کرنے کے حق سے محروم نہیں کی جائے گی"۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی ریاست اقلیتوں کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کو امداد دینے کا فیصلہ کرے گی، اس وقت امداد دینے کے معاملہ میں مذہب، قومیت یا زبان کی بنیاد پر کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جائے گا"۔ جناب والا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ فقرہ ۱۸ میں جو حقوق دئے گئے ہیں، ان پر کسی کو کیونکر اعتراض ہوسکتا ہے۔ بہر کیف جن صاحبان نے اس تحریک کی حمایت کی ہے کہ اس فقرہ کو کمیٹی میں واپس بھیجنا چاہئے، ان میں سے کسی نے یہ نہیں بتایا کہ اقلیتوں کو جو حقوق ملنے چاہئیں آیا یہ حقوق ان سے زیادہ ہیں یا ایسے ہیں کہ اقلیتیں ان کی مستحق نہیں ہیں۔ لہذا میرے نزدیک یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تین کمیٹیوں کی کاوشوں پر جنہوں نے یہ فقرے ترتیب دئے ہیں، محض اس لئے کہ لوگ انھیں کمیٹی میں واپس بھیجنا چاہتے ہیں، اس قدر اطمینان سے پانی پھیر دیا جائے۔ مجھے علم نہیں کہ میرے دوست مسٹر منشی کو ضمنی فقرہ ۸ پر اس کی اصلی شکل میں کیا اعتراض ہے۔ لیکن اگر یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ اس ضمنی فقرہ کو کمیٹی میں واپس بھیج دینا چاہئے تو میں قطعاً کوئی اعتراض نہیں اٹھاؤں گا۔

---

*جن سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکار)

اس ضمنی فقرہ کو ازسر نو غور کے لئے واپس کمیٹی میں بھیجا جا سکتا ہے اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس معاملہ کو محض سرکاری تعلیمی اداروں تک محدود کر دیا ہے۔ اور ان اداروں کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے جو ریاست سے محض امداد لیتے ہیں۔ اگر یہ نکتہ نظر ثانی کا محتاج ہے تو اسے واپس بھیجا جا سکتا ہے لیکن اگر ضمنی فقرہ ۱۲ کے ذیل میں واپسی کی حمایت میں کوئی بات کہی جا سکتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اسی منطق کا اطلاق پورے فقرہ کے باب میں بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میرا مدعا یہ ہے کہ دفعہ جس صورت میں پیش کی گئی ہے اسی صورت میں منظور کی جائے بہ استثناء فقرہ ضمنی ۱۲ کے جسے اگر ضروری سمجھا جائے کمیٹی کے پاس نظر ثانی کے لئے بھیجا جا سکتا ہے۔

*شری لکشمی نرائن ساہو: جناب صدر! اس سے قبل جب میں تقریر کر رہا تھا۔ اس وقت میں نے کہا تھا کہ میں اس فقرہ ۱۸ کو بنیادی حقوق کی فہرست میں دیکھ کر اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ پہلا موقعہ ہے جب اقلیتیں خوش ہوں گی کہ انہیں صحیح معنوں میں حقوق مل رہے ہیں۔ میں نے اس وقت یہ سوال کیا تھا کہ اقلیت سے کون لوگ مراد ہوں گے، جس کے متعلق مجھے کچھ شبہات ہیں لیکن ان شبہات کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ بعد کی بحث سے واضح ہو جائیں گے بہر حال اس دفعہ کا جس صورت میں ہے خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس موقعہ پر میں بتانا چاہتا ہوں کہ مدنا پور کے ضلع میں اڑیوں کی آبادی بہت بڑی حد تک گھٹ گئی ہے۔ حتیٰ کہ آج ہمیں مردم شماری کے اعداد میں ایک بھی اڑیا اپنی اصلی شکل میں نظر نہیں آتا۔ سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری میں اڑیوں کی تعداد ۶ لاکھ تھی۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ تعداد گھٹ کر ۳ لاکھ رہ گئی اور سنہ ۱۹۱۱ء میں دو لاکھ سے بھی کم، سنہ ۱۹۲۱ء میں ایک لاکھ ۴۰ ہزار اور سنہ ۱۹۳۱ء میں صرف ۴۵ ہزار۔

یہی کیفیت اڑیسہ کے جنوبی حصہ میں بھی واقع ہوئی ہے۔ اُتکل یونین کانفرنس ۳۰ سال سے اڑیسہ کو ایک الگ صوبہ بنانے کے لئے کوشش کر رہی تھی تاکہ انہیں وہ حقوق حاصل ہو جائیں جو ایک اقلیت ہونے کی حیثیت سے ملنے چاہئیں۔ اس لئے کہ اس حیثیت سے وہ کسی صوبہ میں بھی محفوظ نہیں تھے۔ اور جب انہیں ایک علیحدہ صوبہ دے دیا گیا تو وہ خوش ہوئے۔ اس وقت زبانوں کا مسئلہ سامنے آیا ہے۔ اڑیسہ کے چھ اضلاع میں سے صرف ایک گنجام کو لے لیجئے کہ وہاں زبان کے معاملے میں کتنی مشکلات ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء کا ڈسٹرکٹ گزیٹیئر لکھتا ہے:۔

"ضلع کی زبان درحقیقت ایک میلے کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ گنجام میں ۱۰۰۰ کی آبادی میں سے ۳۲۰ اشخاص اپنے گھروں میں تلنگی بولتے ہیں، ۶۳۰ اڑیا، ۹ کھونڈ، ۳۶ گدابی اور ۵ ہندوستانی۔ مگر ایجنسی میں کہ اس کی تعداد بھی ایک ہزار ہے ۱۶۳ اشخاص اڑیا بولتے ہیں، ۳۰۴ کھونڈ، ۱۰۸ تلنگی، ۵۶ سوارا، ۳۰ پرجا، ۲۳ گدابا، ۱۱ کویا، ۳ ہندوستانی سو گونڈی اور ۵ دوسری مقامی زبانیں مثلاً لبادی باسنتری، ہندی، کھیات گاری وغیرہ"

---

*ان سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں)۔

زبان کے معاملے میں یہ دقت ہمارے صوبہ میں بہت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس لئے کہ آبادی کا ایک حصہ آندھروں پر مشتمل ہے اور وہ یہ مطالبہ پیش کر رہے ہیں کہ ان کے بچوں کو کالج کی منزل تک ان کی اپنی مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اور اس کی نہایت واضح طور پر تقسیم ہونی چاہئے مجھے امید ہے کہ اس قسم کے فقرہ کے ذریعہ یہ دقتیں دور ہو جائیں گی اور ہمارا تمدن ان مقامات پر محفوظ رہے گا جہاں آڑیا لوگ اپنے صوبے سے الگ ہو کر رہیں گے۔ اور اسی طرح ان لوگوں کو بھی تمدن کے معاملے میں مناسب تحفظ حاصل ہوگا جو دوسرے صوبوں سے کٹ کر اڑیسہ میں آ پڑیں گے۔ مگر میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ خود صوبے کی زبان کیا ہوگی۔ اور ان مختلف قبائلی باشندوں کی زبان کیا ہوگی جو اڑیسہ کے صوبے میں رہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے اڑیسہ میں قبائلی باشندوں کی کچھ تعداد ہے جو مختلف قسم کی بولیاں بولتے ہیں۔ قبائلی مزدوروں کی ایک تعداد جو آگے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مطالبہ کر رہی ہے کہ ان کی زبان کا احترام کیا جائے اڑیسہ میں اگر ہم ہر زبان کا پاس کریں تو صوبے کی حکومت کے لئے اپنا کام چلانا سخت مشکل ہو جائے گا۔

ان تمام دشواریوں اور مشکلات سے قطع نظر جنھیں پوئنٹ یا ہم حل کر طے کر سکتے ہیں، میں فقرہ ۱۸ کا خیر مقدم کرتا ہوں جو ہمارے تمدنی اور تعلیمی حقوق کی ضمانت کرتا ہے،

* جناب صدر:- ہمارے سامنے دو ترمیمیں ہیں۔ ایک مسٹر موہن لال سکسینہ نے پیش کی ہے۔

* شری موہن لال سکسینہ: جناب والا! میں اپنی ترمیم واپس لینے کی اجازت چاہتا ہوں۔

ایوان کی جانب سے ترمیم واپس لے لی گئی۔

* جناب صدر:- اس کے بعد دوسری ترمیم ہے جو مسٹر منشی نے ضمنی فقرہ ۲ کو کمیٹی کے پاس بھیجنے کے متعلق پیش کی ہے۔

* آنریبل ولبھ بھائی جے۔ پٹیل:- مجھے یہ ترمیم منظور ہے۔

مسٹر منشی کی ترمیم منظور کی گئی

* جناب صدر:- تو اب میں ترمیم شدہ فقرہ ہیا ایوان کی رائے لوں گا۔

ضمنی فقرہ ۲ کو چھوڑ کر اور ضمنی فقرہ ۱ اور ضمنی فقرہ ۳ (الف) و (ب) کو قائم رکھتے ہوئے ترمیم شدہ فقرہ منظور کیا گیا۔

* جناب صدر:- میرے خیال میں اس وقت ٹھیک ۱۲½ بجے ہیں۔ لہٰذا آج کا کام ہم ختم کرتے ہیں۔ اور پھر کل ۹ بجے صبح شروع کریں گے۔

اس کے بعد اسمبلی جمعہ ۲۔ مئی ۱۹۴۷ء کے ۹ بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہوئی۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

پبلیشر مینیجر آف پبلیکیشن دہلی ' اِنڈیا'
پرنٹر مینیجر کورونیشن پرنٹنگ ورکس دہلی

جلد ۳
نمبر ۵

جمعہ
۲ مئی ۱۹۴۷ء

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا
کی
فرد کارروائی
سرکاری رپورٹ

(اردو ایڈیشن)

فہرست مضامین

قیمت چار آنے

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا

جمعہ ۲ مئی ۱۹۴۷ء

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی آف انڈیا کا اجلاس کانسٹی ٹیوشن ہال نئی دہلی میں بوقت نو بجے دن منعقد ہوا۔
جناب صدر (آنریبل ڈاکٹر راجندر پرشاد) نے صدارت فرمائی۔

بنیادی حقوق پر عارضی رپورٹ مسلسل

*جناب صدر۔ اب ہم بنیادی حقوق کے بقیہ فقروں پر بحث شروع کرتے ہیں۔ فقرہ ۱۹۔

فقرہ ۱۹ متفرق حقوق

*آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل۔ (بمبئی۔جنرل) میں فقرہ ۱۹ پیش کرتا ہوں۔ فقرہ یہ ہے:
"کسی شخص یا کارپوریشن کی جائداد۔ منقولہ یا غیر منقولہ۔ جس میں کسی تجارتی یا صنعتی مہم کے حصص بھی شامل ہیں۔ استعمال عامّہ کے لئے نہ لی یا حاصل کی جائیگی۔ جب تک کہ قانون اس لی ہوئی یا حاصل کی ہوئی جائداد کے معاوضے کا بندوبست نہ کردے اور ان اصول یا طریق کی تفریح نہ کردے جن پر یہ معاوضہ معین کیا گیا ہے"
مجھے امید ہے کہ اس پر ترمیمیں نہ ہوں گی۔ اگر ہوئیں تو ان پر مناسب وقت پر غور کیا جائے گا۔

(ترمیمیں نمبر ۸۶ اور ۸۷ پیش نہیں کی گئیں)

* راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ (یو۔پی۔جنرل) جناب صدر! میں ترمیم نمبر ۸۸ پیش نہ کروں گا۔ آپ کی اجازت سے میں ترمیم نمبر ۸۹ پیش کرتا ہوں۔ میں پیش کرتا ہوں:
"کہ فقرہ ۱۹ میں معاوضے سے قبل لفظ منصفانہ کا اضافہ کردیا جائے"
میں مشاورتی کمیٹی کی خدمت میں ان کی محنت پر جو انہوں نے بنیادی حقوق کی تدوین کے مشکل اور پیچیدہ سوال پر کی ہے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ فقرہ ۱۹ میں درج ہے کہ:
"کسی شخص یا کارپوریشن کی جائداد۔ منقولہ یا غیر منقولہ۔ جس میں کسی تجارتی یا صنعتی مہم کے حصص بھی شامل ہیں استعمال عامّہ کے لئے نہ لی یا حاصل کی جائے گی۔ جب تک کہ قانون اس لی ہوئی یا حاصل کی ہوئی جائداد کے معاوضہ کا بندوبست نہ کردے"
مجھے یقین ہے کہ مشاورتی کمیٹی کے ذہن میں تھا کہ جب کبھی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد کے حاصل کرنے کی ضرورت درپیش ہوگی تو وہ منصفانہ معاوضہ دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ بغیر لفظ "منصفانہ" کے اس فقرہ کے معنی مبہم رہیں گے۔
میرے اس اعتراض پر چند نظریں حجت ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مشاورتی کمیٹی کے سامنے امریکی دستور کے بنیادی حقوق تھے۔
مشاورتی کمیٹی کی رپورٹ کے تیسرے پیرے میں درج ہے کہ:
"ہمارے نزدیک دستور میں ان حقوق کو قابل دادرسی کردینا نہایت اہم ہے۔ چند معاملات میں

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ)

شہریوں کے حقوق کا تحفظ امریکی اور دورِ حاضرہ کے جمہوری دستوروں کی ایک نمایاں خاصیت ہے۔ اگر آپ ۱۷۹۱ء کے امریکی دستور کی پانچویں دفعہ دیکھیں تو آخری دو سطور کو یوں پائیں گے:

"........ اور نہ ذاتی جائداد بغیر منصفانہ معاوضہ کے استعمال عامہ کے لئے لی جائیگی۔"

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ امریکی دستور میں لفظ "منصفانہ" پر زور دے کر لفظ "معاوضے" کو متصف کیا گیا ہے۔ دوسرے اگر ہم ڈانزگ کے دستور پر نظر ڈالیں۔ میرا اشارہ "در سلسلہ مطبوعات سوئم۔ دستوروں کی نظیریں" صفحہ ۹۱ سے ہے ... آپ کو یہ لکھا ہوا ملے گا کہ:

"حقوق جائداد محفوظ کئے جائیں گے۔ بے دخلی صرف قانون کی دفعات کی مطابقت میں اور پوری قوم کے فائدے کے لئے اور مناسب معاوضے کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔ معاوضے کی رقم اگر باعث تنازعہ ہو تو قانونی عدالتوں سے استعانت لی جائے گی۔"

مزید براں اگر آپ ایک اور دستور یعنی آسٹریلیا کے دستور کا اقتباس پیش کرنے کی اجازت دیں تو یہ نظر آئے گا کہ آسٹریلیا کے دستور کی دفعہ ۵۱ میں مندرجہ ذیل شرط شامل کی گئی ہے:

"مناسب نرخ پر کسی شخص یا مملکت سے حصول جائداد جس کے متعلق پارلیمنٹ کو قانون بنانے کا مجاز ہو۔"

میں ایوان کا مزید وقت دیگر ملکوں کے دستوروں سے اقتباسات پڑھ پڑھ کر ضائع نہ کروں گا۔ لیکن اتنا اور اضافہ کردوں کہ اگر ایوان بلجیم۔ بلغاریہ۔ ڈنمارک۔ فن لینڈ۔ البانیہ اور یوگوسلاویہ کے یا چند اور ملکوں کے دستوروں کو بغور دیکھے تو اس کو صفت 'منصفانہ' 'معاوضے' کو متصف کرتی ملے گی۔ یا بالمشابہ اسلوب بیان مستعمل ملے گا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ نظیریں میری تحریک کی تائید کرتی ہیں۔

پس اب ایوان میں اپنی ترمیم کی تائید میں مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایوان کے پاس وقت کم ہے۔ لہذا ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی ترمیم ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

* پروفیسر کے۔ ٹی۔ شاہ (بہار۔ جنرل) جناب صدر۔ میں نے بھی ایک ترمیم پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ فقرہ ۱۹ میں مندرجہ ذیل فقرہ استثنائیہ اضافہ کر دیا جائے:

"بشرطیکہ انفرادی ذاتی جائداد حقوق کا اطلاق قدرتی دولت مثل دریا، آب رواں، ساحلی سمندر کانیں اور معدنیات اور جنگلات پر نہ ہو گا۔"

لیکن چونکہ اس سے بہت پیچیدہ سوال پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہذا میں اس کو پیش نہیں کرتا۔ لیکن اتنی استدعا ضرور کروں گا کہ یہ فقرہ مشاورتی کمیٹی کو واپس نظر ثانی کے لئے بھیج دیا جائے۔

* جناب صدر۔ کیا آپ ترمیم پیش کرتے ہیں؟

* پروفیسر کے۔ ٹی۔ شاہ۔ نہیں جناب۔

* جناب صدر۔ فقرہ کے متعلق صرف ایک ترمیم ہے۔ فقرہ اور ترمیم پر بحث شروع کی جائے۔

* سری۔ ایس۔ ناگپا۔ (مدراس۔ جنرل) جناب صدر! میں رپورٹ کے اس فقرہ کی جو آنریبل محرک

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

نے پیش کیا ہے تائید کرتا ہوں۔ اس فقرہ سے غریب کسان کی کچھ تسلی ہوسکتی ہے اس فقرہ سے اس ملک کے باشندے کو اطمینان ہوتا ہے کہ جب کبھی یونین یا ایکائی کی حکومتیں اسرادیا کارپوریشن یا صنعتی کارخانوں کے مالکوں یا تجارتی اداروں سے مفاد عامہ کی خاطر جائداد حاصل کریں گی ان کو معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔ جناب عالی! وہ معاوضہ کیا ہوگا؟ اس معاملہ کو طے کرنے میں چند مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ معاوضہ معقول ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معقول معاوضہ کیا ہے؟ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم کسی زمیندار کی زمینداری حاصل کریں ہم کو اس کی منہ مانگی قیمت ادا کرنی ضروری نہیں۔ ہمیں اس کو ایک ایسی معقول رقم معاوضہ میں ادا کرنی چاہیئے کہ وہ ایک یا دو پشت اپنی اور اپنے خاندان کی گزر اوقات کرسکے۔ یہی چیز ضروری بھی ہے تاکہ کانگریس نے جو وعدہ اپنے انتخابی اعلان میں زمینداروں اور جاگیرداروں سے کیا ہے پورا ہو۔ میری عرضداشت ہے کہ حکومت کو میری توجیہہ کہ معقول معاوضہ کیا ہے قبول کرلینی چاہیئے۔ مثلاً اگر ایک غریب آدمی کی جائداد کسی خاص مقصد سے لی جائے تب معاوضہ کی ادائیگی کے وقت اس مخصوص امر میں خیال رکھا جائے کہ معاوضہ معقول ہو۔ ایسی صورت میں حکومت کو آراضی کی قیمت کے علاوہ کچھ اور رقم بھی دینی چاہیئے لیکن جب حکومت کسی زمیندار کی آراضی لے تو ضروری نہیں ہے کہ اس کو قیمت بازار کی یا منافع شرح پر دی جائے تاکہ ادا کردہ معاوضہ معقول ہو۔ آپ معاوضہ مقرر کرتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ زمیندار نے وہ آراضی کس طرح حاصل کی ہے۔ یہی میری سعی ہے۔

پھر میری گذارش ہے کہ آپ آراضی حاصل کرنے کے بعد خیال رکھیں کہ کسان ہی اس کا مالک بنا دیا جائے محض اسی طریقہ سے ہم کسان کی حوصلہ افزائی کرسکتے ہیں تاکہ وہ پیداوار بڑھانے کی کوشش کرے اور اس طرح ملک کی قومی دولت بڑھا سکے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ فقرہ صوبوں کی راہ میں مانع ہو کہ وہ زرعی قوانین کی تکمیل میں تیز قدم اٹھائیں۔ مثلاً آندھرا دیش کے محترم لیڈر سری ٹی۔ پرکاسم نے مدراس میں زمیندارانہ نظام کے انسداد کے لئے کافی کام کیا ہے اور حکومت مدراس اس نظریہ سے قانون وضع کر رہی ہے۔ جیوں ہی کہ زمینداریاں غائب ہوں اور حکومت ان آراضیوں کی مالک ہوجائے۔ اسکی کوشش ہونی چاہیئے کہ ان جائدادوں کو بہترین مصرف میں لایا جائے۔ گورنمنٹ پر لازم ہے کہ مشترکہ کاشت کی تشکیل کرے اور زیادہ سے زیادہ پیدا ہو اور کسان کو اس کی ضروریات کے مطابق اجرت ملے۔ غریب کسانوں کی اس قسم کی امیدیں اس فقرہ سے وابستہ ہیں۔

جہاں تک اس فقرہ کا صنعتوں سے تعلق ہے میں مدراس کی قانون ساز اسمبلی میں یوماً فیوماً یہی کہتا رہا ہوں کہ ان کو قومی ملک قرار دیا جائے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہم نجی اداروں کی صنعت سازی کے رجحان کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے ہیں۔ اگر ہمکو شاہراہ ترقی پر گامزن ہونا ہے تو ہمکو ایسی صنعتوں کو امدادی رقوم بھی دینی چاہیئے تاکہ وہ بھی جلد قومی ملک میں شامل کرلی جائیں۔ جب نجی کاوشیں ترقی پذیر ہوں اور جبکہ ملک کی نظر میں وہ مخصوص صنعتیں مفاد عامہ کیلئے ضروری ہوں تو حکومت ان کو معقول معاوضہ دیکر اپنے قبضہ میں لے لے۔ اس معاملہ میں یہ ایک معقول معاوضہ ہوگا: اگر ان صنعتوں کے بانیوں کو کافی رقم مہیا کردی جائے تاکہ وہ بے وقت ضرورت سہارا ہو۔

(سری ایس- ناگپا)

اس معاملے میں "معقول" سے میری یہی مراد ہے -

جناب والا! یہ دو اصلی نکات ہیں جو انسداد زمینداری اور صنعتوں کی ملک قومی قرار دینے کے قانون سازی کے وقت ذہن نشین رہیں -

ایک مرتبہ پھر میں محرک تحریک کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ وہ اپنے دماغ سے ان کسانوں کو نہ فراموش کریں جن کو ان کی محنت کے عوض ان کا واجب الادا حصہ مل جائے - جناب صدر! میں آپکا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس تحریک پر بولنے کی اجازت دی -

* ڈاکٹر سریش چندر بینرجی (بنگال- جنرل) :- جناب صدر! میری توی امید تھی کہ ہم اپنی آزادی حاصل کرنے کے چند ہفتے بعد ہی اجتماعیت کی راہ میں تیزی سے گامزن ہوں گے لیکن ان بنیادی حقوق میں اجتماعیت کا کچھ بھی ذکر نہیں - مجھکو حقیقتاً خوشی ہوتی اگر پروفیسر کے- ٹی شاہ کی ترمیم منظور ہو جاتی کیونکہ اس میں اجتماعیت کی کچھ چھاپ ضرور ہے - میں محسوس کرتا ہوں کہ ہندستان کی طرح کے ملک میں جہاں افلاس کا یہ عالم ہے جہاں مزدور اور کسان اس قدر خستہ حال ہیں کسی شئے میں بجز اجتماعیت کے ان کی فلاح کی امید نہیں - پس میں جب ہی خوش ہوتا جبکہ پروفیسر شاہ کی ترمیم منظور ہو جاتی - لیکن مجھکو اپنی موجودہ مشکلات کا بھی علم ہے - مجھکو یہ بھی معلوم ہے کہ یہاں پر کتنے مفاد کے حامیان موجود ہیں - یہاں پر ہمیں والیان ریاست، اینگلو انڈین، عیسائی اور دیگر لوگوں کا خیال رکھنا ہے - حقیقت میں یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ ہم کتنے متضاد مفادوں میں ہم آہنگی پیدا کر سکتے ہیں - پس موجودہ ماحول میں ہم ایسی ترمیم کی منظوری پر زور نہیں دے سکتے لیکن اس کے باوجود بھی میری تمنا ہے کہ جب ہندستان آزادی حاصل کر لے اس وقت کسی نہ کسی قسم کی اجتماعیت ممکن ہوگی - ان الفاظ سے میں اس اصل فقرہ کی حمایت کرتا ہوں -

* سری اجیت پرشاد جین (یو پی- جنرل) :- میں اس فقرہ پر اظہار رائے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں میں نے ایک ترمیم پیش کی تھی کہ یہ فقرہ بالکل حذف کر دیا جائے - لیکن یہ اب غیر ضروری ہے کیونکہ میں عام مباحثہ کے دوران میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہوں - یہ فقرہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۲۹۹ کا چربہ ہے جس میں کچھ اور اضافہ کر دیا گیا ہے اس کا مقصد ہے کہ کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مفاد عامہ کے لئے نہ حاصل کی جائے گی جب تک کہ قانون ادائگی معاوضہ پر صاف نہ ہو - ہمکو ۱۹۳۵ کے ایکٹ کی دفعہ ۲۹۹ پر عمل پیرا ہونے کا کچھ تجربہ ہے - ایوان کو معلوم ہے کہ چند کانگریسی صوبوں میں خاتمہ زمینداری کے لئے قوانین کی تیاری زیر غور ہے - ممالک متحدہ میں ہم نے خاتمہ زمینداری کے لئے ایک قانون پاس کیا ہے جس میں معاوضہ منصفانہ ہوگا - یہ رزولیوشن کانگریس کے انتخابی اعلان کے تقدم پر قدم ہے - معاوضہ کی رقوم کے تخمینہ کرنے میں ہمکو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - ایک سوال تو مملکت کی مالیاتی استعداد تھی - اگر معاوضہ ایسی رقم پر مقرر کر دیا جاتا کہ مملکت ادا ہی نہ کر سکتی تھی تو اس کے معنی تھے کہ زمینداری نظام برقرار رہتا - ہم کو یہ بھی اندازہ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں -

لگانا تھا کہ ماضی میں زمینداروں نے زمینداری سے کتنا فائدہ اٹھایا ہے۔ پھر زمینداری کے آغاز کا بھی سوال پیدا ہوگیا۔ ہمارے صوبہ کی کچھ زمینداریاں برطانیہ کی مدد دے کر ۱۸۵۷ء کی اول جنگ آزادی میں غداری کر کے حاصل کی گئی تھیں۔ ہم زمینداریوں کی بازاری قیمت بھی نظر انداز نہ کر سکتے تھے ان سب مختلف عناصر کے باہمی توازن سے ہم زمینداریوں کے معاوضے مقرر کرنے کے لئے کوشاں ہیں دوسری جانب زمیندار لفظ "معاوضہ" سے مراد پورا معاوضہ یعنی بازاری قیمت سمجھ رہے ہیں۔ ان میں سے چند نے دھمکی دی ہے کہ وہ لفظ "معاوضہ" کی وضاحت کے لئے فیڈرل کورٹ تک جائیں گے۔ ہم کو بالکل شبہ نہیں کہ مملکت کے لئے پورا معاوضہ دینا ناممکن ہے۔ تب ہمارے سامنے صرف ایک ہی چارہ کار ہے یعنی یہ کہ زمینداریوں کو یونہی رہنے دیں۔ جناب والا! حصول زمینداری دو طریقے سے ممکن ہے۔ یہ ایک نیت سے مخصوص جائداد کا حصول ہو سکتا ہے۔ اس کیفیت میں مملکت لینڈ ایکویزیشن ایکٹ کے مطابق نہ صرف پوری قیمت بلکہ کچھ زائد رقم بعوض جبری حصول بھی دے سکتی ہے۔ دوسری کیفیات بھی ممکن ہیں جن میں صرف جائداد ہی اکیلی چیز نہیں لے لی جاتی ہے۔ یہ سماج کی سماجی اور معاشی بہبودی کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً ہم کو کارخانے۔ کانیں۔ اور صنعتیں ملک قومی بنانے کے لئے حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ ایسی صورت میں حصول جائیداد سماجی مرفعہ حالی و بہبودی کے لئے ضروری ہے جائداد کا حصول کثیر التعداد عوام الناس کی خاطر ہے۔ ایسے حالات میں ان خیالات کا جو تہائی میں پڑی ہوئی جائیدادوں کے متعلق ہیں۔ اس موقعہ پر اطلاق نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ مملکت اس حالت میں نہ ہو کہ پورا معاوضہ ادا کر سکے۔ ممکن ہے کہ عملاً صرف برائے نام معاوضہ یا بالکل ہی معاوضہ نہ ہو۔ لہذا یہ فقرہ اگر پاس ہوگیا۔ تو اعلیٰ پیمانے پر سماجی اور معاشرتی اصلاحات میں رخنہ پذیر ہوگا۔ یہ ان تمام صورتوں پر حاوی ہوگا جس میں کہ حصول جائیداد پر سماجی اور معاشی ترقیاں ممکن ہیں۔ یہ میرا مقصد نہیں ہے کہ مملکت ایک ڈاکو یا قزاق کی طرح عوام کی جائیدادیں غصب کرلے معاشی اصلاحات کی تدبیریں بالکل ہی دیگر معیار پر رکھی جائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ چند ترمیمیں مرتب ہونے کے باوجود پیش نہیں کی گئی ہیں۔ کیوں کہ ان کا بھی انداز وہی ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ میری رائے میں دستور میں بنیادی حقوق کمزور اور بے کس کے تحفظ کے لئے ہوتے ہیں۔ موجودہ فقرہ کا اثر الٹا پڑے گا۔ یہ قلیل التعداد جائداد والی اقلیتوں کی جائے پناہ ہوگی اور عوام کے معاشی منصفانہ حقوق کا رد کر دے گا۔ لہذا میں اس فقرہ کا سخت مخالف ہوں اور امید کرتا ہوں کہ معزز محرک اس کو ذہن میں محفوظ رکھ کر یہ فقرہ مشاورتی کمیٹی کی نظر ثانی کے لئے پیش کر دیں گے۔ تاکہ کوئی بھی قرارداد جو آج ہم منظور کریں ملک کی خوش حالی اور فارغ البالی کے لئے معاشی اور سماجی اصلاحات میں سد راہ نہ ہوں ان الفاظ کے ساتھ میں اپنا نظریہ ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

* مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا (سی پی اور برار۔ جنرل) :- جناب صدر! ملک کی موجودہ اقتصادی کیفیت کا اندازہ کرتے ہوئے ہر کس کو امید تھی کہ حصول جائداد بالکل مختلف طریقہ سے ہوگا۔ یہ افسوسناک امر ہے کہ اس وقت جبکہ مختلف قانون ساز اسمبلیاں جاگیرداری اور زمینداری نظاموں کو قلیل معاوضہ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا۔)

دیکر نیست و نابود کرنے کے لئے تیار ہوگئی ہیں ہمارے سامنے یہ فقرہ پیش ہوتا ہے جس میں حصول جائداد کے لئے معاوضہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ آزاد ہندوستان میں جائداد کا متعلقہ فقرہ کشادہ دل اور عوام کی بہبودی کے لائق ہونا چاہئے۔ لیکن یہاں اس فقرہ کو منظور کرکے ہم سرمایہ دار کی مدد کر رہے ہیں۔

جنابعالی! لفظ 'جائداد' بہت مبہم ہے۔ لفظ 'جائداد' میں مفید عام ادارے مثلاً الیکٹرک کارپوریشن اور ٹرانسپورٹ آرگنائزیشن وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ کئی صوبوں میں مفید عام ادارے ملک قومی قرار دئے جا رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تمام مفید عام ادارے ملک قومی ہو جائیں گے۔ دراصل استبدادی طرز حکومت میں تمام پبلک "کنٹرول" کی رقمیں جو معاہدے میں تخفیف ادا کرنے کے بعد ملکیت قومی ہو چکی ہیں۔ مجھکو معلوم ہے کہ بجلی کے کاروبار اور مقامی اداروں کے درمیان ایسے معاہدے ہیں جن کی شرائط کی رو سے تمام کاروبار بلاقیمت و معاوضہ اداروں کو مل جائیں گے۔ اگر آپ یہ فقرہ منظور کرلیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ گو کہ معاہدوں میں اس کا ذکر نہیں لیکن ان مفید عام کاروبار کے حاصل کرنے کے لئے ہمکو معاوضے دینے پڑیں گے۔

میں پوچھتا ہوں کیا یہ منصفانہ مزاجی ہے کہ مفید عام کاروباروں کو جو عوام کی بہبودی کے لئے ہیں اور جو آخر کار دوسرے ملکوں میں عوام ہی کی ملکیت ہو جاتے ہیں زر اصل مع معاوضہ دیکر لے لیا جائے حالانکہ معاہدے کے کسی فقرہ میں معاوضہ کا ذکر بھی نہیں۔ لہذا میں محسوس کرتا ہوں کہ اس فقرہ کی ایسی ترمیم ہونی چاہئے کہ کم از کم مفید عام کاروبار اس کی زد سے باہر آ جائیں۔ جناب والا! میں مجبور ہوں کیونکہ میں نے کوئی ترمیم پیش نہیں کی۔ ان وجوہ کے ماتحت جن کا میں ذکر کر چکا ہوں میں اس کی ترمیم یا مشاورتی کمیٹی کی اس فقرہ پر نظر ثانی پسند کرتا ہوں۔ اگر یہ نظر ثانی کے لئے نہیں جائے گا تو مجھے امید ہے کہ محرک میرے وجوہ کا خیال رکھیں گے۔ کیونکہ اس سے عوام کے ساتھ بے انصافی ہے حالانکہ معاہدے میں اس قسم کا کوئی فقرہ نہیں لیکن تب بھی ہم پابند کئے جا رہے ہیں یعنی چھوٹے چھوٹے صوبوں میں کاروباروں کے حصول کے لئے زر اصل مع معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔

* جناب صدر:- کیا آپ کا مطلب ہے کہ اس فقرے سے معاہدے پر اثر پڑے گا؟

* مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا:- بیشک۔ جنابعالی! فقرہ اس معاملہ میں بالکل صاف ہے کہ کوئی جائداد بھی عوام کے استعمال کے لئے نہیں حاصل کی جا سکتی جب تک کہ قانون ادائیگی معاوضہ کا بندوبست نہ کردے۔ قانون اسی فقرہ کے مطابق تیار کیا جائیگا اور گو کہ معاہدوں میں معاوضوں کا ذکر بھی نہ ہو لیکن معاوضہ کی طلبی ہوگی۔

* جناب صدر:- معاہدوں میں حصول کے متعلق ذکر ہوگا۔

* مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا: اگر قانون میں ادائیگی معاوضے کا ذکر ہو لیکن معاہدے میں ایسا فقرہ نہ بھی ہو تب بھی پابند ہو جائیں گے۔ ہم معمولی فہم و فراست کے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں ۔۔۔ قانون کے درخشاں ستارے اس معاملہ میں کچھ بھی کہیں کیسی ہی روشنی ڈالیں۔ میں اسے پسند نہ کرونگا۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں

کہ اگر معاہدے میں معاوضے کے متعلق کوئی فقرہ نہ ہو۔ لیکن آپ معاوضہ ادا کرنے والا ایک ایکٹ پاس کر دیں۔ تب بھی ہم سے معاوضہ طلب کیا جائیگا۔ جائیداد کا مالک عدالت العالیہ میں فقرہ کے ماتحت اپنا معاوضہ لے لیگا۔

*پنڈت ٹھاکر داس بھارگو (یو پی - جنرل):- سبھاپتی جی! میں آپ کے سامنے اس سنشودھن (ترمیم) کا ورودھ (مخالفت) کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں جسے میرے مِتر (دوست) راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ نے اپنے سنشودھن (ترمیم) میں یہ کہا ہے کہ کمپینسیشن (معاوضہ) شبد (لفظ) کے پہلے جسٹ (ٹھیک) شبد (لفظ) جوڑ دیا جائے۔ میں اس کی بہت زور کے ساتھ مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک اس کلاز (دھارا: فقرہ) کا سمبندھ (تعلق) ہے اس کے شبد (لفظ) کچھ اس طرح کے ہیں جن سے مجھے یہ اندیشہ ہے اور مجھے نہیں بلکہ میرے بہت سے مِتروں (دوستوں) کو بھی یہ اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ (خاص طور سے قانونی نتیجہ) جس پرکار (طرح) دیش کے ہت (بھلائی) کے لئے ہونا چاہئے ویسا نہیں ہوگا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کلاز (فقرہ) کی بھاشا (زبان) تبدیل کر دی جائے تاکہ اس کا نتیجہ دیش کے ہت (بھلائی) کے خلاف نہ ہو جیسا کہ ہمیں اندیشہ ہے۔ میں اب بھی جن سجنوں (آدمیوں) نے یہ کلاز (فقرہ) تیار کیا ہے ان سے درخواست کروں گا کہ اس پر پھر سے وچار کریں (غور کریں) اور وچار کر کے کوئی ایک نیا فورمولا (طریقہ) نیا مسودہ ہمارے سامنے رکھیں۔ یہ ٹھیک ہے اور میں عام طور سے ایسا مانتا ہوں کہ اگر ہم کسی وکتی (آدمی) کی سمپتی (جائیداد) لیتے ہیں تو اس کو معاوضہ دینا ضروری ہے۔ یہی میں مانتا ہوں کہ بہت حالتوں میں وہ معاوضہ خود سمپتی (جائیداد) کی قیمت سے مقابلہ میں ہونا چاہئے لیکن جہاں میں یہ مانتا ہوں تہاں (وہاں) ساتھ ہی ساتھ یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم دیکھیں کہ جس کسی وکتی (آدمی) کے پاس جو سمپتی (جائیداد) ہے وہ اس کے پاس کس طرح سے آئی ہے۔ اگر نیائے سنگت (منصفانہ) طریقہ سے۔ جسٹ (منصفانہ) طریقہ سے اس کے پاس وہ سمپتی (جائیداد) آئی ہے تو ہم کو اس کو معاوضہ قیمت کے حساب سے دینا چاہئے۔ اگر نیائے سنگت (منصفانہ) طریقہ سے اس کے پاس وہ سمپتی (جائیداد) نہیں آئی ہے یا اگر اس نے سمپتی (جائیداد) سے کافی لابھ (فائدہ) اٹھا لیا ہے تو اس کو پورا معاوضہ دینا یا اس کی قیمت دینا بالکل غلط ہے۔ اگر ہم آج کل کے سماجک (سماجی) طریقہ کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، اگر ہم اور پونجی واد (سرمایہ دار) کے طریقہ کو واقعی تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم معاوضہ دینگے یا سمپتی (جائیداد) راشٹر (مملکت) لیگا اس کی پوری قیمت دیگا تو اس کے ارتھ (معنی) یہی ہوتے ہیں کہ ہم سماجک (سماجی) طریقے کو بالکل ختم نہیں کر سکتے۔ اگر ہم کو یہ سماجک (سماجی) طریقہ ختم کرنا ہے اور اگر واقعی جس طریقے سے آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے ۸ اگست ۱۹۴۲ کے والے پرستاؤ (قرارداد) میں کہا ہے کہ ہمیں ایسا ودھان (دستور) بنانا ہے جس میں واستوک (اصلی) شکتی (طاقت) شیکتروں (جگہ) میں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کے ہاتھ میں ہو تو ہمارے لئے آوشیک (ضروری) ہو جاتا ہے کہ اس کلاز یعنی دھارا (فقرہ) پر ہم پھر سے بچار کریں (سوچیں)۔ اگر یہ کلاز جیوں کا تیوں رہ جاتا ہے

* پنڈت سے مراد ہندی تقریر ہے۔

[شری وشمبھر دیال ترپاٹھی]

تو اس میں کوئی سندیہہ (شبہ) نہیں ہے کہ ہمارے ان سدھانتوں (وعدے) اور اعلانوں کو پورا کرنے میں جو ہم نے اوسر (موقع) دیش کے سامنے پیش کئے ہیں بیحد دقت ہو گی - لہٰذا میں پھر ایک بار کلاز (دھارا) (یا فقرہ) کے بنانے والوں سے پرارتھنا (درخواست) کروں گا کہ وہ اس پر ذرا بچار کریں (سوچیں)- ابھی ہمارے سامنے کئی پرانتوں (صوبوں) میں زمینداری کے ختم کرنے کا سوال پیش ہے - ہمارے سامنے یہ بھی سوال ہے کہ ہم ان کی کمپین سیشن (معاوضہ) دیں- ہم لوگوں کے سامنے تمام دقتیں آ رہی ہیں - میں خود ایک ایسی کمیٹی [یو-پی کی زمینداری ابولیشن کمیٹی کا] سدسیہ (ممبر) ہوں اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں، بلکہ پورے ادھکار (دعوے) سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم کو قیمت کے حساب سے زمینداری کا کمپین سیشن (زمین کا معاوضہ) دینا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے لئے قریب قریب اسمبھو (ناممکن) ہو جائیگا کہ ہم زمینداروں کو ختم کر سکیں اور اگر کسی طریقہ سے سمبھو (ممکن) بھی ہوا تو اسکا پرنام (نتیجہ) یہ ہوگا کہ ۲۰ یا ۲۵ سال تک کسان لوگ اسی طریقہ سے بھار (دباؤ) کے نیچے دبے رہیں گے جس پرکار (طرح) آج دبے ہوئے ہیں - آخر یہ معاوضہ آئے گا کہاں سے؟ وہ غریبوں کے پاس سے ہی تو آئیگا - ایسی دشا (حالت) میں ۲۰ یا ۲۵ سال تک جو آرتھک (مالیاتی) بوجھ آج کسانوں پر لگا ہوا ہے - وہ اسی طریقے سے لدا رہیگا - اور کوئی لابھ (فائدہ) ۲۰ یا ۲۵ سال تک کسانوں کو نہیں ہوگا - اس کے علاوہ، جو بات راجہ صاحب نے کہی ہے کہ جسٹ کمپین سیشن (ٹھیک معاوضہ) دیا جائے یہ بات بیحد بھدی سی ہے - کیا راجہ صاحب اس بات کے لئے تیار ہیں کہ عام طور سے زمینداروں کو جو حق یا ادھکار (ٹائٹل) ہے اس کی بھی پرکشا (جانچ پڑتال) کی جائے - اور یہ دیکھا جائے کہ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جن کے ٹائٹل جسٹ (ادھیکار ٹھیک) (حق جائز) ہے - اگر وہ یہ ماننے کے لئے تیار رہیں تو شاید اس بات پر غور کیا جا سکتا ہے - دیش میں بہت سی ایسی ریاستیں ہیں، اور خاص طور سے اودھ میں، جہاں کے راجہ صاحب رہنے والے ہیں - جو ۱۸۵۷ء میں اس لئے دی گئی تھیں کہ ان کے پانے والوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا اور دیش (ملک) کے ہت (بھلائی) کے خلاف کاریہ (کام) کیا - ان ریاستوں کے پانے والوں کے پاس پہلے کوئی ریاستیں نہیں تھیں - اور انھیں انگریزوں نے غداری کے صلہ میں ۱۸۵۷ء کے بعد یہ ریاستیں دیں -

راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ صاحب کہتے ہیں کہ وے ہندوستان کے ساتھ ۱۸۵۷ء میں آزادی کی لڑائی لڑے - جن لوگوں نے سوتنترتا (آزادی) کے لئے یدھ (لڑائی) کیا ان کا سواگت (خیر مقدم) کرتا ہوں اور انھیں میں ضرور چاہوں گا کہ ان کے ساتھ جو کچھ بھی رعایتیں کی جا سکتی ہیں وہ کی جائیں - راجہ صاحب کو معلوم ہے کہ ایسی مثال موجود ہے کہ بہت سے لوگوں نے اپنے دیش باسیوں (باشندوں) کے ساتھ دروہ (دشمنی) کیا، غداری کی اور اس کے صلہ میں بڑے بڑے علاقے پائے - ایسے لوگوں کو کمپین سیشن (معاوضہ) کے مانگنے کا کوئی حق نہیں - ان میں ایسے بھی ہیں جنھیں کوئی سرکاری مالگذاری بھی نہیں دینی پڑتی ہے اور وہ برابر ۹۰ سال سے منافع اٹھا رہے ہیں - وے کسانوں سے لگان وصول کرتے رہے ہیں لیکن انہیں سرکار کو مالگذاری کی ایک کوڑی

بھی نہیں دینی پڑی۔ اگر کسی نے زمین وصولی کی قیمت بھی دی ہے تو ۹۰ برس میں اس کا ۵ یا ۶ گنا وصول کر لیا ہے۔ جنہوں نے یہ ریاستیں دیش (ملک) کے ساتھ وِدروہ (بغاوت) کرنے کے عوض میں پائی ہیں وے آج جسٹ کمپن سیشن (ٹھیک معاوضہ) چاہتے ہیں۔ جب تک ہم ٹائٹل (حق) ارتھات (یعنی) ادھیکاروں (حق) کے پرکشا (جانچ پڑتال) نہ کریں اس وقت تک جسٹ کمپن سیشن (ٹھیک معاوضہ) کا کوئی سوال نہیں اٹھا سکتا۔ اگر جسٹ (ٹھیک) شبد (لفظ) نہ بھی رکھا جائے تو جیسا کلاز (فقرہ) ہے اس کے بھی ارتھ (معنی) یہ لئے جا سکتے ہیں کہ سادھارن (معمولی) طور سے ہم ان لوگوں کو کمپن سیشن (معاوضہ) دیں جن کو کوئی ادھیکار (حق) ان زمینداریوں یا ان ریاستوں کے پانے کا نہیں تھا اور جنہوں نے قریب قریب ۹۰ سال تک لابھ (فائدہ) اٹھایا ہے اور ان میں سے بہت ایسے ہیں جن کو مالگذاری بھی نہیں دینی پڑی سو ایسے لوگوں کو کسی طرح کا کمپن سیشن (معاوضہ) دینا بالکل غلط ہوگا۔ ہاں، اس دھارا (فقرہ) میں تھوڑی سی سیونگ کریں (بچاؤ کی صورت) یہ ہے کہ راجیہ (مملکت) ان سدھانتوں (اصولوں) اور ان طریقوں کا بھی نرنے (فیصلہ) کرے گی۔ جن کے آدھار (سہارا) پر معاوضہ دینا چاہئے۔

میری تو سپشٹ (صاف) رائے ہے ہم ان کو کچھ مین ٹی نینس الاؤنس (گزارہ) کے طور پر تھوڑے ورشوں (سال) کے لئے دیں تاکہ وہ نئی اور پریورتت (بدلی ہوئی) آرتھک (مالیاتی) ویوستھا (انتظام) میں اپنا کام کر سکیں اور اس میں رہ سکیں۔ اس سے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے اور کوئی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ بہت سے آدمی کل سے محتاج ہو جائیں، ارتھ رہت (غریب) ہو جائیں اور کل سے کھانے کے لئے ان کے پاس کچھ نہ رہے۔ اس لئے اگر کمپن سیشن (معاوضہ) کا کسی طریقہ سے سمرتھن (تائید کرنا) کیا جا سکتا ہے تو وہ اسی آدھار (بنیاد) پر کہ زمینداروں یا پونجی پتیوں (سرمایہ داروں) کو کچھ دنوں کے لئے مین ٹی نینس الاؤنس (گزارے) کے طور پر دے تاکہ وہ اپنے کو نئے آرتھک (مالیاتی) ڈھانچہ میں قائم رکھ سکیں۔ اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم زمینداری اور پونجی واد (سرمایہ داری) کے طریقہ کو ختم کریں تو مناسب ہے کہ کمپن سیشن (معاوضہ) صرف کچھ برسوں کے گزارہ کے آدھار (بنیاد) پر ہی دیا جائے۔ لیکن مجھے جو بھے (ڈر) ہے، سندیہ (شک) ہے وہ یہ ہے کہ شاید قانونی طریقہ سے اس دھارا (فقرہ) کا ایسا ارتھ (معنی) نکالا جائے جس کا یہ نتیجہ ہو کہ ہماری آرتھک اُنتی (مالیاتی ترقی) آگے کے لئے رک جائے اور جس اور (طرف) کانگریس اور ہمارے دیش کی تمام بڑی بڑی سنستھائیں (انجمنیں) جانا چاہتی ہیں وہ ادھر پوری طور سے نہ جا سکیں۔ لہٰذا میں ماتھر صاحب نے جو سنشودھن (ترمیم) پیش کیا ہے اس کی مخالفت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اس دھارا (فقرہ) کے تیار کرنے والے اپنے ساتھی (محترم) متروں (دوستوں) سے پرارتھنا (درخواست) کرتا ہوں کہ وے اس پر پھر سے وچار (غور) کر لیں۔ اگر اس کو اسی طریقہ سے جلدی میں پاس کیا گیا تو سمبھو (ممکن) ہے کہ اس کا پرنام (نتیجہ) بھینکر (خطرناک) ہو۔ لہٰذا میں یہ دونوں پرارتھنائیں (درخواستیں) آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ سبھاپتی جی (صدر) اور ہمارے انیہ (دوسرے) متر (دوست) ہماری ان

(شری وشمبھر دیال ترپاٹھی)

پرارتھناؤں (درخواستیں) کو سویکار (منظور) کر لئے گئے ۔

* شری وی۔سی۔کیسوراؤ (مدراس ۔ جنرل): ۔جناب صدر! میں اس فقرہ کی تائید کرتا ہوں لیکن کچھ خیالات کا اظہار بھی کروں گا۔

یہ فقرہ ان شہریوں کے معاوضہ کے حق میں ہے جن کی جائدادیں استعمال عامہ کے لئے لی جائیں۔ جب مملکت کسی شخص کی جائیداد حاصل کرتی ہے تو معاوضہ کے لئے نہ کہ کسی ایک فرد کے لئے۔ اگر اس حصول سے کوئی شہری اپنے ذریعہ معاش سے محروم ہو جائے تو اس کو اتنا معاوضہ ادا کیا جائے جتنے کی جائیداد سے وہ محروم کر دیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی شخص بھی ایسے معاوضہ کے خلاف نہ ہوگا۔

ہم آزاد ہندوستان کے لئے دستور تیار کر رہے ہیں۔ ہم انگریزوں سے ہندوستان چھوڑنے کو کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ وہ ۲۰۰ برس پیشتر یہاں آئے تھے۔ ہم کو معلوم ہے کہ انگریزوں نے ناجائز طریقے سے ہندوستان پر قبضہ کیا۔ نہ کہ محنت شاقہ سے۔ اس ملک کے مالک ہونے کی حیثیت سے ہم کو حق ہے کہ ہم ان سے ملک چھوڑ دینے کو کہیں اور وہ اب ہماری خواہش کے مطابق وہ جون ۱۹۴۸ء میں ہندوستان چھوڑ رہے ہیں۔ آزاد ہندوستان میں کوئی شخص پسند نہیں کرے گا کہ اس کو دوسرا شخص استحصال کرے۔ بڑے بڑے زمینداروں نے اپنی اراضیاں محنت شاقہ سے حاصل نہیں کی ہیں۔ اس معاملہ میں زمیندار اور برطانوی امپیریلسٹ میں کوئی فرق نہیں۔ انگریزوں نے ایسی لوٹ کھسوٹ کی خاطر سلطنتیں حاصل کیں، اور زمینداروں نے کثیر دولت۔

آزاد ہندوستان میں تمام شہریوں کو مساوی رکھنا ضروری ہے۔ یہ شاید ہمارے ملک کے رائج الوقت طریقہ کی وجہ سے کچھ عرصہ تک ممکن نہ ہو۔ کسانوں کی مشترک آواز یہی ہے۔ کہ اس کی جمع کی ہوئی پیداوار زمیندار لے لیتا ہے۔ گو کہ اسے بال بچوں کی پرورش کے لئے بھی چاہیے۔ اسے بجز فاقوں مرنے کی کوئی چارہ نہیں۔ کیا مملکت اس شخص کے لئے ذریعہ معاش مہیا کرنے کے لئے تیار ہے؟ یا اس کی محنت اور قوت کے مزدور ہونے کے عوض معاوضہ دینے کو تیار ہے؟ اگر ایک زمیندار جو غریبوں کو لوٹ کھسوٹ کر دولت جمع کرتا ہے اور اپنی جائداد کے ایک حصے سے مفاد عامہ کی وجہ سے محروم کر دیا جاتا ہے تو مملکت اس کو نقصان کے عوض معاوضہ دیتی ہے۔ حالانکہ حقیقتاً اس کا نقصان کچھ بھی نہیں ہوا۔ آج کل کسان کی گذارش یہی ہے کہ لگان میں تخفیف ہو۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ حقیر قطعہ بھی جو اس کے بال بچوں کا ذریعہ معاش ہے۔ اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ زمیندار تیار ہے کہ زمین غیر مزروعہ رہے۔ لیکن وہ لگان میں تخفیف کے لیے تیار نہیں۔ اس طرح وہ اپنے کسانوں کو بھوکوں مرنے دیتا ہے۔

آخر میں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انڈین نیشنل کانگریس زمینداروں کے خاتمہ کے لئے لڑتی رہی ہے۔ اور آخر انتخابات میں اس نے عوام سے وعدہ بھی کیا ہے کہ جونہی وہ حکومت سنبھالیگی۔ زمینداری کا خاتمہ کر دے گی۔ پس اس کے مطابق کانگریسی صوبائی حکومتوں نے اس کے خاتمہ کے لئے بل تیار کئے۔ اب جب کہ ہم آزاد ہندستان کے لئے دستور بنا رہے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم کو (؟) قانون بنا کر

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

ان کے مطابق معاوضہ ادا کریں۔ قانون انہیں کی اعانت کے لیۓ ہے اور دوسرے لوگ ضرورت سے زیادہ پائیں گے۔

مندرجہ بالا وجوہ سے میری ایوان سے گزارش ہے کہ وہ اس فقرہ کو اس طرح ترمیم کریں کہ شہری یا کارپوریشن کو حصول جائداد کے عوض برائے نام معاوضہ ملے۔

* رائے بہادر سیام نندن سہائے - (بہار- جنرل) میں اپنے معزز دوست راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ کی ترمیم کے متعلق چند باتیں عرض کروں گا۔ ان کی ترمیم یہ ہے کہ لفظ "معاوضہ" کے قبل "منصفانہ" لفظ بڑھا دیا جائے میں غور و فکر سے اس مباحثہ کو سنتا رہا اور اب مجھ کو کہنا چاہیے۔ کہ میں نے اب تک ایک بات بھی ایسی نہیں سنی جس سے یہ مراد ہو کہ انصاف پسندی کو بالائے طاق رکھ کر معاوضہ دیا جائے ابھی تک کسی نے یہ رائے دی اور نہ غالباً دی جائے گی کہ ایک مرتبہ ہم یہ اصول تسلیم کرلیں کہ حصول جائداد سے پہلے ادائیگی معاوضہ پر عمل ہوگا تو معاوضہ غیر منصفانہ ہوگا۔ میری گذارش ہے کہ ایسی جلیل القدر اسمبلی میں یہ باعث نزاع نہ ہوگا۔ آخر کار اس ملک کا مستقبل اس انصاف اور خوش معاملگی پر منحصر ہے جو ہم مختلف معاملات میں جو ہمارے روبرو ہوں یا موقع شناسی سے کام لے کر یا بین الاقوامی سیاست میں اظہار قابلیت پر عمل پیرا ہوں۔

میری گزارش ہے کہ موجودہ زمینوں کے مالکوں کے متعلق آپ خواہ کچھ بھی کہیں ایک زمانہ میں چند صدیوں قبل اس ملک کے معاشی نظام کے یہی پیشرو تھے۔ انہوں نے دولت پیدا اور جمع کی۔ لیکن کیا یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ ان سے جائداد لے لی جائیں۔ اور ان کو معاوضہ بھی نہ دیا جائے اور عذر یہ ہے کہ بنیادی حقوق میں بھی درج کردیا جائے کہ ان کو معاوضہ دیا جائے۔ اور وہ بھی غیر منصفانہ؟ میرے خیال میں ایوان کے سامنے اس قسم کی تحریک نہیں پیش کی جائے گی۔ اور اگر پیش بھی کی گئی۔ تو ایوان اس کو منظور نہ کرے گا۔

جناب عالی! ترمیم کیا چاہتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ لفظ "معاوضہ" منصف کردیا جائے - معزز محرک نے دنیا کے دوسرے دستوروں کا حوالہ دیا ہے جن میں لفظ "معاوضہ" لفظ "منصفانہ" سے متصف کیا گیا ہے۔ صرف یہی لفظ نہیں ہے جو استعمال کیا گیا - اگر ہم مسٹر بی۔ این راؤ کا پمفلٹ "کانسٹی ٹیوشنل سیریز آف فنڈامنٹل رائٹس" کو دیکھیں تو معلوم ہوجائے گا کہ جرمن دستور میں بھی الفاظ "واجب الادا معاوضہ" استعمال کیئے گئے ہیں۔ اس میں درج ہے کہ :

"بے دخلی صرف قانون کی دفعات کی مطابقت میں اور پوری قوم کے فائدہ کے لئے اور واجب الادا معاوضہ کی ادائیگی کے بعد ہوگی"

پس میری گزارش ہے کہ لفظ "منصفانہ" سے فنڈامنٹل رائٹس سب کمیٹی کی رپورٹ کے اصلی پوشیدہ مقصد کا اظہار کرتا ہے۔ جب تک کہ کچھ ممبر یہ نہ کہنے لگیں کہ لفظ "معاوضہ" کو بھی اس جگہ درج کردیا جائے تاکہ بعض حالات میں غیر منصفانہ معاوضے کا بھی گمان ہوسکے میں عرض کروں گا کہ اس مسئلہ کا یہ حل نہ تو صحیح ہے اور نہ مناسب اور نہ یہ معقول دلیل ہے۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

* رائے بہادر شیام نندن سہائے:
جناب والا! ان تمام اشخاص کے جو اس ترمیم کے خلاف ہیں تمام دلائل مسئلہ حصول زمینداری پر مرکوز ہیں بدقسمتی سے یہ یا تو عمداً نظر انداز کر رہے ہیں یا سمجھ نہ سکے کہ یہ معاوضہ صرف زمینداری کے لئے ہی نہیں ہے۔ یہ ملک کے تمام اداروں اور انجمنوں کے منقولہ اور غیر منقولہ جائدادوں پر حاوی ہے۔ کسی وقت یہ بھی ضروری ہو سکتا ہے کہ ملک کی بہتری کے لئے "کاشتکاری" یا کسانوں کی اراضیاں بھی حاصل کر لی جائیں۔ اگر آپ باہمی امدادی یا ملی زراعت کا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں تو یہ ممکن ہے کہ کسانوں کی اراضیاں لینی پڑیں۔ کیا آپ ان کو منصفانہ معاوضہ دینے سے انکار کر دیں گے؟ لہٰذا ایسی تجویز جو نہ صرف زمینداری بلکہ تجارتی اور دیگر کاروباروں پر بھی حاوی ہو۔ میری رائے میں شک و شبہ سے مبرا ہونی چاہیئے۔ میری گزارش ہے کہ حقوق شخصی جائداد و حفاظت شخصی جائداد اس اصول کے تسلیم کرنے پر مبنی ہے کہ حق قوت پر غالب آتا ہے۔ آپ مختار ہیں کہ اس کو رد کر دیں۔ لیکن اس کے معنی ہوں گے کہ ہم قوانین جنگل پر عمل پیرا ہیں نہ کہ اچھے قوانین پر جو سماج کو یکجا رکھ سکتے ہیں۔ کچھ دوستوں نے یہ بھی کہا کہ کچھ زمینداروں نے اپنی جائدادیں انقلاب ۱۸۵۷ء میں غیر قومی کاموں سے حاصل کی ہیں ترمیم کے معزز محرک نے رائے پر شبہ ظاہر کیا ہے میں عرض کروں گا کہ ان معزز دوستوں کی زمینداری کے متعلق علم غیر مکمل ہے۔ اسی وجہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد زمینداروں کو جائدادیں بطور تحفہ حاصل ہوئی ہیں۔ شاید وہ بھول گئے کہ بندوبست دوامی اس ملک کے چند علاقوں میں ۱۷۹۳ء میں انقلاب ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے رائج ہو چکا تھا۔ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ زمینداریاں ان کو غداری کے صلہ میں ملی ہیں کچھ افراد ایسے ضرور تھے۔ لیکن آپ کے زیر نظر ایک طبقہ ہے نہ کہ افراد۔ آپ کے پیش نظر اراضیوں کا مسئلہ ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ آپ پورا مسئلہ اور کامل تصویر اپنی نظروں کے سامنے رکھیں۔ کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے زر کثیر سے زمینداریاں خریدی ہیں سو برس قبل نہیں جیسا کہ چند نفوس کا خیال ہے۔ زمینداریاں روزانہ خرید و فروخت ہوتی رہتی ہیں۔ اکثر نفوس نے امسال ہی زمینداریاں اپنی ان کثیر رقمیں دے کر خریدی ہیں۔ جو ان کی تمام عمر کی جمع شدہ کمائی تھی۔ یہ کون نہیں جانتا کہ صرف چند سال قبل ہم اپنا روپیہ زیادہ تر زمینوں ہی پر لگایا کرتے تھے؟ یہ یقیناً ظلم ہوگا کہ ہم ان کو منصفانہ اور مناسب معاوضہ نہ دیں۔ اصلی فقرہ کے اور اس کی ترمیم کے معزز محرکوں کو میرا یہ مشورہ ہے کہ لفظ "معاوضہ" کے معنی "منصفانہ اور مناسب معاوضہ" ہے۔ میری رائے میں معاوضہ کبھی غیر منصفانہ یا نامناسب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اصلی فقرہ کے معزز محرک کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر وہ بھی میرے ہی ہم خیال ہوں کہ معاوضہ سے مراد منصفانہ اور مناسب معاوضہ ہے تو ترمیم کے معزز محرک کے لئے میری صلاح ہے کہ وہ اپنی ترمیم کو واپس لے لیں۔

* راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ:- اس مباحثہ کی وجہ سے میں اپنی ترمیم واپس لینے کے لئے تیار ہوں میں اجازت چاہتا ہوں کہ اپنی ترمیم واپس لے لوں۔

ترمیم، باجازت اسمبلی، واپس لے لی گئی۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

جناب صدر: - اب بحث پورے فقرہ پر شروع ہو گی -

شری لکشمی نرائن ساہو (اڑیسہ - جنرل): - جناب صدر! حالانکہ فقرہ سے جیسا کہ اب ہے میں متفق الرائے ہوں لیکن میں اڑیسہ کی زمینداریوں کے متعلق کچھ عرض کروں گا - اڑیسہ میں کسانوں کی حالت بیحد خراب ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اڑیسہ کے باشندگان نے بمقابلہ بنگال اور دیگر صوبوں کے انگریزی تعلیم دیر میں شروع کی - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اڑیسہ کی زمینداریاں بنگال کے غیر حاضر زمینداروں کے قبضہ میں منتقل ہو گئیں - اس وقت شمالی اڑیسہ کا دو تہائی یعنی اضلاع بالاسور، کٹک، پوری اور سنبھل پور کی زمینیں انہیں غیر حاضر زمینداروں کے قبضہ میں ہیں - اسکا نتیجہ شدید تباہ کن ہے - جب انہوں نے یہ زمینداریاں خریدی تھیں انہوں نے مناسب قیمتیں بھی نہ ادا کی تھیں - گورنمنٹ ریکارڈس میں بھی درج ہے کہ دن دھاڑے ڈاکے ڈالے گئے اور اس طرح یہ زمینداریاں حاصل کی گئیں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم ان زمینداریوں کا معاوضہ کیوں دیں جبکہ یہ اتفاقیہ خوش قسمتی یا دن دھاڑے ڈاکہ زنی کی بدولت حاصل ہوئی ہیں -

دوسرے میں اس ایوان کی توجہ ایک دوسرے زمیندار کی طرف منعطف کرتا ہوں - یہ جے پور کا زمیندار ہے - یہ زمینداری پوری ضلع کوراپور میں ہے جو اڑیسہ کے چھ اضلاع میں سے ایک ضلع ہے - یہ باعث افسوس ہے کہ یہ زمیندار حکومت کو کل ۱۶ ہزار روپیہ سالانہ دیتا ہے اور ۱۶ لاکھ روپیہ سالانہ اس سے حاصل کرتا ہے یہ کیفیت انتہائی خراب ہے اور اسکا علاج ضروری ہے - ایسے زمینداروں کی موجودگی میں حکومت کا انتظام کرنا بہت مشکل ہے - لہذا میں کہتا ہوں کہ جب ان کو معاوضہ دیں با منصفانہ معاوضہ دیں ہکوات غیر حاضر بنگالی زمینداروں کے ساتھ بھی انصاف کرنا چاہئے خصوصاً ایسے زمینداروں کے ساتھ بھی جیسا کہ زمیندار جے پور ہے - یہ اڑیسہ کے متعلق میں گوش گذار کرنا چاہتا تھا -

دوسری چیز جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مستقبل میں جب کہ جمہوری مملکت بنائے جانے کی کوشش ہو رہی ہو ہم اس حالت کو برداشت نہیں کر سکتے کہ زمیندار موجود ہوں یہ سخت ناگوار بات ہے کہ ان کو کچھ عرصہ کے لئے اور رہنے دیا جائے جتنی جلدی ان زمینداروں کو معاوضہ دیکر رخصت کر دیا جائے اتنا ہی اچھا ہے - مجھے اس کے بجز اور کچھ نہیں کہنا ہے کہ سو میں سے ۹۹ زمیندار بہت بدنام ہیں کیونکہ وہ اپنے ان فرائض کو، جو ان پر عائد ہوتے ہیں، کچھ سر انجام نہیں دیتے مثلاً زمیندار کا ایک فرض جو حکومت نے ان پر عائد کیا ہے یہ ہے وہ کسانوں کے مفاد کی نگہبانی کرے - لیکن وہ ایسا کبھی نہیں کرتے - اس کے برخلاف کسان سے انتہائی زائد لگان وصول کیا جاتا ہے - بہت سے غیر قانونی محصول ہیں جو وہ وصول کرتے ہیں - اگر یکے بعد دیگرے ان کو گنا جائے تو ایک لمبی فہرست مرتب ہو جائیگی - ابھی چند دن ہوئے اڑیسہ کی ایک زمینداری میں، یعنی علاقہ کنکا میں ۴۲ مختلف قسم کے غیر قانونی محصول وصول کئے جاتے تھے جس کی وجہ سے وہاں ایک تحریک پیدا ہوئی تھی - اس تحریک کے باوجود بدستور حال آج بھی ویسی ہی ہے - کسانوں کو طرح طرح سے اذیت دیجاتی ہے -

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں -

(شری لکشمی نرائن ساہو)
لہٰذا جب ہم سے جمہوری ریپبلک کا وعدہ کیا جاتا ہے اور وہ بھی بہت جلد تو میں عرض کر دوں کہ ہم زمینداروں کے اس ظلم کو اب برداشت نہیں کر سکتے۔ جتنی جلدی زمینداروں کو معاوضہ دیکر رخصت کر دیا جائے اچھا ہے۔

*مسٹر ستیا نرائن سنہا (بہار - جنرل):- میں تجویز کرتا ہوں کہ اب یہ سوال ایوان میں پیش کیا جائے۔ اس معاملہ پر کافی بحث وتمحیص ہو چکی ہے۔

*جناب صدر:- ابھی میری فہرست میں کچھ اور نام ہیں۔ مسٹر پھول سنگھ

شری پھول سنگھ (یو۔پی۔جنرل):- جناب والا! بہت سی تقریریں اس ہاؤس (ایوان) میں ہوئیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمینداری کے ابولیوشن (خاتمہ) کے مسئلہ پر کچھ معاوضہ دئے جانے کی تجویز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جیسا کہ شری شمبھو دیال ترپاٹھی جی نے کہا کہ زمینداری کو بہت سے لوگوں نے ملک کے خلاف غداری کر کے حاصل کی تھی اور اس کے جواب میں ایک راجہ صاحب نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے آزادی کی لڑائی میں ملک کی مدد بھی کی ہے۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ایسے لوگوں کو کچھ انعام نہیں ملا جن لوگوں نے ملک کی مدد کی ہے۔ اس لڑائی میں تو زمینداریاں چھینی گئی تھیں۔ ایسا کیس (معاملہ) تو ایک عجیب کیس (معاملہ) ہوگا کہ سرکار کے خلاف لڑنے میں کسی کو ریاست ملی تھی۔ وہ بہرحال ابھی تک جو معاوضہ کا سوال ہے اس کی ایک بڑی وجہ تو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، ۱۹۳۵، بیان کی جاتی ہے اور جب کبھی لوگوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا تھا کہ معاوضہ نہ دیا جائے تو جواب میں یہ کہا جاتا تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، ۱۹۳۵، کے ختم ہونے کے بعد یہ بات ہو سکتی ہے لیکن آج وہی کلاز (فقرہ) یہ کانسٹی ٹیوا ینٹ اسمبلی پاس کرے اور اسے ہمارے کانسٹی ٹیوشن (دستور) میں نہ رکھیں فنڈامنٹل رائٹس (بنیادی حقوق) میں رکھ دینے سے میں سمجھتا ہوں آئندہ کے لئے راستہ بند کر دینا ہوگا۔ زمینداری کے متعلق کافی صاحبان نے بیان کیا۔ لیکن زمینداری سے بڑا مسئلہ انڈسٹری (صنعت) کا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ان لڑائی کے ۵ یا ۶ برسوں میں بہت سے مل (کارخانے) مالکوں نے اپنی پونجی کا کئی گنا روپیہ اس پر منافع کا وصول کر لیا ہے ٹیکسٹائل انڈسٹری (کپڑوں کی صنعت) میں جہاں پیڈاپ کیپیٹل (وصول شدہ سرمایہ) ۵۰ کروڑ کے قریب ہے۔ کئی سو کروڑ روپیہ جس پر منافع کا وصول ہو گیا ہے۔

اس ملک کا اور ملکوں کے ساتھ مقابلہ کرنا بھی بہت مناسب نہ ہوگا اتنا زیادہ منافع کسی ملک کے کیپٹلسٹوں (سرمایہ داروں) نے اس لڑائی سے نہیں اٹھایا جتنا یہاں کے لوگوں نے اٹھایا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے کلاز (فقرہ) کو اس طرح سے پاس کرنے سے تو شاید ہم اس ملک کے ریفارم (اصلاحات) کے راستہ کو مستقل طریقہ سے بند کرنے کے خطرہ میں پڑ جائیں گے۔ میں اپنے بزرگوں سے اور ان صاحبان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں جن کے ہاتھ میں اس ہاؤس کی ناؤ ہے کہ وہ اس کلاز (فقرہ) پر دوبارہ غور کریں اور اس کو اس طریقے سے رکھیں

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

کہ آپ کے آیندہ آنے والے لوگ اگر کسی قسم کی اصلاح یہاں کے معاملوں میں کرنا چاہیں تو وہ اصلاح کرنا ناممکن نہ ہوجائے۔ جس طرح سے یہ دفعہ ۱۹ اس ہاؤس کے سامنے رکھی گئی ہے اگر وہ اسی طرح سے پاس ہوگئی تو پھر انڈسٹری (صنعت) کو نیشنلائز (ملک قومی) کرنا ناممکن نہیں تو بہت حد تک مشکل ہوجائیگا۔ میں ہاؤس کا بہت وقت نہ لیکر محض یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ کو پھر مزید غور کے لئے واپس کردیا جائے۔

* شری راج کرشنا بوس (اڑیسہ - جنرل): جناب والا! میں تجویز کرتا ہوں کہ تحریک اب پیش ہو۔

* جناب صدر: - ایک تحریک آئی ہے کہ اب تحریک پیش ہو۔ میرا خیال ہے کہ ہم کافی بحث و تمحیص کر چکے ہیں اور میں اب ایوان کا رجحان معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ تجویز ہے کہ تحریک پیش ہو۔

تحریک منظور ہوگئی۔

* جناب صدر: - سردار پٹیل اب جواب دینگے۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل: - اس معاملہ پر بحث غلط رستہ پر بھٹک گئی ہے۔ کسی نے ایک ترمیم کی تھی جو بعد میں واپس بھی لے لی گئی۔ جن لوگوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا ہے انھوں نے فرض کرلیا تھا کہ اس فقرہ کا منشا زمینداریوں کا حق سرکار حاصل کرنا ہے حالانکہ وہ اس فقرہ کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔ بہت سے مفاد عامہ کے کاموں کے لئے زمین کی ضرورت پڑے گی۔ زمین ہی کیا اور بہت سی دیگر چیزیں حاصل کرنی پڑینگی۔ حکومت معاوضہ دینے کے بعد انھیں حاصل کریگی نہ کہ غاصبانہ طریقہ پر۔ فقرہ کے اصل معنی یہ ہیں۔ لیکن شاید زمینداروں یا ان کے نمائندوں نے یہ سمجھا کہ ایک ترمیم پیش کرکے یا ایک تقریر کرکے وہ اپنے حقوق محفوظ کرلیں گے۔ اس طرح ان کے حقوق محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ان کو وقت کی ضروریات محسوس کرنی چاہیئے۔ اور انھیں اس کے ساتھ قدم بقدم رہنا چاہیئے۔ یہ فقرہ کل یا پرسوں قانون بننے نہیں جارہا ہے۔ شاید اس کو ایک سال لگے لیکن یہ عرصہ گذرنے سے پہلے ہی بہت سی زمینداریاں معدوم ہوچکی ہوں گی۔ مختلف صوبوں میں اب بھی ایکٹ اور قوانین کے واسطے میں اس قسم کے قانون تیار ہورہے ہیں جن سے زمینداریاں بعوض منصفانہ یا مناسب معاوضہ کے یا قانون ساز اسمبلیاں جس طرح مناسب سمجھیں ختم ہوجائیں گی۔ لہذا یہ غلط خیال ہے کہ فقرہ ان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے۔ جائداد پر سرکاری قبضہ شروع ہوچکا ہے اور قانون ساز اسمبلیاں ان کو معدوم کرنے کے لئے قدم اٹھا چکی ہیں۔ لہذا ہم کو اب یہ سوال نہ اٹھانا چاہیئے کہ دور گذشتہ میں زمیندار قوم پرست تھے یا دیال تھے یا اسی قسم کے کچھ اور تھے۔ یہ سب باتیں بے محل ہیں اور ہمکو گذری ہوئی باتیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اس فقرہ پر کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا مجھے بصورت جواب کچھ اور کہنا نہیں ہے۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ میرا پیش کردہ فقرہ منظور کیا جائے۔

* جناب صدر: - میں ایوان کے سامنے فقرہ ۱۹ پیش کرتا ہوں۔

فقرہ ۱۹ منظور ہوگیا۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

جناب صدر :- اب ہم فقرہ ۲۰ پر آتے ہیں۔

فقرہ ۲۰ - متفرق حقوق

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل :- میں فقرہ ۲۰ پیش کرتا ہوں۔

(۱) "کوئی شخص کسی جرم پر سزا کا مستوجب نہ ہوگا بجز اُس قانون کی خلاف ورزی پر جو بوقت جرم رائج ہو۔ اور اس پر الزام بھی عائد کیا گیا ہو۔ اور نہ وہ بوقت جرم رائج الوقت جرمانہ سے زیادہ جرمانے کا مستوجب ہوگا"

(۲) "کسی شخص پر ایک ہی جرم کے لئے ایک بار سے زائد نہ مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ اسکو کسی تعزیری مقدمہ میں خود اپنے خلاف گواہ بننے کے لئے مجبور کیا جائیگا"

مجھے توقع ہے کہ اس فقرہ پر ترمیمیں نہ ہوں گی۔ لہذا میری تحریک ہے کہ یہ فقرہ منظور کیا جائے۔

* جناب صدر :- مجھکو اس فقرہ پر چند ترمیموں کا نوٹس دیا گیا ہے۔ میں محرکین سے انہیں پیش کرنے کے لئے کہتا ہوں۔

* مسٹر ایچ۔ وی۔ کامتھ (سی۔ پی و برار جنرل) :- ترمیم نمبر ۹۵ کے سلسلہ میں بعد کی تنقیح سے معلوم ہوا کہ میری ترمیم فقرہ ۹ کے ماتحت موزوں ہے لہذا اس کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جہانتک میری ترمیم نمبر ۹۶ کا سوال ہے میں بعد میں اس کو پیش کرنے کے لئے اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں۔

* جناب صدر :- شری روہنی کمار چودھری۔ نمبر ۹۷

* شری روہنی کمار چودھری (آسام۔ جنرل) :- اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی ترمیم کو ابھی پیش کردوں۔ اس کا تعلق اسلحہ رکھنے کی اجازت اور سزائے موت کی موقوفی سے ہے لیکن اگر اس کو ایک نیا فقرہ تسلیم کیا جائے تو بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نئے فقروں کے ساتھ پیش کیا جائے۔

* جناب صدر :- یہ ایک نیا فقرہ ہے۔

* شری روہنی کمار چودھری :- تب میں اس کو پیش نہیں کرتا۔

* جناب صدر :- اس کے معنی یہ ہوئے کہ اب کوئی ترمیم نہیں ہے۔ میں اس فقرہ کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

فقرہ ۲۰ منظور ہو گیا

* جناب صدر :- اب فقرہ ۲۱ لیجئے۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل :- میں فقرہ ۲۱ پیش کرتا ہوں۔

"یونین کے تمام علاقوں میں یونین اور اس کی ہر ایک وحدت کے قوانین عامہ، کاغذات اور عدالتی کارروائیوں پر پورا اعتماد و وثوق کیا جائیگا۔ اور یہ یونین کا قانون بتائیگا کہ ان ایکٹوں، کاغذات اور کارروائیوں کو کن حالات اور کن طریقوں سے ثابت کیا جائے اور یہ کہ ان کا اثر کیا ہوگا۔

"دیوانی کے آخری فیصلوں پر جو کسی وحدت میں دیئے گئے ہیں تمام یونین میں عمل کیا جائیگا

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

بقیود ان شرائط کے جو یونین کے قانون سے عائد ہوتی ہیں"۔

میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

* جناب صدر :۔ اس فقرہ پر مجھکو کوئی نوٹس نہیں دیا گیا۔ پس میں اس فقرہ کو پیش کرتا ہوں۔

فقرہ ۲۱ منظور ہو گیا

فقرہ ۲۲ - دستور کے متعلق حقوق چارہ جوئی

* جناب صدر :- فقرہ ۲۲

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل :- میں فقرہ ۲۲ پیش کرتا ہوں۔

(۱) "مناسب کارروائی سے عدالت العالیہ کے سامنے چارہ جوئی کا حق کسی ایسے حق کے نفاذ کیلئے جو اس حصہ میں گارنٹی کئے گئے ہیں۔ چارہ جوئی کے حق کی گارنٹی کی جاتی ہے"۔

(۲) دیگر عدالتوں کے اختیارات کو جو بالخصوص ان کو تفویض کئے گئے ہیں۔ نقصان پہنچائے بغیر عدالت العالیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ پروانہ حاضری ملزم روبکار عدالت بالا، حکم امتناعی اور حکم شمل طلبی جن کی اس حق کی مناسبت سے دستور کے اس حصہ میں گارنٹی کی گئی ہے بصورت فرمان جاری کرے۔

(۳) چارہ جوئی کے ان حقوق کو اس وقت تک موقوف نہ کیا جائیگا۔ جب تک کوئی بغاوت۔ حملہ یا دیگر خطرناک ناگہانی کے وقت حفاظت عامہ اس کی موقوفی ضروری قرار نہ دے"

اس فقرہ پر ترمیمیں ہوسکتی ہیں۔

* جناب صدر :- مجھے کئی ترمیموں کا نوٹس مل چکا ہے جن میں سے ایک سر بی۔ ایل۔ متر کی ہے۔

* سر بی۔ ایل۔ متر (بڑودہ) مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ یہ معاملہ عدالتی رپورٹ کی پیشی کے وقت زیر بحث آئے گا۔ اس وعدہ کے پیش نظر میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا۔

ترمیمیں نمبر ۹۹ تا ۱۰۱ پیش نہیں کی گئیں۔

* سر بی کے سنتھانم (مدراس - جنرل) :- میں پیش کرتا ہوں :-

"(ا) کہ فقرہ ۲۲ کے ضمنی فقرہ (۳) میں لفظ "ناگہانی ضرورت" کے بعد مندرجہ الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے۔

"جو یونین یا متعلقہ وحدت کی حکومت نے ایسا ہونے کا اعلان کر دیا ہو"

ظاہر ہے کہ یہ نظر انداز ہو گیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ تحریک کو منظور ہوگا۔ اس کے متعلق میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ میں اس تحریک کو پیش کرتا ہوں۔

(ترمیمیں نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۷ پیش نہیں کی گئیں)

* جناب صدر :- صرف ایک ترمیم پیش کی گئی ہے۔

مسٹر کے۔ ایم منشی :- ایک ترمیم اور بھی ہے جس کا نوٹس میں نے آج صبح ہی دیا ہے۔ وہ ایک صرف لفظی ترمیم ہے، صرف الفاظ کو نئے طریقے سے ترتیب دینا۔ میری ترمیم سے جو میں پیش کر رہا

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(مسٹر کے۔ ایم۔ منشی)
ہوں۔ فقرہ ۲۲ کے تحتی فقرہ (۱) میں زبان کی غیر شستگی دور ہو جاتی ہے۔ تحتی فقرہ یوں ہے:-

"مناسب کارروائی سے عدالت العالیہ کے سامنے حق چارہ جوئی کی کسی ایسے حق
نفاذ کے لئے جو اس جزو میں گارنٹی کئے گئے ہیں گارنٹی کیا جاتا ہے۔"

اس میں لفظ "گارنٹی" دو مرتبہ آگیا ہے اور مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ فصیح نہیں ہے۔ اس لئے میں مندرجہ ذیل ترمیم پیش کرتا ہوں:-

"فقرہ (۲۲) (۱) میں الفاظ "کسی ایسے حق کے نفاذ کے لئے جو اس جزو میں گارنٹی کئے گئے ہیں گارنٹی کیا جاتا ہے" کے بجائے "ایسے حقوق کی جن کا ذکر اس جزو میں ہے گارنٹی کی جاتی ہے۔"

* **جناب صدر:-** دونوں ترمیمیں اور فقرہ اب بحث کے لئے سامنے موجود ہیں۔

* **سری کے۔ سنتھانم:-** مجھے تشویش ہے کہ فقرہ، جیسا کہ مرتب ہوا ہے بہت معیوب ہے یہ ان فقروں میں سے ہے جن پر بہت احتیاط سے غور و فکر اور نظر ثانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان چیزوں میں سے ایک ہے جس پر عدالتی معاملات سے متعلقہ کمیٹی غور کریگی۔ میری خواہش ہے کہ یہ فقرہ بھی ان ہی کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ موجودہ صورت میں یہ شدید غلط فہمی کا باعث ہوگا۔ مثلاً تحتی فقرہ (۱) یہ ہے کہ:-

"مناسب کارروائی سے عدالت العالیہ کے سامنے حق چارہ جوئی کی کسی ایسے حق کے
نفاذ کے لئے جو اس جزو میں گارنٹی کئے گئے ہیں گارنٹی کی جاتی ہے۔"

یہ بھی ممکنات میں سے ہے کہ اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ عدالت العالیہ کو بنیادی حقوق کے متعلق تمام معاملات پر بلا شرکت غیرے بنیادی اختیار حاصل ہے یا اس سے مراد یہ لی جائے کہ اسے کسی اور عدالت کے ساتھ متصل بنیادی اختیار حاصل ہے۔ میں ڈاکٹر امبیدکار سے پوچھتا ہوں کہ "عدالت العالیہ کے سامنے حق چارہ جوئی کی گارنٹی کی جاتی ہے" کے کیا معنی ہیں؟ میں کسی وقت بھی عدالت العالیہ میں جاکر ان معاملات کے سلسلے میں چارہ جوئی کرسکتا ہوں۔ یہ خواہ بنیادی دائرہ اختیار میں ہو یا مرافعی میں۔ بات یہاں صاف نہیں ہے۔ لہٰذا یہ ان باتوں میں سے ایک ہے جنہیں بالکل صاف ہو جانا چاہئے۔ پھر فقرہ کے دوسرے پرے میں یہ ہے کہ۔

"دیگر عدالتوں کے اختیارات کو جو یا بوجہ ان کو تفویض کئے گئے ہیں۔ نقصان پہنچائے بغیر........"

یہ تفویض کرنے والی مقتدرہستی کون ہے؟ کیا یہ یونین کی قانون ساز اسمبلی ہے یا ریاست کی؟ میرا خیال ہے کہ دستور کی تشریح اور بنیادی حقوق کے نفاذ کے معاملات میں عدالتوں کو اختیارات تفویض کرنے کا حق صرف یونین کو ہونا چاہئے۔ وحدتوں کو ہرگز نہ دیئے جائیں کیونکہ وحدتیں دو مختلف طریقوں سے ان بنیادی حقوق کے نفاذ کو عملاً رد کرسکتی ہیں۔ مثلاً اگر وہ کہیں کہ تمام

---

* جن سے مراد وہ تقریریں ہیں جن کا انگریزی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

بنیادی اختیار عدالت العالیہ کا ہے معمولی شہری ہر بار عدالت العالیہ تک نہ پہنچ سکیگا۔ یا اگر وہ یہ کہیں کہ یہ مجسٹریٹ کے دائرہ اختیار میں ہے تو پھر اس کی تعدیل صرف بذریعہ اپیل ہو سکتی ہے جس میں ہمیشہ زحمت اور تعویق ہوتی ہے۔ لہذا شہری کے لئے دائرہ اختیار کا متعین کرنا نہایت اہم ہے میرے نزدیک بنیادی حقوق کے نفاذ کے معاملہ میں تمام بنیادی دائرہ اختیارات وحدت کے ہائی کورٹ کو تفویض ہونے چاہئیں۔ یہ نہ چھوٹی عدالتوں کو دئے جائیں اور نہ عدالت العالیہ کو۔ البتہ یونین اور وحدت کے درمیان اور یا وحدتوں کے مابین معاملات اس کے سپرد نہ کیا جائے لہذا وحدتوں میں ان حقوق کے نفاذ میں ہائی کورٹ ہی کو مرکز قرار دیا جائے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ معاملہ بالکل صاف ہو چکا ہے۔ موجودہ صورت میں یہ ناقص ہے اور اس لئے میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ کہ جب یہ معاملہ پھر پیش ہوگا۔ تو اس پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کروں گا۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی جے پٹیل۔ اس فقرہ سے عدالتی چارہ جوئی ممکن ہو جاتی ہے۔ اگر ہم بنیادی حقوق پیش کرتے ہیں۔ تو ہم کو حق دادرسی کی گنجائش بھی ضرور رکھنی چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ چھوٹی عدالتوں یا ہائی کورٹ کے اختیارات کو دور کرتا ہے۔ یا ان پر تصرف کرتا ہے۔ اس کا اس سے کچھ سروکار نہیں۔ جب ساری نظم عدالت زیر غور ہوگی۔ ہر ایک چیز پر موزوں وقت اور مناسب طریقے سے نظر غائر ڈالی جائے گی۔ لہذا مسٹر سنتھانم کا تردد بے جا ہے۔ انہوں نے اپنا حق محفوظ کر لیا ہے۔ دوسروں نے بھی اپنے حقوق محفوظ کر رکھے ہیں۔ لیکن یہ غیر ضروری ہیں۔ کیونکہ دستور میں اندراج سے قبل قطعی فقرے کئی مرتبہ زیر غور ہوں گے۔ تب جا کر کہیں ان کا اندراج دستور میں کیا جائے گا۔ اس قسم کے تردد کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ لہذا میری تجویز ہے کہ یہ فقرہ معہ مجوزہ ترمیموں کے منظور کر لیا جائے۔ مجھ کو دونوں ترمیمیں منظور ہیں۔

* جناب صدر۔ محرک دونوں ترمیمیں منظور کرتے ہیں۔ مسٹر سنتھانم کی بھی اور مسٹر منشی کی بھی۔

دونوں ترمیمیں علیحدہ علیحدہ پیش ہوئیں اور منظور کر لی گئیں

ترمیم شدہ فقرہ بھی منظور کر لیا گیا

فقرہ ۲۳۔ دستوری چارہ جوئی کے حقوق

* جناب صدر۔ فقرہ ۲۳۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل۔ میں فقرہ ۲۳ پیش کرتا ہوں۔

"یونین کی قانون ساز اسمبلی قانوناً طے کرے گی۔ کہ اس جزو کے گارنٹی کئے ہوئے حقوق کو کسی حد تک اسلحہ بند افواج کے ارکین پر یا ان افواج پر جن پر امن عامہ کے قیام کی ذمہ داری ہے۔ عاید کیا جائے یا منسوخ کیا جائے تاکہ فوج کے فرائض کی تکمیل ہو سکے۔ اور اس کی تربیت کا انضباط ہو سکے۔"

یہ متنازعہ فیہ فقرہ نہیں ہے۔ لہذا مجھے امید ہے کہ کوئی ترمیم بھی پیش نہ ہوگی۔ میں پیش کرتا ہوں۔

فقرہ ۲۳ منظور کر لیا گیا۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

فقرہ ۲۴ - دستوری چارہ جوئی کے حقوق

جناب صدر - فقرہ ۲۴۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل - جناب عالی! میں فقرہ ۲۴ پیش کرتا ہوں۔

"یونین کی قانون ساز اسمبلی اس جزو کے ان فقروں پر عمل درآمد کرنے کے لئے جن کے لئے ایسا قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ اور ان تمام حرکات پر سزا تجویز کرنے کے لئے جو اس جزو میں جرم قرار دیئے گئے ہیں۔ اور ابھی جن کے لئے کوئی سزا مقرر نہیں ہے، قانون وضع کرے گی۔"

یہ لازمی فقرہ ہے اس لئے اس پر ترمیمیں نہ ہونگی۔ میں ایوان کی منظوری کے لئے سفارش کرتا ہوں۔

فقرہ ۲۴ منظور کر لیا گیا۔

* جناب صدر - اب دو فقرے رہ گئے ہیں جنہیں ۵ اشخاص کی کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ ہم اب ان کو یکے بعد دیگرے لیں۔ نیا فقرہ ۳ پیش کیا جائے۔

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی - میری تجویز ہے کہ اصلی فقرہ ۳ کی بجائے مندرجہ ذیل فقرہ درج کیا جائے:

"ہر ایک شخص جو یونین میں پیدا ہوا اور اس کے دائرہ اقتدار میں ہو۔ ہر ایک شخص جس کے والدین میں سے کوئی ایک اس شخص کی پیدائش کے وقت، یونین کا شہری ہو۔ اور ہر ایک شخص جس کو یونین میں حقوق تومیت عطا ہو چکے ہیں، یونین کا شہری ہو گا۔

یونین میں حقوق شہریت کے حصول یا اختتام کی متعلق مزید قاعدے یونین کے قوانین سے تیار کئے جائیں گے۔"

عارضی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں وجوہ بیان کر دی ہیں۔ میں اس میں اور کچھ اضافہ نہ کروں گا۔

* مسٹر کے۔ سنتھانم - میری تجویز ہے کہ مندرجہ ذیل الفاظ اس فقرے کے اول پیرے کے آخر میں اضافہ کر دیئے جائیں۔

"ہر ایک شخص جو یونین کے قیام سے قبل ہندوستان میں پیدا ہو یا جس نے حقوق تومیت حاصل کر لئے اور اس کے دائرہ اقتدار میں ہے۔ یونین کا شہری ہو گا۔"

اس ترمیم کی یہ ضرورت صرف اس لئے ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو ابھی پیدا ہوں گے یا جو یونین کے قیام کی تاریخوں میں پیدائشی شہری ہیں حقوق شہریت عطا کر رہے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہو گا کہ جب تک ہم میں سے کوئی فرد یونین کے علاقوں میں پیدا نہ ہوا ہو ہم شہری نہ کہلائیں گے۔ میں نے سر الادی کرشنا سوامی ایر کی رائے بھی معلوم کی ہے۔ یہ فقرہ صرف ان لوگوں کے لئے موزوں ہے جو یونین کے قیام کے بعد میں پیدائشی شہری ہوں گے۔ وزارتی مشن اسکیم کے ماتحت یونین کی حدود ہندوستان کی موجودہ سرحدوں کے درمیانی علاقوں پر مشتمل ہیں۔ اس صورت میں میری ترمیم غیر ضروری ہو سکتی ہے۔ لیکن امکان یہ ہے کہ یونین کے علاقے موجودہ علاقوں سے بہت کم ہوں۔ بالفرض یونین میں ایک شخص ہے جس کی جائے ولادت سندھ ہے۔ اس تعریف کے ماتحت وہ یونین کا شہری

---

* ستارہ دار وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

نہ ہوگا۔ وہ غیر ملکی ہو جائے گا۔ کیا آپ کا یہ منشا ہے کہ ایسا ہو؟ لہٰذا میں کہنا چاہتا ہوں کہ یونین کے قیام کے وقت جس کی بھی جائے پیدائش ہندوستان ہے۔ اور جو یونین کے دائرہ اقتدار میں ہے۔ یونین کا شہری ہوگا۔ یونین کے قیام کے بعد مجھے اس فقرہ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ ایک بنیادی نکتہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کو بہ نظر غائر دیکھا جائے گا۔ اور خواہ موجودہ پالیسی دیگر صورت میں ایک فقرہ تیار کیا جائے گا۔ تاکہ ہندوستان کے شہری یونین کے قیام کے وقت اس کے شہری تسلیم کئے جائیں۔ اور ان کو حقوق شہریت سے نہ محروم کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ مجوزہ یونین کے علاقوں سے باہر پیدا ہوئے ہیں۔

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل: اس معاملہ کو اس مرحلے پر پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت ہم ان لوگوں کے لئے حقوق شہریت بہم پہنچا رہے ہیں۔ جو یونین کی حدود کے اندر رہتے ہیں۔ اس وقت کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ دستور کی قطعی تیاری کے وقت صورت حال کیا ہوگی۔ اس وقت کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان کا ایک حصہ بقیہ ہندوستان سے علیحدہ بھی کر دیا جائے گا۔ یا نہیں۔ جب ان معاملات کا قطعی فیصلہ ہو چکے گا۔ تب ہم بھی دیکھیں گے کہ حصص کے درمیان، اگر حصے ہوگئے۔ کس طرح ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ اس مرحلے پر یہ غیر ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ محرک اپنی ترمیم واپس لے لیں گے۔

* سری اننتھا سیانم آینگر (مدراس جنرل) ان اشخاص کا کیا ہوگا۔ جو یونین میں پیدا ہوئے؟

* آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل۔ جب دستور منظور ہو جائے گا۔ تو وہ لوگ ایسے ہی سمجھے جائیں گے گویا کہ وہ یونین میں پیدا ہوئے۔

* آنریبل سری بسی سراجہ گوپالاچاریہ (مدراس جنرل) یہ مسئلہ اتنا سادہ اور غیر معقول نہیں۔ جتنا کہ سمجھا گیا ہے۔ یونین میں متعینہ علاقے شامل ہوں گے۔ وہ کل ہندوستان پر مشتمل نہ ہو۔ بلکہ اس کے صرف کچھ حصے۔ یہ ہم اقرار کیوں نہ کریں۔ میں ایک جامد مثال پیش کروں گا۔ فرض کیجئے۔ کہ میں میسور میں پیدا ہوا ہوں یا پیدا ہوا تھا۔ میسور یونین میں شامل نہیں ہوتا۔ ہم اس کو یونین میں شامل کر لیں۔ تب اس فقرے کے مطابق میری جائے پیدائش یونین کی حدود کے اندر نہیں ہو سکتی۔ اس تجویز کی یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص جو یونین کے قیام کے وقت ہندوستان کے کسی حصے میں پیدا ہوا ہے۔ تب وہ کافی عرصے بود و باش اختیار کرنے کی وجہ سے یونین کے دائرہ اقتدار میں رہ کر شہری ہے۔

یہ ایک اہم سوال ہے۔ غالباً اس زمرے میں موجود آبادی کا کثیر حصہ ہوگا۔ جن کو غیر ارادی طور پر یونین کا۔ جوں ہی کہ یہ قیام پذیر ہو۔ شہری تصور کیا جانا چاہیئے۔ اس کو محض قانونی جواز یا تشریح پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ اس پر غور کر کے شامل کرنا پڑے گا۔

مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا۔ جناب عالی! جیسا کہ مسٹر سنتھانم نے فرمایا ہے۔ اگر صورت حال کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو یونین میں جس کے حدود بعد میں متعین ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ یہ پورا ہندوستان ہوگا۔ پیدا ہونے بہت سے اشخاص یونین کے حقوق شہریت سے محروم ہو جائیں گے۔ ان کی حیثیت کیا ہوگی؟ میری جائے پیدائش سندھ ہے۔ بالفرض سندھ یونین کا جزو نہ ہو تو میری حیثیت کیا ہوگی؟ کیا میں یونین کے حقوق شہریت سے محروم ہو جاؤں گا؟ اس نکتہ پر بعد میں آپ کو توجہ دینی پڑے گی۔ جیسا میں نے حال ہی میں کہا تھا۔ حقوق شہریت

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا)

"بنیادی حقوق ہیں - ایک آئندہ قانون اس کا اہتمام کیوں کرے - حقوق شہریت کی جگہ بنیادی حقوق صف اول میں ہے - غیر ملکی جو ہندوستان میں اپنے ذاتی اغراض اور منافع کی وجہ سے آتے ہیں - حقوق شہریت کے طالب ہوں اور فوراً حاصل کرلیں۔ لیکن ان کے برخلاف وہ لوگ جو ہندوستان میں پیدا ہوئے نقصان میں رہیں - غیر ملکیوں کے لئے کم از کم دس سال کی رہائش کی پابندی مذکور ہونی چاہئے - اگر دس سال بعد مملکت مطمئن ہو کہ وہ اقتصادی طور پر ہندوستان سے وابستہ ہو چکے ہیں تو ان کو حقوق قومیت مل جانا چاہئے - کل اس ایوان میں کئی گھنٹے اس پر بحث رہی - ہم اس مسئلہ کو غیر اہم نہ سمجھیں - ہم اسکو عمیق نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں اور آپ نے بھی، جناب صدر، اپنی خوش فہمی سے ان لوگوں پر، جو ہم سے اختلاف رائے رکھتے تھے - زور دیا کہ اس معاملہ کو بہ نظر غائر دیکھیں اور ہمکو بھی خبردار کیا کہ ہم اس کو نظر انداز نہ کرسکیں کیوں اس ملک کے ہر باشندے کو شہری بننے کا حق حاصل ہے - ہم یونین میں رہنا چاہتے ہیں - ہم یہ نہیں بھول سکتے کہ ہم ہندوستانی ہیں اور یہیں پیدا ہوئے - اگر ہندوستان دو حصے میں منقسم ہو جائے تو ہم حقوق شہریت کے لئے کیا قاعدے بنائینگے جناب والا! میرے نزدیک ان تمام اشخاص کو جو یونین کے قیام سے قبل پیدا ہوئے ہیں گارنٹی دی جائے کہ وہ یونین کے شہری رہینگے اور ان کو حقوق شہریت سے محروم نہ کیا جائے گا۔

اب کچھ حقوق قومیت کے حصول کے متعلق عرض کردوں - غیر ملک سے اگر کوئی شخص بغرض اپنے ذاتی نفع کی خاطر یہاں وارد ہوتا ہے، اور کہتا ہے "میں حقوق قومیت حاصل کرنا چاہتا ہوں" وہ یونین کا شہری ہوسکتا ہے - حالانکہ میں ہندوستان میں پیدا ہوا ہوں لیکن مجھے حقوق شہریت سے محروم کیا جارہا ہے - مگر ایک غیر ملکی صرف حقوق قومیت حاصل کرنے کا اعلان کردیتا ہے اور وہ حقوق شہری حاصل کرلیتا ہے۔

اس جملے کے مصنفین کا احترام کرتے ہوئے التماس ہے کہ انہوں نے شاید اس معاملہ پر اچھی طرح غور نہیں کیا ہے اگرچہ یہ درج ہے کہ :-

"یونین میں حقوق شہریت کے حصول یا اختتام کے متعلق مزید قاعدے یونین کے قوانین سے تیار کئے جائیں گے"

میں اپنے حقوق شہریت کے لئے کوئی قانون نہیں چاہتا - اس لئے اس معاملہ پر یہیں بحث کرکے فیصلہ ہو جانا چاہئے -

* دیوان بہادر سر اللادی کرشنا سوامی آئر (مدراس - جنرل) :- میرے نزدیک مسٹر سنتھانم کے دلائل اہم ہیں - میں اقرار کرتا ہوں کہ کمیٹی میں ہم نے اس خاص مسئلہ پر جو اس وقت ایوان میں پیش ہے - غور ہی نہیں کیا تھا لیکن اسی کے ساتھ وقتی باتوں سے متاثر ہو کر فوراً اس میں کوئی ترمیم پیش کردینا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا - اگر ایک شخص کی سکونت ہندوستان میں تھی اور یونین کے قیام کے بعد رہائش یونین کی حدود کے اندر اختیار کرتا ہے ایسی حالت میں وہ حقوق شہریت

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں

حاصل کر سکتا ہے۔ یونین کی حدود میں نہیں بلکہ محض ہندوستان یا برطانوی ہندوستان میں اتفاقی طور پر پیدائش حقوق شہریت حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ ہمیں اس فقرہ میں ایک مزید شرط لگانی پڑیگی کہ وہ ہندوستان سے یونین کی حدود میں مستقل سکونت کے لئے تیار رہوں۔

جہاں تک الفاظ " حدود یونین میں پیدائش " کا تعلق ہے میرے نزدیک کوئی مشکل نہیں پیدا ہوتی۔ یہاں پر یونین ایک جغرافیائی تصور ہے نہ کہ سیاسی۔ سیاسی تصورات میں انسان پیدا نہیں ہوتے۔ " حدود یونین میں پیدائش " سے مراد ہے کہ " ان علاقوں کی پیدائش جو یونین میں شامل ہیں "۔

مسٹر سنتھانم کا اعتراض بھی اہم ہے۔ ہم بہت سے ایسے اشخاص کو ممکن ہے کہ وہ ممتاز انسان ہوں اور ریاست میں ان کی جائے پیدائش ہو لیکن مستقل سکونت برطانوی ہند میں ہے، حقوق رائے دہندگی سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمکو ایک مناسب ضابطہ تلاش کرنا پڑیگا۔ یہ ممکن ہے کہ ہم حقوق شہریت ہندوستان کے ہر حصہ میں پیدا شدہ افراد کو نہ دے سکیں۔ بالفرض کچھ ریاستیں یونین میں شرکت نہ کریں تو ہمکو طے کرنا پڑے گا کہ ہم ان کے باشندوں کو حقوق شہریت دیں یا نہ دیں۔ اس نقطہ نظر سے یہ مسئلہ بھی حل کیا جائیگا اور ایک موزوں فقرہ تیار کیا جائیگا۔ کمیٹی میں جس کے ممبر ڈاکٹر امبیدکار بھی ہیں اور میں بھی، ہم نے اس پیچیدگی کے حل پر غور نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ ہم کو فوراً ہی اس ترمیم کے پاس کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔

لیکن جہاں تک عام اصول کا سوال ہے استثناء ممکن نہیں " ہر ایک شخص جو یونین میں پیدا ہوا ہو اور اس کے دائرہ اقتدار میں ہو، ہر ایک شخص جس کے والدین میں سے کوئی ایک اس شخص کی پیدائش کے وقت، یونین کا شہری ہو اور ہر ایک شخص جس کو یونین میں حقوق قومیت عطا ہو چکے ہیں "۔ یہاں تک فقرہ کے اس جزو کا سوال ہے استثناء نہیں ہے۔ کمیٹی نے اس کے تمام پہلوؤں کو زیر نظر رکھا تھا۔ اس قسم کے افراد کے لئے جن کا ذکر مسٹر سنتھانم نے کیا ہے علیحدہ تجویز ہونی چاہئے اس شرط پر کہ اس قسم کے اشخاص کے لئے علیحدہ تجویز ہوگی۔ خواہ ہم اس فقرہ کو منظور کرلیں یا کل میں التوا رکھیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن جہاں تک اصل اصول کا سوال ہے ہم بالکل متفق ہیں۔ اور قطعی مختلف الرائے نہیں، یہ اس کمیٹی میں جو اس ایوان نے مقرر کی تھی، اچھی طرح زیر غور رہا اور یہ ہمارا متفقہ فیصلہ تھا کہ اسے منظور کرلینا چاہئے۔

* مسٹری ایم انتھاسیانم آئنگر:۔ مجھے سر الادی سے اتفاق نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یونین کے معنی یونین کے علاقے ہیں۔ فقرہ میں مذکور ہے " جو اس کے دائرہ اقتدار میں ہو " کیا یہ دائرہ اقتدار اس علاقہ کا ہے یا اس علاقہ کی حکومت کا ہے؟ صرف علاقہ کافی نہیں ہو سکتا۔ لہذا میں اس ایوان سے ملتمس ہوں کہ اس فقرہ کو نظر ثانی کے لئے ماہرین فن کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

* دیوان بہادر سر الادی کرشنا سوامی آئیر:۔ اس کو نظر ثانی یا مکرر نظر ثانی کے لئے سپرد کیا جائے لیکن میرا خیال ہے کہ کمیٹی اس پر مزید روشنی نہ ڈال سکے گی۔ کسی اور قسم کے افراد کے لئے گنجائش نکالنی

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

[دیوان بہادر سر الادی کرشنا سوامی آئیر]

ہے تو ہم اس کے لئے گنجائش نکالیں گے۔

میں صرف نظرثانی کے لئے واپس کرنے کے خیال کا جواب دے رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ کمیٹی کے لئے یہ مسودہ ماہرین کو بھیجنا بیجا نہ تھا۔ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے کوئی قانونی سوال نہیں ہے۔ اگر مسئلہ پر ہم کو کہیں کسی نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا۔ ہم اس کمیٹی کی مدد کے اس وجہ سے آرزومند تھے کہ وہ اس مسئلہ پر فیصلہ دے کہ "پیدائش" بھی حقوق قومیت کی بنیاد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس اس مسئلہ میں کمیٹی نے اپنی رائے ظاہر کر دی۔ اب ہم جتنی بار چاہیں مکرر سہ کرر نظرثانی کے لئے واپس کرتے رہیں۔ وہ کمیٹی جس نے اس معاملہ پر غور کیا تھا اس ایوان کے اور باہر کے چند افراد پر مشتمل تھی۔ ایسے حالات میں میرا خیال ہے کہ ہم کو کمیٹی کے تمام افراد سے جو اس ایوان کے ممبر نہ تھے یا جو اس کے صدر تھے مدد لی۔ میرا خیال ہے کہ یہ اس کمیٹی کے ساتھ ناانصافی ہو گی اگر اس کو واپس بھیجا جائے گویا اس نے اس نقطہ نظر سے بالکل غور نہیں کیا تھا۔ یہ کمیٹی کے پیش نظر ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اور ہم کو چاہئے کہ بے حیل و حجت اس کو حل کریں۔ جب ہمارا دوبارہ اجلاس ہو گا۔ اس سے قبل ہی ہم بہ آسانی اس قسم کے افراد کے لئے حل تجویز کر سکیں گے۔ یہ عام اصول منظور ہو جانا چاہئے لیکن دیگر فقرے آئندہ کے لئے چھوڑ دئے جائیں یا پورا فقرہ التوا میں ڈال دیا جائے۔ میں نے کسی خاص نظریہ کی حمایت کا بیڑا نہیں اٹھا رکھا ہے لیکن کم از کم واضح طور پر بتلا دینا چاہئے کہ جہاں تک سوال اصول کا ہے ہم اس کمیٹی کی، جس کی صدارت ایک ممتاز قانون داں کے سپرد تھی، سفارشات کو منظور کرتے ہیں۔

* آنریبل سری سی۔ راجہ گوپال آچاریہ:- جناب صدر! مجھکو افسوس ہے کہ مباحثہ نے ایسا انداز اختیار کر لیا جس سے ایک حد تک پراگندگی پیدا ہو گئی ہے۔ میری خواہش ہے کہ سب کی توجہ ایک اہم اور غیر متنازعہ فیہ امر پر مبذول ہو یعنی یہ کہ ہندوستان میں کثیر التعداد ایسے اشخاص ہونگے جو یونین کے دائرہ اقتدار میں ہوں گے خواہ یہ اقتدار کتنا ہی محدود یا کم کیوں نہ ہو۔ جن کی پیدائش ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہے اور وہ ان علاقوں میں سکونت پذیر نہیں بلکہ یونین کے علاقوں پر مشتمل ہوں گی۔ یہ اصول، جیسا کہ موجودہ شکل میں ہے، ارادی طور پر نہیں بلکہ بالکل غیر ارادی طور پر ان کثیر التعداد اشخاص کو خارج کر دیتا ہے۔ لہذا اس اصول کی تصحیح لازمی ہے۔ اس کی تصحیح اس طرح ہونی چاہئے کہ یہ خود بخود ان کثیر التعداد انسانوں کو حقوق شہریت عطا کر دے جو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آج ہندوستان نظر آتا ہے نیز ان لوگوں کو جو ایسے علاقوں میں مستقل سکونت پذیر ہیں جو یونین میں شامل کئے جائیں گے۔ ان کا اخراج بلا قصد اور غلط ہو گا۔ لہذا اس اصول کی دوبارہ تنقیح ہو گی۔ میرا پختہ خیال ہے کہ اس کی تنقیح ہو سکتی ہے بشرطیکہ سر الادی اور ڈاکٹر امبیدکار اس پر صرف پندرہ منٹ صرف کریں۔ لیکن اگر یہ مشکل ثابت ہو تب پورا فقرہ نظرثانی کے لئے واپس بھیجدیا جائے۔ کیونکہ اگر ہم کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی میں باضابطگی سے

---

* نشان زدہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

اس فقرہ کو منظور کرلیں گے تو پھر چند سمی پابندیوں کے بغیر اس میں ایک لفظ بھی اضافہ نہیں کرسکتے میری تجویز ہے کہ اسکو التوا میں ڈال دیا جائے۔ سردار پٹیل اور ڈاکٹر امبیدکار آج چند منٹ اس پر گفتگو کر کے اسے ختم کردیں۔ اگر ان کے نزدیک یہ وقت کافی نہ ہو تو وہ اتنا وقت لے سکتے ہیں جتنا وہ مناسب سمجھیں۔ لیکن اس سوال کو یہ کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ یہ ایک چھوٹا سا سوال ہے یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی :- ایک لمحہ کے لئے بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ ایک اہم معاملہ نہیں ہے کمیٹی کا بھی یہ خیال نہ تھا جب اصلی مسودہ پیش ہوا تھا تو یہ مشکل میرے ذہن میں تھی۔ لیکن جیسا کہ سردار جی نے بالکل ٹھیک فرمایا تھا، یہ مسئلہ صرف بنیادی حقوق ہی کا نہ تھا بلکہ یہ ایک ایسا سوال ہے جو مستقبل میں ہمکو اس وقت کی سیاسی فضا کے ماحول میں حل کرنا پڑے گا۔ جبکہ دستور کا آخری مسودہ تیار ہو۔ بلا شبہ ترمیم پیش کردینا آسان ہے لیکن آج ہمکو یہ معلوم نہیں کہ یونین میں کون کون سے علاقے ہوں گے اور کہ یونین میں تمام ہندوستان ہوگا یا اس کا ایک حصہ اور کہ اس کے کچھ حصے ہمارے دشمن ہوں گے یا دوست۔ دوسرا سوال یہ ہوگا کہ یونین کی حدود میں پیدا شدہ اشخاص، جو ہندوستان کے دیگر حصوں میں آباد ہیں، ان علاقوں میں حقوق شہریت حاصل کرینگے یا نہیں ؟ میسور کی ایک مثال پیش ہوچکی ہے۔ میں صرف اسی مثال تک محدود رہوں گا۔ بالفرض میسور یونین میں شامل نہیں ہوتا اور فرض کیجئے کہ میسور میں ایک قانون وضع کیا جاتا ہے کہ کوئی ہندوستانی جو ہندوستان کے کسی حصہ میں پیدا ہوا ہو، خواہ وہ تمام عمر میسور میں رہا ہو، شہری نہیں ہوسکتا۔ تب اس ایوان کو ان پیچیدہ مسئلوں کا حل دریافت کرنا ہوگا۔ اس وقت یہ مسئلہ صرف بنیادی حقوق کے زاویہ ہی سے نہ دیکھا جائیگا بلکہ اس کا انحصار اس وقت کی سیاسی فضا کے ماحول پر ہوگا۔ جبکہ یہ آخری بار منظور کیا جائے گا۔ یہ بنیادی حقوق، جو تیار کئے گئے ہیں، اقل ترین حقوق ہیں اور اساسی حقوق ہیں۔ آج کا متغیر ماحول ایسا ہے کہ آپ اس فقرہ میں کسی ترمیم کا مسودہ تیار نہیں کرسکتے۔ لہذا ہمکو سیاسی فضا کا آج سے اس دن تک جب اس فضا کا کوئی قطعی فیصلہ ہوجائے منتظر رہنا چاہئے۔ اس وقت ایک موزوں اصول کی تدوین ممکن ہوگی۔ اور ایک موزوں فقرہ بھی تیار کیا جاسکیگا۔ جسکو آپ بنیادی حقوق یا کسی دیگر مناسب جگہ پر درج کردیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیندہ بھی بہت سے بنیادی حقوق زیر غور ہوں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ابتدائی مسودہ ہے اور نئے پیدا شدہ ماحول میں اس پر نظر ثانی ڈالی جائے گی۔ لہذا میں ملتمس ہوں کہ فقرہ کو ہم ایسا ہی رہنے دیں اور مسٹر سنتھانم کی ترمیم مع دیگر ترمیموں کے مشاورتی کمیٹی کے پاس واپس کردی جائے تاکہ اس مسئلہ کو ہر زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے اور پھر اس ایوان میں پیش کیا جائے۔

* ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکار (بنگال۔ جنرل) :- جناب صدر! اس میں شک نہیں کہ مسٹر سنتھانم کا پیش کردہ نکتہ نہایت اہم ہے اور اس پر ہمکو سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا۔ اگر کمیٹی کے مجوزہ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

(ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیدکر)

فقرہ کا پہلا جملہ پڑھا جائے۔ تو یہ شکل صاف نظر آجائے گی۔ مسودہ میں درج ہے کہ ہر ایک شخص جو یونین میں پیدا ہوا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کا اشارہ مستقبل کی طرف ہے یعنی ان کی طرف جو یونین کے قیام کے بعد پیدا ہوں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا کیا ہوگا۔ جو یونین کے قیام سے پہلے ہندوستان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ میری رائے میں ان لوگوں کے لئے ہم کو ایک علیحدہ فقرہ وضع کرنا پڑے گا۔ میں ایک ترمیم تجویز نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ صرف ایک خیال ظاہر کر رہا ہوں۔ یہ نیا فقرہ کچھ اس طرح کا ہوگا:

"تمام اشخاص جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ جنرل کلازز ایکٹ میں تعریف کی گئی ہے اور جو یونین میں رہتے ہیں اور یونین کے دائرہ اقتدار میں ہیں۔ یونین کے شہری ہونگے"

میرے نزدیک اس قسم کا ایک فقرہ ضروری ہے۔ یہ فقرہ ان اشخاص پر بھی جو ہندوستان میں پیدا ہوئے اور یونین کے قیام کے وقت اس کی رعایا ہو گئے۔ مسلط ہوگا۔ اس فقرہ کے بغیر کثیر التعداد اشخاص کو اپنے حقوق قومیت سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ ان کی کوئی قومیت نہ ہوگی۔ لہذا میں تجویز کرتا ہوں کہ وہ پورا فقرہ نظرثانی کے لئے واپس بھیج دیں۔

* جناب صدر۔ ایک تجویز ہے کہ کل فقرہ نظرثانی کے لئے التوا میں رکھا جائے۔

* مسٹر آر۔ کے سدھوا۔ یہ صرف قانون دانوں کیلئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اثر ہر عام شخص پر پڑتا ہے۔

* جناب صدر۔ مشاورتی کمیٹی اس پر غور کرنے کے لئے آزاد ہوگی۔ اور اگر وہ محسوس کرتی ہے۔ تو آئندہ اجلاس میں اپنی تجویز میں کیا میں یہ سمجھوں کہ ایوان راضی ہے۔ کہ اس فقرہ کو مزید غور و فکر کے لئے التوا میں رکھا جائے؟

* چند آنریبل ممبران۔ ہاں۔

* جناب صدر۔ یہ التوا میں ڈالا گیا۔ اب فقرہ ۱ ہمارے پیش نظر ہے۔

* مسٹر کے۔ ایم منشی۔ یہ فقرہ جیسا کہ کمیٹی نے منظور کیا ہے۔ اب یہ ہے:

"انسانوں کی تجارت، اور بیگار، اور دیگر بالمشابہ جبری مزدوری ممنوع ہیں۔ اور اس ممانعت کی خلاف ورزی جرم ہے"

وہ توضیحی جملہ جو حذف کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی کی رائے میں ضروری ہے۔ تاکہ الفاظ "جبری مزدوری" کی تشریح متنازعہ فیہ نہ ہو۔ جناب عالی! اس توضیحی جملہ کے متعلق اس ایوان کے چند طبقوں میں اختلاف آرا تھا۔ اور یہ رپورٹ آج ہی صبح ایوان کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ یہ نہایت موزوں ہوگا کہ ہمارے دوسرے اجلاس تک اس فقرہ کو بھی التوا میں ڈال دیا جائے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ چند ممبر اپنی ترمیمیں پیش کریں گے۔ لہذا میں محسوس کرتا ہوں کہ آج اس فقرہ پر غور و خوض کرنا نامناسب ہے۔ اس کو التوا میں ڈالنا پڑے گا۔

* جناب صدر۔ اس کو پیش کرنے کی بجائے کیا آپ کی تجویز ہے کہ اس کو التوا میں ڈال دیا جائے؟

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی تھیں۔

* مسٹر کے۔ ایم۔ منشی۔ ہاں۔

جناب صدر۔ کیا ایوان کی بھی یہی خواہش ہے کہ اس کو التوا میں ڈال دیا جائے؟

* بہت سے آنریبل ممبران۔ ہاں۔

* جناب صدر۔ یہ التوا میں رکھا گیا۔

ابھی چند تجویزیں اور ہیں جو چند ممبران نے بصورت ترمیم پیش کی تھیں۔ اور اس وقت ایوان نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ ان کی پیشی اس وقت ہو جب کہ فقرے ختم ہو جائیں۔ اس قسم کے بہت سے فقرے ہیں جو ابھی پیش نہیں کئے گئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ایوان انکی پیشی کس صورت میں پسند کرے گا۔

* سیٹھ گوبند داس (سی۔ پی۔ و برار۔ جنرل) میں تجویز کرتا ہوں کہ ان سب فقروں کو مشاورتی کمیٹی کے مطالعہ کے لئے بھیجا جائے۔ اس کے بعد یہ سب ایوان میں پیش ہوں۔

* جناب صدر۔ سیٹھ گوبند داس تجویز کرتے ہیں کہ ان فقروں کو مشاورتی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور یہ سب اس کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ یہاں پیش ہوں۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ ایوان کی بھی یہی رائے ہے کہ ان کو مشاورتی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

آنریبل ممبر۔ ہاں۔

* جناب صدر۔ یہ سب فقرے مشاورتی کمیٹی کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

* مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا۔ جناب عالی! مشاورتی کمیٹی کے چیرمین کی رپورٹ کے نویں پیرے میں درج ہے کہ:

"بنیادی حقوق کی سب کمیٹی اور اقلیتی سب کمیٹی ہم رائے ہیں کہ مندرجہ ذیل امور بنیادی حقوق کی فہرست میں درج کئے جائیں۔

ہر شہری کو جس کی عمر ۲۱ سال سے کم نہ ہو۔ ہر ایک الیکشن میں ووٹ ڈالنے کا حق ہوگا۔"

اس فقرے سے اصولاً ہم رائے ہوتے ہوئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ بجائے بنیادی حقوق کی فہرست میں ہونے کے اس کو اسے دستور کے کسی دوسرے حصے میں جگہ ملنی چاہیئے۔"

اس ایوان کی مرضی معلوم کرنی پڑے گی کہ یہ اس فقرہ کو بنیادی حقوق میں درج کرنے کے یا دستور کے کسی دیگر حصہ میں رکھنے کے حق میں ہے۔ اس سوال پر ابھی بحث اور فیصلہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ مشاورتی کمیٹی کے چیرمین کی رپورٹ کے جو کہ پیش کی گئی ہے نویں پیرے کا کیا ہوگا؟ کیا یہ فقرہ خود بخود دستور میں رکھا جائیگا؟ مشاورتی کمیٹی کے چیرمین اس پیرے میں ایوان کا رجحان معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

* جناب صدر! آپ کی تجویز کیا ہے؟ کیا آپ کوئی تجویز پیش کر رہے ہیں؟

* مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا۔ یہ فقرہ اگر دستور کا جزو بن جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

*جناب صدر:- آپ کی تجویز کیا ہے؟ اسکو دستور کا جزو بنا دیا جائے یا نہیں؟

*مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا:- اس کو دستور کا ہی جزو ہونا چاہیئے۔

*آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل:- رپورٹ میں ہم نے درج کیا ہے کہ:-

"اس فقرے سے اصولاً اتفاق کرتے ہوئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ بجائے بنیادی حقوق کی فہرست میں ہونے کے اسے دستور کے کسی حصہ میں جگہ ملنی چاہیئے۔"

*جناب صدر:- یہ کمیٹی کی رپورٹ ہے اور ایوان کو رپورٹ کے اس جزو پر اپنی رائے کا اظہار کرنا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مسٹر سدھوا سے پوچھا تھا کہ کیا یہ منظور کر لیا جائے اور اس کو دستور کے کسی حصہ میں جگہ ملنی چاہیئے یا نہیں؟

*مسٹر آر۔ کے۔ سدھوا:- میں نے بھی کہا تھا کہ اسکو دستور کا ہی جزو ہونا چاہیئے۔

*جناب صدر:- مسٹر سدھوا کی تجویز ہے کہ اس پیرے کو منظور کر لیا جائے۔ کیا کوئی صاحب اس مضمون پر کچھ بولنا چاہتے ہیں؟

(کوئی نہیں!)

میں ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ رپورٹ کا نواں پیرا منظور کر لیا جائے۔

رپورٹ کا نواں پیرا منظور ہو گیا۔

*سری بسواناتھ داس (اڑیسہ: جنرل):- میں تجویز کرتا ہوں کہ یہ ایوان فقرہ ۲ کے مفہوم پر سنجیدگی سے غور کرے۔ اس میں یہ درج ہے کہ:-

"تمام موجودہ قوانین، اعلانات، ضوابط، رسم یا رواج، جو یونین کے علاقوں میں نافذ ہیں اور جو ان حقوق کے، جو دستور کے اس حصہ میں کا زنج کئے گئے ہیں، متناقض ہیں منسوخ ہو جائیں گے۔"

اسی سلسلہ میں رپورٹ کے ساتویں پیرے کی طرف توجہ منعطف کراتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ کافی وقت نہ ہونے کی وجہ سے واضح طور پر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس فقرہ کا تمام موجودہ قوانین پر کیا اثر پڑتا ہے۔

*جناب صدر:- بنیادی حقوق کا فقرہ ۲ ختم کر چکے ہیں۔

*سری بسواناتھ داس:- میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس فقرے پر نظرثانی ہو۔ میرا اشارہ صرف یہ ہے کہ فقرہ ۲ کے منظور ہونے سے کیا چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ میں یہ تجویز کر رہا ہوں کہ اس فقرہ ۲ کے منظور ہونے کے بعد ہمکو کس چیز پر عمل کرنا پڑے گا۔ اس فقرہ کے مفہوم کا بین طریقے سے جاننا ضروری ہے کیونکہ یہاں مقامی اور ہندوستانی قوانین و ضوابط وغیرہ رائج ہیں اور ہمکو یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ کس حد تک منسوخ ہوں گے۔ یہ جانچ پڑتال یا تو حکومت ہند یا صوبائی حکومتیں یا اس ایوان کی ایک کمیٹی کرے گی۔ یہ بدقسمتی ہی ہے کہ ہم ایڈہاک کمیٹی کے اراکین اس مسئلہ کو نہ چھیڑ سکے کیونکہ اسوقت یہ ہمارے پیش نظر نہ تھا۔ ایسے حالات میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس سوال کو نوٹ

---

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

کرلیں اور ایوان کے دوسرے اجلاس تک کل تفصیلات کو جانچ لیں۔ جب تک منسوخ کئے ہوئے قوانین کی فہرست مرتب ہو جائے۔ اس ایوان کے لئے ممکن نہ ہوگا کہ وہ تمام پیچیدگیوں کو محسوس کرے اور دستور میں عارضی انتظامات کرسکے۔ میں فقرہ ۸ کی منظوری کے چند نتائج پر روشنی ڈال رہا تھا اور بعض تجویزیں پیش کر رہا ہوں۔

*جناب صدر :۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا اشارہ رپورٹ کے ساتویں پیرے کی طرف ہے جہاں درج ہے کہ :۔

"ہم سفارش کرتے ہیں کہ تحقیقات شروع کردی جائے قبل اس کے کہ فقرہ دستور میں قطعی طور پر درج کیا جائے۔"

یہ منظور ہو چکا ہے اور تجویز کے مطابق تحقیقات شروع ہونے والی ہے۔

*مسٹر ایچ۔ وی۔ کامتھ :۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس کی تحقیقات کو فوراً شروع کردینا چاہئے تاکہ ایوان کے سامنے رپورٹ جلد آجائے۔

*جناب صدر :۔ جب ایوان نے اسکو منظور کر لیا ہے تو اسکے معنی ہوئے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائیگا۔

*مسٹر ایچ۔ وی۔ کامتھ :۔ یہ فقرے کمیٹی میں کیسے واپس بھیجے جائیں گے؟

*جناب صدر :۔ یہ بعینہ ایسے ہی جائینگے۔ دفتر ان کو مشاورتی کمیٹی کے پاس روانہ کردیگا۔

جناب صدر کے چند مشاہدات

*جناب صدر :۔ ایک دو معاملات اور ہیں جن کا ذکر میں مناسب سمجھتا ہوں۔ آنریبل ممبروں کو یاد ہوگا کہ پچھلے اجلاس میں چند ممبروں نے لسانیاتی اور تمدنی اساس پر نئے صوبوں کی تدوین کی قرارداد کا نوٹس دیا تھا اور اس وقت امید یہ تھی کہ یہ معاملہ اس اجلاس میں زیر بحث ہوگا۔ لیکن چونکہ ایوان کی دوسری قرارداد کے ماتحت جنہے دو کمیٹیاں مقرر کی ہیں، ایک تو یونین کے دستور کے اصول کیلئے اور دوسری صوبائی دستور کے ڈھانچے کے لئے، میں نے کسی دن اعلان کیا تھا کہ یہ دونوں کمیٹیاں ان قراردادوں کو بھی پیش نظر رکھیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور اب ان قراردادوں پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

ایک اور معاملہ ہے جس کی وجہ سے مجھکو کچھ تشویش ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ایوان اس تشویش میں میرا شریک ہو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے اس کا جواب ابھی مل جائے بلکہ ممبر اسکو اپنے زیر نظر رکھیں ایوان کی تمام کارروائی بزبان انگریزی ہو رہی ہے کیونکہ یہاں بہت سے ممبر ایسے ہیں جو اپنی قومی زبان سے واقف نہیں۔ اسی وجہ سے مسودے بھی انگریزی ہی میں تیار ہو رہے ہیں۔ ان مسودوں میں بہت سے محاورے ایسے مستعمل ہیں، جو فنون کی اصطلاحیں ہیں یعنی مصطلحات فنون کے اسلوب بیان جو بہت سے دستوروں سے حاصل کی گئی ہیں۔ ان دستوروں میں سے چند کی قانونی تشریح بھی ہو چکی ہے لہذا اب اسلوب بیان کو اختیار کرکے گویا ہم اپنے دستور میں قانونی تشریحوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ مستقبل میں میرا مطلب نزدیک مستقبل نہیں، ایسا وقت آنے والا ہے جبکہ ہم انگریزی

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

جناب صدر،
پر بطور زبان کے اعتماد کرنا ترک کر دیں گے - اگر دستور، جیسا کہ اب منظور ہونا جا رہا ہے، انگریزی ہی میں منظور ہوا تو یہ اساسی دستور رہیگا اور تشریحات وغیرہ بھی اسی زبان کے حوالے سے ہوگا جس میں کہ دستور ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں ہم ہمیشہ اپنے دستور کی تشریحات بزبان انگریزی کرتے رہیں گے یا ہم اپنے ججوں سے امید رکھیں گے کہ وہ انگریزی زبان سے واقفیت رکھیں تاکہ آئندہ وہ ہمارے دستور کی تشریح کر سکیں - اگر دستور انگریزی میں پاس ہوا تو یہ قدرتی نتیجہ ہوگا اس وقت اس مشکل کو حل کرنے کے لئے کوئی تجویز پیش کرنا مشکل ہے - میں تردد میں تھا کہ ہم اپنے دستور کا، جوں ہی کہ یہ پاس ہو جائے، ترجمہ کرالیں اور آخرش اسی ترجمہ کو اساسی دستور منظور کرلیں (تالیاں) دستور کی تشریح میں ابہام یا کسی اور مشکل کی صورت میں انگریزی کاپی بھی دستیاب رہیگی حوالے کے لئے - میری ذاتی خواہش یہ ہے کہ اصل کاپی ہماری خاص زبان میں ہو نہ کہ انگریزی میں (پُر زور تالیاں) تاکہ ہمارے آئندہ ججوں کو اپنی زبان پر، نہ کہ غیر ملکی زبان پر اعتماد رکھنا پڑے - (تالیاں)

جیسا میں نے ابھی کہا مجھے اس کے جواب کی امید نہیں لیکن میری خواہش ہے کہ ممبران اسکو ذہن میں رکھیں - ان درمیانی اوقات میں، اگر آپ اجازت دیں، میں کوشش کرونگا جوں جوں دستور کا مسودہ تیار ہوتا جائے میں اسکو اپنی زبان میں جلد از جلد ترجمہ کرالوں - میں اس دقت کو محسوس کرتا ہوں کہ وہ اس صورت میں ہوں کہ اس کی تشریح بھی بالکل ویسی ہی ہو کیونکہ موزوں اصطلاحات فنی کی ابھی ہماری زبانوں میں کمی ہے اور اس وجہ سے ہم کو فقرے اضافہ کرنے پڑینگے جو ان اصطلاعات کی تشریح کرینگے بشرطیکہ آپ کی اجازت ہو میں اس معاملہ میں سعی شروع کر دوں - مجھے افسوس ہے کہ ہمارا ترجمہ کرنے والا موجودہ عملہ ایسے کام کے لئے ناکافی ہے اور ہمکو ان اشخاص کی مدد لینی پڑیگی جو ماہر ہیں اور اس کے کرنے کے اہل ہیں - میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں یہ بھی کر سکوں گا یا نہیں - لیکن بشرط اجازت، میں اسکی سعی کروں - مجھے خیال ہوا کہ یہ میں آپ کے سامنے پیش کر دوں کیونکہ اگر یہ دستور دیرپا ثابت ہوتا ہے تب ہمکو امید نہیں کہ بجز ہماری زبان کے یہ کسی اور زبان میں رقم کیا جائے - ہمکو اسوقت بھی خیال رکھنا چاہئے - جب ہمکو اپنی زبان پر بھروسہ کرنا پڑے گا - اور اب وہ وقت دور نہیں ہے - میں نے اسی وجہ سے اس معاملہ کو ایوان میں پیش کر دیا تاکہ ممبران اپنی تجویزیں مرتب کرلیں - آج نہیں بلکہ ایسے وقت کے لئے جب ہم اپنے دستور کی تیاری کے آخری مرحلہ پر ہوں -

(کچھ ممبر اس وقت تقریر کے لئے کھڑے ہوئے)

* جناب صدر: - مجھے اس پر بحث کی امید نہ تھی - میں نے اپنے احساسات کا اظہار کر دیا ہے - اور میں امید کرتا ہوں کہ کسی مرحلہ پر یہ معاملہ بھی زیر غور ہوگا -

ایک اور معاملہ بھی ہے

* سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں ۔

شری وشمبھر دیال تریپاٹھی (یو پی - جنرل) :- اس بارے میں یہ کچھ ......

٭ مسٹر بی - جی - کھیر (بمبئی - جنرل) :- میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں - یہ تو بحث شروع ہو گئی۔

٭ جناب صدر :- ابھی ایوان کو ختم کر لینے دیجئے -

٭ شری وشمبھر دیال تریپاٹھی :- میں اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں کہنا چاہتا لیکن نیموں (قاعدوں) میں یہ دیا گیا ہے کہ ہمکو ساری کارروائی (الفاظ رتی) ایجنڈا اتیادی (وغیرہ) ہندوستانی بھاشا میں بھی ملا کرے گی - یہ ٹھیک ہے کہ اس میں دقت ہے لیکن پھر بھی یہ بات بہت آوشیک (ضروری) ہے - میں پرارتھنا کروں گا کہ آیندہ ادھی ویشن (اجلاس) سے اس کا کچھ پربندھ (انتظام) اوشیہ (ضرور) کیا جائے -

جناب صدر :- جو ہم میں آپ کو اتر (جواب) دیتا ہوں کہ کس لئے یہ چیز پوری نہیں ہو سکی ہے - میرا ہندوستانی کا اسٹاف پورا نہیں تھا لیکن انتظام کیا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جلد انتظام ہو سکیگا -

سری بالکرشن شرما (یو پی - جنرل) :- اس موضوع پر ان احکام کے جو ابھی صادر ہوئے ہیں خلاف ورزی نہ کرتے ہوئے کیا میں یہ دریافت کر دوں کہ ہمارے دستور کا ہماری زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کے ماتحت ترجمہ ہندی میں ہوگا یا اردو میں یا ایسی بات میں جو ان دونوں سے مخلوط ہوگی ؟

جناب صدر :- وہ ایسی زبان میں ہوگا جو عام فہم ہو (قہقہہ)

ایک اور مسئلہ ہے جس پر میرے خیال میں ہمکو فیصلہ کرنا ہے یعنی اسمبلی کے آیندہ اجلاس کا وقت - گذشتہ اجلاس میں ایوان نے ایک قرارداد سے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے ماہ اپریل تجویز کیا تھا اب میری تجویز یہ ہے کہ ایوان تاریخ اور ماہ مقرر کرنے کی بجائے آیندہ اجلاس کے وقت کا مقرر کرنا مجھ پر چھوڑ دے -

آنریبل ممبران :- بہت خوب !

جناب صدر :- میں اتنا وعدہ کرتا ہوں کہ جونہی کافی مواد اکھٹا ہو جائیگا میں تاریخ مقرر کر دوں گا -

مسٹر کے صنتھانم :- میں تجویز کرتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے ایک باضابطہ تحریک پیش کیجائے -

جناب صدر :- بعینہٖ یہی میری بھی تجویز ہے - ایک باضابطہ تحریک پیش کی جائے -

شری وشمبھر دیال تریپاٹھی :- اس سلسلہ میں مجھکو یہ بات ....

جناب صدر :- اس کو ہو جانے دیجئے -

٭ مسٹر ستیہ نرائن سنہا (بہار - جنرل) :- جناب صدر! میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی اس تاریخ تک ملتوی کی جائے جو صدر مقرر کریں -

جناب صدر :- تحریک ہے کہ کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی اس تاریخ تک کے لئے ملتوی کی جائے جو

٭ سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں

× ہندی تقریر

(جناب صدر)
صدر مقرر کرے کیا میں سمجھوں کہ ایوان اس کو منظور کرتا ہے۔

تحریک منظور ہو گئی۔

*مسٹر آر کے سدھوا:۔ اس کی تائید کرتے ہوئے میری ایک درخواست ہے۔ اب جبکہ تاریخ مقرر کرنا آپ پر چھوڑ دیا گیا ہے کیا آپ اس طرف بھی توجہ دیں گے کہ ہم کو ایجنڈا ہمارے گھروں پر کچھ عرصہ قبل مل جائے تاکہ ہم تیار ہو سکیں۔

*جناب صدر:۔ میں نے شروع ہی میں کہہ دیا تھا کہ میں تاریخ اس وقت مقرر کروں گا جب بحث و تمحیص کے لئے مواد فراہم ہو جائے گا۔ (مسٹر ترپاٹھی کو مخاطب کر کے) آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

شری وشمبھر دیال ترپاٹھی۔ جو سدھوا صاحب نے آپ کے سامنے کہا ہے نہیں کہنا تھا اور کوئی بات نہیں ہے۔

جناب صدر:۔ میرا خیال ہے ہمارا کام ختم ہو گیا۔ ایوان کا اجلاس اس تاریخ تک ملتوی کیا جاتا ہے جسکو میں مقرر کروں۔

کانسٹی ٹیوانیٹ اسمبلی اس تاریخ تک ملتوی کر دی گئی جس کو صدر مقرر کرے۔

---

*سے مراد وہ تقریریں ہیں جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہیں۔

پبلیشر مینیجر آف پبلیکیشن دہلی ، انڈیا
پرنٹر مینیجر گورنمنٹ پرنٹنگ ورکس دہلی

MUSLIM UNIVERSITY LIBRARY
ALIGARH

This book is due on the date last stamped An over-due charge of one anna will be charged for each day the book is kept over time.